علماء، طلباء، خطباء، آئمہ مساجد اور تشنگانِ علم و حکمت کے عظیم تحفہ

فضائلِ علم و علماء



مصنف
مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ

اضافات، فوائد و ترتیب جدید:
حضرت مولانا محمد یسین قصوری نقشبندی

ناشر
اکبر بُک سیلرز لاہور

علماء، طلباء، خطباء، آئمہ مساجد اور تشنگانِ علم وحکمت کے عظیم تحفہ

فضائلِ علم وعلماء

مصنف:
مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ

اضافات، فوائد وترتیب جدید:
حضرت مولانا محمد لیسین قصوری نقشبندی

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

نام کتاب	....	فضائل علم وعلماء
مصنف	....	مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمۃ
اضافات۔		
فوائد وترتیب جدید	....	حضرت مولانا محمد یٰسین قصوری نقشبندی
صفحات	....	۲۱۶
تعداد	....	۶۰۰
کمپوزنگ	....	زاہد اقبال
تاریخ اشاعت	....	جون ۲۰۱۷ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	-/200 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

آئینہ حسنِ ترتیب

☆☆☆☆☆☆☆

وَاَجْمَلَ مِنْکَ لَمْ تَرَقَطُّ عَیْنِیْ — وَاَحْسَنَ مِنْکَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ — کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

☆☆

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا — یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
خُذْ یَدِیْ اَنَا فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرِقٍ — سَہِّلْ لَنَا اَشْکَالَنَا

☆☆

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

☆☆

ابتدائیہ

طلوع اسلام سے قبل جہالت کے سبب لوگ مختلف امراض کا شکار تھے، مثلاً بت پرستی، شراب نوشی، قتل وغارت اور بچیوں کو زندہ درگور کرنا وغیرہ۔ طلوع اسلام سے نہ صرف جہالت کا خاتمہ ہوا بلکہ تمام امراض کا بھی تدارک ہو گیا۔ اسلام کا پہلا پیغام ہی علم کے حوالے سے تھا، جس کے الفاظ یہ ہیں:

اِقْـرَاْ بِـاسْـمِ رَبِّکَ الَّـذِیْ خَلَقَ ○ (العلق: 1) آپ اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔

سنہ ۲ھ میں غزوہ بدر کے نتیجہ میں قیدی بنائے جانے والے کافروں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا فدیہ مقرر فرما کر "علم" کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا۔ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی شریف کے ایک حصہ میں "صفہ" کے نام سے مدرسہ کی بنیاد رکھ کر، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بطور طالب علم اس میں داخل فرما کر اور خود تدریس القرآن کی خدمات انجام دے کر علم کی روشنی پوری دنیا میں پھیلا دی۔ پھر تحریک ترقی علم میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا، اسی علم کی بدولت صحابہ وقت کے مفسر بنے، محدث بنے، فقیہ بنے، مدرس بنے، امام بنے، خطیب بنے، انجینئر بنے، مجاہد بنے، گورنر بنے اور حکمران بنے۔

اس کے بعد تصنیف وتالیف کا دور شروع ہوا بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تفسیر پر کتب تالیف فرمائیں، تابعین میں اس تحریک نے مزید ترقی کی جس کے نتیجہ میں بے شمار کتب کا ذخیرہ وجود میں آیا اور تبع تابعین نے تحریک تصنیف وتالیف کو بام عروج تک پہنچایا۔ مختلف ممالک میں لائبریریاں قائم ہوئیں، کتب خانے وجود میں آئے، اشاعت کتب اور ترویج علوم و معارف کی راہیں کھلتی گئیں۔ ایک وقت آیا کہ قاہرہ کے کتب خانہ (لائبریری) فاطمیہ ایک لاکھ کتب اور خلفاء اندلس کی عظیم الشان لائبریری چھ لاکھ کتب پر مشتمل دکھائی دینے لگی۔ بعد ازاں مسلمانوں کے لیے فتوحات کے دروازے کھلتے گئے، مفتوحہ ممالک میں مساجد کے جال بچھتے گئے، مساجد میں دینی مدارس قائم ہوتے گئے، علماء پیدا ہوتے گئے، تصنیف وتالیف اور تراجم

کتب کی تحریک بھی جنگل کی آگ کی طرح تیز رفتاری سے ترقی کرتی گئی۔اس طرح غارحراء اور "صفہ" یونیورسٹی سے پھیلنے والی علمی شعاعوں نے پوری دنیا کو منور کر دیا۔دور حاضر میں علم کی روشنی سے تمام دنیا جگمگ جگمگ کر رہی ہے جس سے اہل مغرب کی آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

فرشتے اللہ تعالٰی کی نوری مخلوق ہیں جو نافرمانی اور معصیت سے پاک ہیں لیکن ان کے مقابل انسان خاکی مخلوق ہے اور اس سے نافرمانی ومعصیت کا صدور بھی ہو جاتا ہے۔بایں ہمہ انسان فرشتوں سے افضل ہے،فضیلت کا سبب علم ہے۔اس کی تفصیل قرآن پاک میں کچھ یوں ہے کہ اللہ تعالٰی نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کا قصد فرمایا تو فرشتوں سے اس بارے میں مشاورت فرمائی فرشتوں نے جواب میں عرض کیا:

اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ○ (البقرہ:30)

(اے اللہ!) کیا تو زمین میں اس کو خلیفہ بنانا چاہتا ہے جو اس (زمین) میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا؟ تیری حمد وتقدیس بیان کرنے کے لیے ہم کافی ہیں۔

اس پر اللہ تعالٰی نے فرمایا:

اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ○ (البقرہ:30)

بیشک جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

اللہ تعالٰی نے اپنے دست قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔زمین پر اپنا خلیفہ بنایا اور مختلف اشیاء کے ناموں کے علم سے نوازا۔پھر بطور امتحان فرشتوں سے ان اشیاء کے ناموں کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے فرمایا:

اَنْۢبِئُوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○ (البقرہ:31)

تم مجھے ان چیزوں کے نام بتادو اگر سچے ہو؟

فرشتوں نے نفی میں جواب دیتے ہوئے عرض کیا:

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ○ (البقرہ:32)

فرشتوں نے عرض کیا: اے پروردگار! تو پاک ہے، ہمیں تو صرف اتنا علم ہے جتنا تو نے ہمیں سکھایا۔بیشک تو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مخاطب ہو کر فیصلہ کن انداز میں فرمایا:

قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ (البقرہ:33)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں، جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو سب کو جانتا ہوں۔

جب حضرت آدم علیہ السلام کی فرشتوں پر علمی برتری ثابت ہوگئی اور فرشتوں نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں۔ فرمایا:

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ○ (البقرہ:34)

اے فرشتو! تم حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری میں تمام فرشتے سجدہ ریز ہو گئے۔ اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ:

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ط (البقرہ:34)

پس شیطان کے علاوہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے علم کے سبب حضرت آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنا کر فرشتوں پر انسانی برتری اور عظمت کو واضح فرما دیا۔

زیر نظر کتاب درحقیقت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مایہ ناز تصنیف ہے جو انہوں نے ''علم وعلماء'' کے نام سے تحریر فرمائی تھی۔ کتاب علمی اور تحقیقی نوعیت کی تھی لیکن مختصر ہونے کے باعث قدرے تفصیل طلب تھی۔ راقم الحروف نے اس کی ترتیب جدید اور قدرے تفصیلی بنانے کی کوشش کی۔ اصل کتاب میں جابجا عنوانات قائم کیے اور مندرجہ ذیل مضامین با حوالہ شامل کیے:

احترام استاد، استاد کے حقوق شاگرد پر، شاگرد کے حقوق استاد پر، اکابر کے علمی مشاغل، وقت کی اہمیت و افادیت، طالب علم کو سزا دینے کا اسلامی تصور، حصول علم کے موانع اور ان کا تدارک، ''سید'' طالب علم کا مدرسہ کے لنگر سے مستفید ہونے کا مسئلہ، طلباء کی طرف سے علمی

مقاطعہ (بائیکاٹ) کے عدم جواز کا مسئلہ، استاد کا ایام تعطیلات کی تنخواہ لینے کا مسئلہ، انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ اور مغربی تعلیم کے حوالہ سے مسلم شعراء کا نقطۂ نظر وغیرہ۔

قارئین کی آسانی کے لیے کتاب چار ابواب پر تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا باب علم دین، طلباء اور علماء کے فضائل کے بیان، دوسرا باب متعلقات علم وعلماء کے بیان اور تیسرا باب اکابر کے علمی مشاغل وخدمات جبکہ چوتھا باب احوال وآثار استاد الہند حضرت علامہ ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ (بانی نصاب درس نظامی) پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آخر میں علامۃ الدہر حضرت مفتی عبدالعزیز پر ہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علماء عصر حاضر سے خطاب اور کثیر فوائد وثمرات پر مشتمل اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم وظیفہ شامل کیا گیا ہے۔

الحمدللہ! اب کتاب نے قدرے تفصیلی، عام فہم، جامع اور معیاری حیثیت اختیار کر لی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی سعی قبول فرمائے، راقم کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور عوام الناس کے لیے نافع ومفید بنائے۔ آمین ثم آمین!

خادم علماء وطلباء:
محمد یٰسین قصوری نقشبندی
۱۲ ربیع الاول ۱۴۳۰ھ، بروز منگل، مطابق 10 مارچ 2009ء

ادارہ علم وادب:
E35/K، گلی نمبر 1، شاہین کالونی
والٹن روڈ، لاہور کینٹ
Mob: 0300-4455710

الانتساب

(1)۔حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی
(2)۔برکت الہند حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
(3)۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی
(4)۔شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری مجددی
(5)۔امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری
(6)۔امام اہل سنت حضرت مفتی سید دیدار علی شاہ محدث الوری
(7)۔مبلغ اعظم حضرت علامہ محمد عبد العلیم صدیقی
(8)۔مفتی اعظم پاکستان حضرت سید احمد شاہ قادری اشرفی
(9)۔غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی
(10)۔قائد اہل سنت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی
(11)۔مخدوم اہل سنت حضرت مفتی محمد مہر الدین جماعتی نقشبندی
(12)۔شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی قادری اشرفی اوکاڑوی
(13)۔عالم ربانی حضرت مفتی محمد عبد الغفور شرقپوری نقشبندی
(14)۔مفتی جلال الدین احمد امجدی
(15)۔حضرت مفتی محمد حسین نعیمی
(16)۔حضرت مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی
(17)۔حضرت علامہ مفتی محمد عبد الحکیم شرف قادری
(18)۔حضرت علامہ مفتی محمد اشرف نقشبندی
(19)۔شہید پاکستان مفتی ڈاکٹر محمد سرفراز احمد نعیمی (رحمہم اللہ تعالی)
(20)۔عالم ربانی، امام المدرسین حضرت علامہ مفتی محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

اور دیگر اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نام جنہوں نے اپنے علمی و تحقیقی، تدریسی و تصنیفی، مذہبی و سیاسی اور روحانی کارناموں سے اہل سنت کی تاریخ رقم کی۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد یٰسین قصوری نقشبندی

حمدِ باری تعالیٰ

جو چیز خدا نے ہے بنائی ظاہر اُس میں ہے خوشنمائی
کیا خوب ہے رنگ ڈھنگ سب کا چھوٹی بڑی جس قدر ہیں اشیاء
ہر چیز کی ہے ادا نرالی حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
ننھی کلیاں چٹک رہی ہیں چھوٹی چڑیاں پھدک رہی ہیں
اس کی قدرت سے پھول مہکے پھولوں پہ پرند آ کے چہکے
چڑیوں کے عجیب پر لگائے اور پھول ہیں عطر میں بسائے
چڑیوں کی ہے بھانت بھانت آواز پھولوں کا جدا جدا ہے انداز
دن کو بخشی عجب صفائی تاروں بھری رات کیا بنائی
موتی سے پڑے ہوئے ہیں لاکھوں ہیرے سے جڑے ہوئے ہیں لاکھوں
مٹی سے خدا نے باغ اُگائے باغوں میں اُسی نے پھل پکائے
میوے سے لدی ہوئی ڈالی دانوں سے بھری جڑی ہے بالی
سبزے سے ہرے ہرے ہیں میداں اُونچے اُونچے درخت ذی شاں

ہر شے اس نے بنائی نادر
بے شک ہے خدا قوی و قادر

(اسماعیل میرٹھی)

نعتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہے کلامِ الٰہی میں شمس و ضحٰے ترے چہرۂ نور فزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زُلفِ دوتا کی قسم

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

ترا مسندِ ناز ہے عرشِ بریں ترا محرمِ راز ہے روحِ امیں
تو ہی سرورِ ہر دو جہاں ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

یہی عرض ہے خالقِ ارض و سما وہ رسول ہیں تیرے، میں بندہ ترا
مجھے اُن کے جوار میں دے وہ جگہ کہ ہے خُلد کو جس کی صفا کی قسم

تو ہی بندوں پہ کرتا ہے لطف و عطا، تجھی پہ بھروسا تجھی سے دعا
مجھے جلوۂ پاک رسول دکھا تجھے اپنے ہی عزّ و عُلا کی قسم

مرے گرچہ گناہ ہیں حد سے سوا مگر اُن سے امید ہے تجھ سے رجا
تو رحیم ہے اُن کا کرم ہے گواہ وہ کریم ہیں تیری عطا کی قسم

بلبلِ باغِ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیٔ طبعِ رضا کی قسم

(از: امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ)

باب اوّل

علم دین، طلباء اور علماء کے فضائل

علم کی تعریف:

حضرت امام سید شریف جرجانی رحمہ اللہ تعالیٰ بایں الفاظ علم کی تعریف کرتے ہیں:

(۱) العلم هو الاعتقاد الجازم المطابق للواقع — یعنی وہ پختہ یقین ہے جو واقع کے مطابق ہو۔

(۲) وقال الحكماء هو حصول صورة الشئ في العقل — حکماء نے کہا: کسی چیز کی شکل کا ذہن میں حاصل ہونا علم ہے۔

(۳) وقيل: العلم هو ادراك الشئ على ماهو به — اور بعض نے کہا کہ ایسی چیز کا ادراک جس کے ساتھ وہ قائم ہے۔

(امام السید شریف الجرجانی: التعریفات ص 110)

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''علم'' کی تعریف یوں فرمائی:

کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا اور یہ دو قسم پر ہے: اوّل یہ کہ کسی چیز کی ذات کا ادراک کر لینا۔ دوم ایک چیز پر کسی صفت کے ساتھ حکم لگانا جو فی الواقع اس کے لیے ثابت ہو۔

(امام راغب اصفہانی: مفردات القرآن ص 717)

علم کوئی ایسی چیز نہیں جس کی فضیلت اور خوبیوں کے بیان کرنے کی حاجت ہو۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ علم بہت بہتر چیز ہے اور اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے۔ یہی وہ چیز ہے کہ جس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اسی سے دنیا اور آخرت سدھرتی ہے۔ مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو، ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن وحدیث سے حاصل ہو کہ یہی وہ علم ہے جس سے دنیا وآخرت دونوں سنور جاتی ہیں اور یہی علم ذریعہ نجات ہے اور اسی کی قرآن وحدیث میں تعریفیں آئی ہیں۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: حاشیہ تعلیم المتعلم ص 7)

اس حدیث مبارکہ طلب العلم فریضہ کی تشریح میں حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

قال الشراح المراد بالعلم مالا مندوحة للعبد من تعلمه كمعرفة الصانع والعلم بوحدانيته ونبوة رسوله و كيفية الصلوٰة،فان تعلمه فرض عين واما بلوغ رتبة الاجتهاد والفتيا ففرض كفاية

(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ ج اول ص 233)

ترجمہ: شارحین حدیث نے کہا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حصول انسان کے لیے ضروری ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی توحید، رسول خدا کی رسالت ونبوت کی معرفت اور نماز ادا کرنے کا طریقہ وغیرہ امور کا علم۔ علاوہ ازیں فتویٰ اور اجتہاد کے مقام تک رسائی حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

مراد بعلم دریں جا علمے است کہ ضروری وقت مسلمان ست، مثلاً

چوں در اسلام در آمد واجب شد بروے معرفت صانع وصفات وے وعلم به نبوت رسول صلی الله علیه وسلم وجز آں ازانچه صحیح نیست ایمان بیے آں، وچوں وقت نماز در آمد واجب شد آموختن علم باحکام صلوٰۃ، وچوں رمضان آمد واجب گر دید تعلم احکام صوم، وهر گاه مالک نصاب گردید واجب شد تعلیم احکام زکوۃ، واگر پیش ازاں مرد تعلم نه کرد، عاصی نه باشد، وچوں زن خواست علم حیض و نفاس وجز آں ازانچه متعلق باحکام زن وشوئے ست، واجب گردد وعلی هذا القیاس (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل 161)

ترجمہ: حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے جس کا حصول مسلمان پر بروقت ضروری ہے۔ مثال کے طور پر جب کوئی شخص مسلمان ہوتا ہے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو جاننا ضروری ہو گیا۔ اس کے لیے ان تمام امور کا علم ضروری ہو گیا جن کے بغیر ایمان درست نہیں ہوسکتا۔ نماز کا وقت آنے پر نماز کے احکام جاننا لازمی ہو گیا۔ ماہ رمضان آنے پر روزے کے احکام کی معرفت ضروری ہو گئی۔ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں احکام زکوٰۃ سیکھنا ضروری ہو گیا۔ اگر صاحب نصاب ہونے سے قبل احکام ومسائل زکوٰۃ سیکھے بغیر فوت ہو گیا تو گناہ گار نہ ہوگا۔ عورت (نکاح کی شکل میں) لایا تو حیض ونفاس اور شوہر وزن سے متعلقہ مسائل واحکام جاننا ضروری ہو گیا وعلی ھذا القیاس۔

حدیث "طلب العلم فریضة علی کل مسلم" کی تشریح میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" بوجہ کثرت طرق وتعداد مخارج حدیث حسن ہے۔ اس کا صحیح مفاد مرد وعورت پر طلب علم کی فرضیت صادق نہ آئے گا مگر اس علم پر جس کا تعلم فرض عین ہو۔ فرض عین نہیں مگر ان علوم کا سیکھنا جن کی طرف انسان بالفعل اپنے دین میں محتاج ہو۔ ان کا اعم واشمل، واعلیٰ واکمل واہم واجل علم اصول عقائد ہے۔ جن کے اعتقاد سے

آدمی مسلمان سنی المذہب ہوتا ہے اور انکار ومخالفت سے کافر یا بدمذہب۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی کا تعلم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں۔ پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض وشرائط ومفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے۔ پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کرنا چاہے تو اس کے متعلق ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع وشرا، مزارع پر مسائل زراعت، موجر ومستاجر پر مسائل اجارہ۔ وعلی ھذا القیاس ہر شخص پر اس کی حاجت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔ اور انہی میں سے ہیں مسائل حلال وحرام کہ ہر فرد بشر ان کا محتاج ہے۔ اور مسائل علم قلب یعنی فرائض قلبیہ مثل تواضع واخلاص وتوکل وغیرہا اور ان کے طرق تحصیل اور محرمات باطنیہ تکبر وریا وعجب وحسد وغیرہا اور ان کے معالجات کا تعلم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔ جس طرح بے نماز فاسق وفاجر ومرتکب کبائر ہے یونہی بعینہ ریا سے نماز پڑھنے والا، انہیں مصیبتوں میں گرفتار ہے۔ نسئل اللہ العفو والعافیۃ۔

ضابطہ یہ ہے کہ جو آدمی کو اس کے دین میں نافع ہوں خواہ اصالۃً جیسے فقہ وحدیث وتصوف بے تخلیط وتفسیر قرآن بے افراط وتفریط۔ خواہ وساطۃً مثلاً نحو، صرف، معانی اور بیان کہ فی حدذاتہا امر دینی نہیں مگر فہم قرآن وحدیث کے لیے وسیلہ ہیں۔

یہ وہی عظیم دولت، نفیس مال ہے جو انبیاء علیہم السلام نے اپنے ترکہ (ورثے) میں چھوڑا۔ جب تو بیشک محمود اور فضائل جلیلہ موعودہ کا مصداق اور اس کے جاننے والے کو لقب "عالم" و "مولوی" کا استحقاق ورنہ مذموم وبد ہے۔ جیسے فلسفہ ونجوم یا لغو وفضول جیسے قافیہ وعروض یا کوئی دنیا کا کام جیسے نقشہ ومساحت۔ بہر حال ان فضائل کا مورد نہیں، نہ اس کے صاحب کو عالم کہہ سکیں۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص 16)

حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

علم دین سیکھنا اس قدر کہ مذہب سے آگاہ ہو وضو، غسل، نماز، روزے وغیرہا ضروریات کے احکام سے مطلع ہو۔ تاجر تجارت، مزارع زراعت، اجیر اجارے، غرض ہر شخص جس حالت

میں ہے اس کے متعلق احکام شریعت سے واقف، فرض عین ہے۔ جب تک یہ حاصل کرے، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ میں وقت ضائع کرنا جائز نہیں۔ حدیث میں ہے: طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ، جو فرض چھوڑ کر نفل میں مشغول ہو، حدیثوں میں اس کی سخت برائی آئی اور اس کا وہ نیک کام مردود قرار پایا۔ کما بیناہ فی الزکوٰۃ من فتاوینا نہ کہ فرض چھوڑ کر فضولیات میں وقت گنوانا۔ غرض یہ علوم ضرور یہ تو ضرور مقدم ہیں اور ان سے غافل ہو کر ریاضی، ہندسہ، طبعیات، فلسفہ یا دیگر خرافات ووسوسہ پڑھنے پڑھانے میں مشغول بلاشبہ متعلم ومدرس دونوں کے لیے حرام ہے۔ اور ان ضروریات سے فراغ کے بعد پورا علم دین فقہ، حدیث، تفسیر، عربی زبان، اس کی صرف ونحو، معانی، بیان، لغت، ادب وغیرہا آلات علوم دینیہ بطور آلات سیکھنا سکھانا فرض کفایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لِیَتَفَقَّھُوا فی الدین۔ یہی علوم دین ہیں اور انہیں کے پڑھنے پڑھانے میں ثواب اور ان کے سوا کوئی فن یا زبان کچھ کار ثواب نہیں۔ ہاں جو شخص ضروریات دین مذکورہ سے فراغت پا کر اقلیدس، حساب، مساحت، جغرافیہ وغیرہا وہ فنون پڑھے جن میں کوئی امر مخالف شرع نہیں تو ایک مباح کام ہوگا جبکہ اس کے سبب کسی واجب شرعی میں خلل نہ پڑے ورنہ ۔

مبادا دل آں فرومایہ شاد   کہ ازبہر دنیا دہد دین بباد

واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی، فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل ص 107)

ایک اور مقام پر اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ قرآن وحدیث سے صدہا دلائل اس معنی پر قائم کرسکتا ہے کہ مصداق فضائل، صرف علوم دینیہ ہیں وبس۔ ان کے علاوہ کوئی علم شرع کے نزدیک علم نہ آیا"۔ (ایضاً ص 17)

حضرت علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخی اور عظیم کتاب "کشف المحجوب" کا آغاز ہی فضیلت علم سے کیا۔ فرمایا: باب اول در اثبات علم یعنی پہلا باب اثبات علم کے بیان میں ہے۔ طلب علم کے حوالے سے دو احادیث لائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱. طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة — حصول علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

۲. اطلبوا العلم ولو بالصین — تم علم حاصل کرو خواہ چین جانا پڑے۔

اس کے بعد آپ فرضیت علم پر اظہار خیال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اے عزیز! جان لے کہ علوم زیادہ ہیں اور عمر بہت کم ہے۔ تمام علوم کا حاصل کرنا لوگوں پر فرض نہیں جیسا کہ علم نجوم، علم طب، علم حساب، عمدہ قسم کی صنعت اور اس کی مثل اور علوم بلکہ اتنی مقدار حاصل کرنا ضروری ہے جو شریعت کے معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ علم نجوم کی اتنی مقدار جاننا ضروری ہے جس سے رات کا وقت معلوم ہو جائے، طب سے اتنی مقدار جس سے نظام ہضم کو درست رکھا جا سکے، علم حساب سے اتنی مقدار جس سے وراثت اور عدت کی مدت معلوم ہو سکے۔ پس اتنا علم فرض ہے جس سے بندہ اپنا عمل درست کر سکے۔ جو بے فائدہ علوم بندہ حاصل کرتا ہے یعنی اس کی ذات یا کسی دوسرے کو ان علوم سے کوئی فائدہ نہ پہنچتا ہو، تو ایسے علوم کی اللہ تعالیٰ نے مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

ویتعلمون مالا یضرھم ولا ینفعھم — اور وہ ایسا علم سیکھتے ہیں جو ان کو ضرر دیتا ہے اور نہ نفع دیتا ہے۔

(حضرت علی بن عثمان ہجویری: کشف المحجوب ص 20)

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ علم پہلے ہے یا عمل؟ کچھ علماء علم کو عمل سے مقدم قرار دیتے ہیں اور کچھ عمل کو علم سے مقدم تصور کرتے ہیں۔ حضور داتا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دونوں گروہوں کا رد فرماتے ہیں کہ دونوں گروہ باطل پر ہیں۔ علم و عمل دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

عوام میں سے ایک گروہ کو میں نے دیکھا ہے کہ علم کو عمل پر فضیلت دیتا ہے اور ایک دوسرا گروہ میں نے دیکھا کہ عمل کو علم پر فضیلت دیتا ہے۔ یہ دونوں گروہ باطل پر ہیں کیونکہ عمل بغیر علم کے عمل نہیں ہوتا۔ عمل اس وقت عمل کہلائے گا جب کہ علم کے ساتھ ملا ہوا ہو گا حتیٰ کہ اس وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا مستحق ہو گا۔ جس طرح نماز سے قبل طہارت کے ارکان کا علم، پانی کے

پاک وناپاک ہونے کا علم، کعبہ شریف کی سمت کے درست ہونے کا علم اور نیت کی کیفیت کا علم ہونا ضروری ہے یعنی فرائض، واجبات، سنن اور نوافل میں سے کیا پڑھ رہا ہے۔ اگر بندہ ان ارکان سے جاہل ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ جولوگ علم کو عمل پر فضیلت دیتے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں کیونکہ علم بلا عمل بھی صحیح معنی میں علم کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ نیز علم حاصل کرنا اور اس کا اعادہ کرنا بھی عمل ہے۔ اسی وجہ سے تو بندہ علم حاصل کرنے پر ثواب کا حقدار بنتا ہے۔ اور اگر عالم کا علم اس کا کسب اور فعل نہ ہوتا تو وہ ثواب کا مستحق ہرگز نہ ہوتا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں ایک پتھر کو راستے میں پڑا ہوا دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا تھا کہ مجھے الٹیے اور پڑھیے۔ میں نے اس کو الٹا کر دیکھا تو اس پر لکھا تھا کہ:

اَنْتَ لَا تَعْمَلُ بِمَا تَعْلَمُ فَكَيْفَ تَطْلُبُ الْعِلْمَ مَالَا تَعْلَمُ

جو تم جانتے ہو اس پر عمل نہیں کرتے، تو تم جو علم نہیں جانتے وہ کیوں حاصل کرتے ہو؟

(حضرت علی بن عثمان، ہجویری،: کشف المحجوب ص 21)

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ تعالیٰ طلب علم کے حوالہ سے اپنا مؤقف یوں بیان کرتے ہیں:

اعلم انه لا يفترض على كل مسلم كل علم، وانما يفترض عليه طلب علم الحال فانه يقال، افضل العلم علم الحال وافضل العمل حفظ الحال	ترجمہ: جاننا چاہیے کہ ہر مسلمان پر ہر علم کا حاصل کرنا فرض نہیں ہے۔ البتہ علم الحال کا حاصل کرنا اس پر فرض ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ بہترین علم، علم الحال اور افضل عمل حفظ الحال ہے۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 7)

حاشیہ پر لکھتے ہیں:

یعنی جس حالت میں انسان مبتلا ہے اسی کے متعلقات کے احکام کا علم جاننا اور طلب کرنا، اس پر فرض عین ہے۔ ہر فرد و بشر اس کے لیے ماخوذ ہوگا اور اس کے حاصل نہ کرنے پر

عذاب ہوگا جیسا کہ دوسرے فرض کے ادا نہ کرنے پر عذاب ہوگا، خواہ دوسرا کوئی شخص اس علم کو سیکھے یا نہ سیکھے۔ وہ اصول دین و مذہب اور مسائل شریعت ہیں مثلاً کفر و ایمان، نماز و روزہ، زکوٰۃ و حج، نکاح و طلاق، بیع و شرا، اجارہ و وقف، وصیت و ہبہ اور میراث وغیرہا میں سے جو حالت اس کو فی الحال پیش آئے اس کے متعلقہ احکام کا علم طلب کرنا، اس پر فرض عین ہے خواہ مرد ہو یا عورت ورنہ گنہگار و مجرم قرار پائے گا۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 43)

اقسام علم:

علم شرعی کی ایک تقسیم کے مطابق چار اقسام بنتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(الف)۔ اصول: یہ چار ہیں: (۱) کتاب اللہ (قرآن)۔ (۲) سنت رسول۔

(۳) اجماع۔ (۴) آثار صحابہ

(ب)۔ فروع: یہ دو ہیں:

(۱) فقہ ظاہر: یعنی ظاہری اعضاء سے متعلق احکام و مسائل

(۲) فقہ باطن: یعنی قلب سے متعلق احکام و مسائل

(ج)۔ بنیادی و مقدمات: یعنی صرف، نحو، لغت، معانی اور ادب وغیرہ۔

(د)۔ ضمیمہ و تتمہ: مثلاً تجوید و قرأت، اصول تفسیر، اصول حدیث، اصول فقہ اور علم اسماء الرجال وغیرہ۔

علم شرعی تین اقسام پر مشتمل ہے، جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حسن: علم طب، انجینئرنگ، اور نجاری وغیرہ

۲۔ قبیح: مثلاً علم سحر، علم طلسمات اور شعبدے وغیرہ

۳۔ مباح: مثلاً علم شعر و سخن اور علم تاریخ وغیرہ

''علم'' کی تقسیم کرتے ہوئے حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے مخاطب! تو جان لے کہ علم کی دو قسمیں ہیں: ایک اللہ تعالیٰ کا علم اور دوسرا مخلوق کا علم۔ بندے کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے کوئی چیز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی صفت ہے جو کہ اس کے ساتھ قائم ہے اور اللہ تعالیٰ کے اوصاف کی انتہاء نہیں۔ ہمارا علم ہماری صفت ہے

جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہمارے اوصاف منتہائی ہیں یعنی ہمارے اوصاف کی ایک حد ہے۔(علی بن عثمان ہجویری: کشف المحجوب ص23)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

حضرت محمد بن فضل بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

العلوم ثلاثة علم من الله وعلم مع الله وعلم بالله

علوم کی تین قسمیں ہیں:

☆۔ علم من اللہ: یعنی شریعت مطہرہ کا علم جس کے حصول اور عمل کرنے کے ہم مکلّف بنائے گئے ہیں۔

☆۔ علم مع اللہ: اس سے مراد وہ مقامات ومدارج کا علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کو عطا فرمایا ہے۔

☆۔ علم باللہ: اس سے مراد وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کو عطاء فرمایا ہے۔

حضرت ابو علی ثقفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

العلم حياة القلب من الجهل ونور العين من الظلمة. علم، دل کی زندگی ہے جہالت کے مقابلے میں اور تاریکی کے مقابل آنکھ کا نور ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ الرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اجتنب صحبة ثلاثة اصناف من الناس العلماء الغافلين والقراء المداهنين والمتصوفة الجاهلين تین قسم کے لوگوں سے بچو: (۱) غافل علماء، (۲) خوشامدی قراء اور (۳) جاہل صوفیاء۔

(علی بن عثمان ہجویری: کشف المحجوب ص32)

حضرت اسحاق بن راہویہ نے کہا: اس کے معنی یہ ہیں کہ نماز، زکوٰۃ اور حج وغیرہ ضروریات دین کا علم حاصل کرنا لازمی ہے''۔ واجب علم کے لیے سفر کی اجازت والدین سے نہ لی جائے، البتہ مستحبات علم کے لیے سفر میں والدین کی اجازت ضروری ہے''۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا گیا کہ طلب علم سب لوگوں پر فرض ہے؟

انہوں نے جواب دیا: نہیں، لیکن آدمی کو اتنا علم ضرور حاصل کرنا چاہیے کہ اپنے دین میں فائدہ اٹھا سکے"۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 43)

حضرت حسن ابن الربیع رضی اللہ عنہ سے حدیث "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم" کے حوالے سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "اس سے مراد وہ علم نہیں جسے لوگ حاصل کرتے ہیں، بلکہ وہ علم مراد ہے کہ آدمی کو اپنے دین کی کسی بات میں شک ہو تو سوال کرنا فرض ہے تاکہ شک دور ہو جائے"۔

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ: "تحصیل علم اور جہاد مسلمانوں کی جماعت پر فرض کفایہ ہے، ایک گروہ ادا کردے تو باقی لوگ سبک دوش ہو جاتے ہیں"۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 44)

حضرت احمد بن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث "طلب العلم فریضۃ" کے حوالے سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"میرے نزدیک مطلب یہ ہے کہ جہاد کی طرح اگر ایک جماعت اسے سنبھال لے تو باقی لوگوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے"۔

حضرت ابوعمر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیان کے مطابق علم کی دو اقسام ہیں: (۱) فرض عین جس کا حصول ہر مسلمان پر لازم وضروری ہے۔ (۲) فرض کفایہ جس کا ہر مسلمان کو سیکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ علاقہ یا گاؤں یا محلہ کے چند افراد حاصل کرلیں تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے ورنہ سب سے مؤاخذہ ہوگا۔

فرائض دین کا اجمالی علم فرض عین ہے جس سے کسی کو بھی مستثنیٰ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کا مختصر خاکہ یہ ہے کہ زبان سے شہادت اور دل سے اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی کوئی نظیر نہیں۔ نہ کسی نے اسے جنا ہے نہ اس نے کسی کو جنا ہے۔ اس کے برابر کوئی نہیں، وہ ہر چیز کا خالق ہے، سب نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ وہی موت دیتا ہے، وہی زندہ کرتا ہے۔ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا۔ عالم الغیب والشہادۃ ہے، زمین وآسمان کی کوئی

چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ وہی اول ہے وہی آخر، وہی ظاہر و باطن ہے، اپنی تمام صفات کے ساتھ ازل سے ہے۔ نہ اس کی ابتداء ہے نہ اس کی انتہاء اور عرش پر اپنی شایان شان سے متمکن ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں، آپ آخری نبی ہیں۔ قیامت کے روز جزا و سزا کے لیے اٹھنا ہے۔ ایمان و اطاعت سے کامیاب لوگ جنت میں جائیں گے۔ نافرمان اور بد بخت لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ قرآن کلام الٰہی ہے جو کچھ اس میں ہے وہ اس کی طرف سے ہے، اس پر ایمان لانا اور اس کی آیات محکمات پر عمل پیرا ہونا فرض ہے۔ پانچوں نمازیں فرض ہیں، ان کی ادائیگی کے لیے ان کے فرائض و واجبات مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ رمضان کے روزے فرض ہیں، روزے کے احکام و مسائل کا علم بھی فرض ہے۔ صاحب نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کے احکام و مسائل سے آگاہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اگر استطاعت ہو زندگی میں ایک بار حج بیت اللہ کرنا بھی فرض ہے۔ بدکاری، شراب نوشی، مردار، نجاستوں، غیر کا مال غصب کرنے سے بچنے کے احکام و مسائل کا علم ضروری ہے۔ رشوت لینا، جھوٹی شہادت، دھوکے سے کسی کے مال پر قابض ہونے کی سزا اور وعید کا علم بھی ضروری ہے۔ بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح حرام ہونا اور کسی مسلمان کی ناحق جان ضائع کرنا حرام ہونے کا علم حاصل کرنا لازمی ہے۔ علاوہ ازیں دیگر امور اور علوم کی تحصیل فرض کفایہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اٰيَةٌ مُّحْكَمَةٌ اَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ	علم تین ہیں: ثابت آیت، مضبوط حدیث، اور تیسرے فریضہ عادلہ یعنی اجماع و قیاس۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 35)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ دین اور شریعت کے اصول علم چار ہیں: قرآن مجید، حدیث شریف، اجماع اور قیاس۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 167)

حصول علم کے وقت متعلم کی نیت رضائے الٰہی ہونا چاہیے۔اس بارے میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

ثم لا بدله من النية في زمان تعلم العلم اذاالنية في الاصل في جميع الاحوال بقوله عليه السلام انما الاعمال بالنيات وينبغي ان ينوي المتعلم بطلب العلم رضا الله تعالىٰ والدار الا خرة وازالة الجهد عن نفسه وعن سائر الجهال واحياء الدين وابقاء الاسلام، فان بقاء الاسلام بالعلم ولا يصح الزهد والتقوى مع الجهد

زمانہ طالب علمی میں طالب علم کو نیت کے بارے میں علم ہونا چاہیے کیونکہ نیت تمام احوال میں اصل ہے اس لیے کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔طالب علم کو چاہیے کہ طلب علم میں رضاء الٰہی، آخرت کی بہتری، اپنی ذات کو جہالت سے نجات دینے، دوسروں کو جہالتوں سے محفوظ رہنے، دین کو زندہ کرنے اور بقاء اسلام کی نیت کرے۔اس لیے کہ بقاء اسلام صرف علم کے سبب ہے اور جہالت کی امیزش سے زہد و تقویٰ کی دولت حاصل نہیں ہوسکتی۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص24)

علم دین کے نصاب کے بارے میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن عبدالله بن مسعود رضي الله تعالىٰ عنه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا العلم وعلموه الناس ،تعلموا الفرائض وعلموها الناس تعلموا القرآن وعلموه الناس فاني امرء مقبوض والعلم سيقبض ويظهر الفتن حتى يختلف اثنان في

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: تم علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، تم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، تم قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ۔ بیشک میں بھی ایک آدمی ہوں وصال کر جاؤں گا۔عنقریب علم اٹھا لیا جائے گا ،فتنے ظاہر ہوں گے حتیٰ کہ دو شخصوں کے

فریضۃ، قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایجدان احدًا یفصل بینھما

درمیان کسی معاملہ میں اختلاف پیدا ہوگا تو ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا میسر نہیں آئے گا۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 38)

قرآن کی روشنی میں علم وعلماء کے فضائل

فضائل علم کے حوالہ سے کثیر آیات قرآنی ہیں، چند ایک آیات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

1۔ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۴) اور تم عرض کرواے میرے رب! مجھے علم زیادہ دے۔

فائدہ: حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے علم کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے اس لیے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے پیارے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔

(امام احمد بن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اوّل ص 130)

2۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل:43)

پس تم علماء سے پوچھ لیا کرو اگر نہیں جانتے۔

3۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط (الفاطر:28)

بے شک اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے صرف علماء ڈرتے ہیں۔

4۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط (الزمر:9)

آپ فرمادیں کیا اہل علم اور جاہل لوگ برابر ہوسکتے ہیں؟

5۔ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ط (المجادلہ:11)

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ان میں سے اہل علم کے مدارج کو اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

"عام مسلمانوں کی نسبت علماء کرام کے سات سو درجات بلند ہوں گے اور دو درجوں کے

درمیان پانچ سو سال کی مسافت کا فاصلہ ہوگا"۔

6۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ o (الرحمٰن:4,3)
اس (اللہ تعالیٰ) نے انسان کو پیدا فرمایا اور اسے بیان (علم) سکھایا۔

7۔ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ o (الرعد:43)
آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی اور علماء کی گواہی کافی ہے۔

8۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ o (العنکبوت:43)
اور یہ مثالیں جو ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، انہیں صرف علماء جانتے ہیں۔

فضائل علم وعلماء احادیث کی روشنی میں

علم دین اسلام کی زندگی ہے:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْاِسْلَامِ وَعِمَادُ الدِّيْنِ
علم اسلام کی زندگی اور دین کا کھمبا ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال ج دہم ص76)

ایک گھڑی دینی مسائل کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص36)
رات میں ایک گھڑی علم کا پڑھنا پوری رات جاگنے سے بہتر ہے۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایک گھنٹہ آپس میں علم کی تکرار کرنا، استاد سے پڑھنا، شاگرد کو پڑھانا، کتاب تصنیف کرنا یا کتب کا مطالعہ کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص251)

علم میں اضافہ عبادت میں اضافہ سے افضل ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

فَضْلٌ فِیْ عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِیْ عِبَادَۃٍ وَمَلَاکُ الدِّیْنِ الْوَرَعُ

علم کی زیادتی عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور دین کی اصل پرہیزگاری ہے۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص36)

فائدہ: یعنی علم کی زیادتی اگرچہ تھوڑی ہو عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اگرچہ زیادہ ہو۔ اور دین کی درستگی حرام اور شبہہ حرام سے بچنے میں ہے جیسے کہ دین کا فساد لالچ میں ہے۔

(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص251)

صرف عالم کے لیے غبطہ جائز ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالاً فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَیُعَلِّمُھَا۔

دو چیزوں کے سوا کسی میں حسد جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے راہِ حق میں خرچ کرے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دین کا علم عطا فرمایا تو وہ اس کے مطابق فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری جلد اول ص17)

فائدہ: یہ آرزو کرنا کہ کسی کی نعمت یا فضیلت اس کی بجائے مجھ کو مل جائے اسے حسد کہتے ہیں اور حسد کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔

(امام سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد جلد ثانی ص316)

اس حدیث شریف میں جو بظاہر دو چیزوں میں حسد کرنے کو جائز بتایا گیا اس کا مطلب ہے

رشک وآرزو۔ حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ طرح طرح کی آرزو کرتے ہیں لیکن آرزو کرنے کے لائق صرف دو نعمتیں ہیں: ایک وہ مال جو راہِ حق میں خرچ کیا جائے اور دوسرا وہ علم کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے اور اسے لوگوں کو سکھایا جائے۔

علم نافع صدقہ جاریہ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ مِّنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 32)

جب انسان مرجاتا ہے تو اس سے اس کا عمل کٹ جاتا ہے مگر تین عمل کا ثواب برابر جاری رہتا ہے: صدقہ جاریہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

فائدہ: صدقہ جاریہ سے مراد ہے مسجد و مدرسہ بنوانا یا زمین اور کتاب وغیرہ وقف کرنا۔ علم سے مراد دینی کتابیں تصنیف کرنا اور اچھے شاگردوں کو چھوڑ جانا۔ جس سے دینی فیضان جاری رہے۔ باپ نے اگر اپنی اولاد کو نیک بنایا تو وہ اس کے لیے دعائے خیر کریں یا نہ کریں باپ کو بہر حال ثواب ملے گا۔

علم لازوال دولت ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَمِفْتَاحُهَا السُّوَالُ فَاسْئَلُوْا يَرْحَمْكُمُ اللّٰهُ

علم خزانے ہیں اور ان کی کنجی سوال ہے۔ تم سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 76)

علم میراث انبیاء ہے:

حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ مِيْرَاثِيْ وَمِيْرَاثُ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ (ایضاً ص 77)

علم میری میراث ہے اور جو مجھ سے پہلے انبیاء گزرے ہیں ان کی میراث ہے۔

علم کی برکت سے عیوب چھپ جاتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اَلْعِلْمُ وَالْمَالُ یَسْتُرَانِ کُلَّ عَیْبٍ وَالْجَھْلُ وَالْفَقْرُ یَکْشِفَانِ کُلَّ عَیْبٍ

علم اور مال ہر عیب کو چھپاتے ہیں اور جہالت وغربت ہر عیب کھولتے ہیں۔

(علامہ علاء الدین علی متقی کنز العمال جلد دہم ص 77)

معرفت باری تعالیٰ کا بہترین ذریعہ علم ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْعِلْمُ بِاللّٰہِ اِنَّ الْعِلْمَ یَنْفَعُکَ مَعَہٗ قَلِیْلُ الْعَمَلِ وَکَثِیْرُہٗ وَاِنَّ الْجَھْلَ لَا یَنْفَعُکَ مَعَہٗ قَلِیْلُ الْعَمَلِ وَلَا کَثِیْرُہٗ (ایضاً ص 82)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات وصفات کا علم بہترین عمل ہے۔ علم کے ساتھ تجھے تھوڑا اور زیادہ عمل فائدہ دے گا اور جہالت کے ساتھ نہ تجھے تھوڑا عمل فائدہ دے گا نہ زیادہ۔

علم کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام کو دولت وحکومت حاصل ہوئی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

خُیِّرَ سُلَیْمَانُ بَیْنَ الْمَالِ وَالْمُلْکِ وَالْعِلْمِ فَاخْتَارَ الْعِلْمَ فَاُعْطِیَ الْمُلْکَ وَالْمَالَ لِاخْتِیَارِھَا الْعِلْمَ (ایضاً ص 87)

حضرت سلیمان علیہ السلام مال، سلطنت اور علم کے درمیان اختیار دیے گئے۔ تو انہوں نے علم کو پسند فرمایا تو علم اختیار کرنے کے سبب سلطنت اور مال سے بھی سرفراز کیے گئے۔

علم مومن کا گہرا دوست ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

عَلَیْکُمْ بِالْعِلْمِ فَاِنَّ الْعِلْمَ خَلِیْلُ الْمُؤْمِنِ

علم کو لازم پکڑو اس لیے کہ علم مومن کا گہرا دوست ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 88)

علم عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

فَضْلُ الْعِلْمِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ فَضْلِ الْعِبَادَةِ (ایضاً ص 88)

علم کی زیادتی مجھے عبادت کی زیادتی سے محبوب ہے۔

علم با لعمل مفید ہوتا ہے خواہ قلیل ہو:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَلِیلُ الْعَمَلِ یَنْفَعُ مَعَ الْعِلْمِ وَ کَثِیْرُ الْعَمَلِ لَا یَنْفَعُ مَعَ الْجَهْلِ (ایضاً)

تھوڑا عمل علم کے ساتھ فائدہ دیتا ہے اور زیادہ عمل جہالت کے ساتھ فائدہ نہیں دیتا۔

علم جنت کا راستہ ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لِکُلِّ شَیءٍ طَرِیْقٌ وَطَرِیْقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ (ایضاً ص 89)

ہر چیز کا راستہ ہے اور جنت کا راستہ علم ہے۔

علم کے ذریعے زندہ ہونے والا کبھی نہیں مرتا:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَارَ بِالْعِلْمِ حَیًّا لَمْ یَمُتْ اَبَدًا

(علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر: حاشیہ ہدایہ جلد اوّل ص 2)

جو علم کے سبب زندہ ہوا وہ کبھی نہیں مرے گا۔

رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ
اولاد تو بس یہی دو پشت چار پشت

علم وادب میں رکاوٹ کے سبب انسان ذلیل وخوار ہو جاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا اسْتَرْذَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَبْدًا اِلَّا حَظَرَ عَلَیْهِ الْعِلْمَ وَالْاَدَبَ

اللہ تعالیٰ علم وادب کو بندہ پر روک کر اسے ذلیل کرتا ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 89)

علم ایک دولت ہے:

حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

تَعَلَّمِ الْعِلْمَ فَاِنْ كَانَ لَكَ مَالٌ كَانَ الْعِلْمُ لَكَ جَمَالاً وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكَ مَالٌ كَانَ الْعِلْمُ لَكَ مَالاً (امام امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 275)

تم علم حاصل کرو اگر تمہارے لیے مال بھی ہوگا تو علم تمہارے لیے خوبصورتی ہوگا اور اگر تمہارے لیے مال نہیں ہوگا تو علم ہی تمہارے لیے مال ہوگا۔

علم کو پانی سے تشبیہ کی وجوہات:

حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُهُمْ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا اَلسَّيْلُ هٰهُنَا اَلْعِلْمُ شَبَّهَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْمَاءِ لِخَمْسِ خِصَالٍ اَحَدُهَا كَمَا ان المَطَرَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ والثاني. كَمَا اَنَّ اِصْلَاحَ الْاَرْضِ بِالْمَطَرِ فَاِصْلَاحُ الْخَلْقِ بِالْعِلْمِ والثَّالِثُ: كَمَا اَنَّ الزَّرْعَ وَالنَّبَاتَ لَا يَخْرُجُ بِغَيْرِ الْمَطَرِ كَذٰلِكَ الْاَعْمَالُ وَالطَّاعَاتُ لَا تَخْرُجُ بِغَيْرِ الْعِلْمِ وَالرَّابِعُ كَمَا اَنَّ الْمَطَرَ فَرْعُ

اللہ تعالیٰ کے قول اَنْزَلَ الخ یعنی خدائے عزوجل نے آسمان سے پانی اتارا تو نالے اپنے اپنے لائق بہہ نکلے تو پانی کی رو اس پر ابھرے ہوئے جھاگ اٹھالائی۔ اس کے بارے میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ: اَلسَّیْل سے مراد یہاں علم ہے۔ پانچ وجہ سے علم کو پانی سے تشبیہ دی:

اوّل: جیسے بارش آسمان سے اترتی ہے ایسے ہی علم بھی آسمان سے اترتا ہے۔

دوم: جس طرح زمین کی درستگی بارش سے ہے اسی طرح مخلوق کی درستگی علم سے ہے۔

سوم: جیسے کھیتی اور ہریالی بغیر بارش کے نہیں پیدا ہوتی ایسے ہی اعمال وطاعات کا وجود بغیر علم کے نہیں ہوتا۔

چہارم: جیسے کہ بارش گرج اور بجلی کی فرع ہے

الرَّعْدِ وَالْبَرْقِ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ فَاِنَّهٗ فَرْعُ الْوَعْدِ وَالْوَعِيْدِ والخامس: كَمَا اَنَّ الْمَطَرَ نَافِعٌ وَضَارٌّ كَذٰلِكَ الْعِلْمُ نَافِعٌ وَضَارٌّ نَافِعٌ لِمَنْ عَمِلَ بِهٖ ضَارٌّ لِمَنْ لَّمْ يَعْمَلْ بِهٖ

ایسے ہی علم ہے کہ وہ وعدہ اور وعید کی فرع ہے۔ پنجم: جیسے کہ بارش نفع اور نقصان دونوں پہنچاتی ہے ایسے ہی علم سے نفع اور نقصان دونوں پہنچتے ہیں۔ جو علم پر عمل کرے اس کے لیے فائدہ مند ہے۔ اور جو اس پر عمل نہ کرے اس کے لیے نقصان دہ ہے۔

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص276)

سات وجوہات کی بنا پر علم مال سے افضل ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ اَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ بِسَبْعَةِ اَوْجُهٍ: اَوَّلُهَا: اَلْعِلْمُ مِيْرَاثُ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَالُ مِيْرَاثُ الْفَرَاعِنَةِ والثاني: اَلْعِلْمُ لَا يَنْقُصُ بِالنَّفَقَةِ وَالْمَالُ يَنْقُصُ. والثالث: يَحْتَاجُ الْمَالُ اِلَى الْحَافِظِ وَالْعِلْمُ يَحْفَظُ صَاحِبَهٗ الرابع: اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ يَبْقٰى مَالُهٗ وَالْعِلْمُ يَدْخُلُ مَعَ صَاحِبِهٖ قَبْرَهٗ الخامس: اَلْمَالُ يَحْصُلُ لِلْمُؤْمِنِ وَالْكَافِرِ وَالْعِلْمُ لَا يَحْصُلُ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ والسادس: جَمِيْعُ النَّاسِ يَحْتَاجُوْنَ اِلٰى صَاحِبِ الْعِلْمِ فِيْ

مال علم سے سات وجہوں سے افضل ہے: اوّل: علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے اور مال فرعونوں کی میراث ہے۔ دوم: علم خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں ہے اور مال گھٹتا ہے۔ سوم: مال حفاظت کا محتاج ہے اور علم عالم کی حفاظت کرتا ہے۔ چہارم: جب آدمی مر جاتا ہے اس کا مال دنیا میں باقی رہ جاتا ہے اور علم اس کے ساتھ قبر میں جاتا ہے۔ پنجم: مال مومن و کافر دونوں کو حاصل ہوتا ہے اور علم دین صرف مومن کو۔ ششم: سب لوگ اپنے دینی معاملہ میں عالم

اَمْـرِ دِيْنِهِـمْ وَلَايَـحْتَـاجُـوْن الـى صَـاحِـبِ الْـمَالِ.والسابع: اَلْعِلْمُ يُـقَـوِّى الرَّجُلَ عَلَى الْمُرُوْرِ عَلَى الصِّرَاطِ وَالْمَالُ يَمْنَعُهُ	کے محتاج ہیں اور مالدار کے محتاج نہیں۔ ہفتم: علم سے پل صراط پر گذرنے میں قوت حاصل ہوگی اور مال اس میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 277)

علم میں ایک گھڑی مصروف ہونا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل واعلیٰ ہے:

سرکار اقدس صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

تَـفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (ایضاً 280)	یعنی ایک گھڑی علم میں غور وفکر کرنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

علم کو عبادت پر فضیلت حاصل ہونے کی وجوہات:

حضرت علامہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس فضیلت کی دو وجہیں ہیں:

احـدهـمـا: اِنَّ التَّفَكُّرَ يُوْصِلُكَ اِلَـى اللّٰـهِ تَـعَالـىٰ وَ الْعِبَادَةَ تُـوْصِـلُكَ اِلَىٰ ثَوَابِ اللّٰه تَعَالىٰ وَالَّـذِیْ یُوْصِلُكَ اِلَی اللّٰهِ تَعَالیٰ خَيْرٌ مِمَّا يُوْصِلُكَ اِلىٰ غَيْرِ اللّٰهِ	اوّل: غور وفکر کرنا تجھے اللہ تعالیٰ تک پہنچائے گا اور عبادت تجھے اللہ کے ثواب تک پہنچائے گی اور جو چیز اللہ تک پہنچانے والی ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے جو تجھے غیر اللہ تک پہنچائے۔
الثـانـی: اِنَّ التَّـفَكُّرَ عَمَلُ الْقَلْبِ وَالـطَّاعَةَ عَمَلُ الْجَوارِحِ وَالْقَلْبُ اَشْـرَفُ مِنَ الْجَوَارِحِ فَكَانَ عَمَلُ الْـقَـلْـبِ اَشْـرَفَ مِنْ عَـمَـلِ الْـجَوَارِح وَالَّـذِیْ يُـؤَكِّدُ هٰذَا۔ الْـوَجْـهَ قَـوْلُـهُ تَعَالىٰ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ جَعلَ الصَّلاةَ وَسِيْلَةً اِلىٰ	دوم: غور وفکر دل کا کام ہے اور فرمانبرداری دوسرے اعضاء کا عمل ہے۔ دل تمام اعضاء سے افضل ہے۔ وہ دلیل جو اس بات کو مضبوط کرتی ہے اللہ تعالیٰ کا قول: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ہے یعنی میری یاد میں نماز قائم کر۔ تو اس کا عمل بھی تمام اعضاء سے افضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دل کی یاد کے لیے نماز کو وسیلہ ٹھہرایا اور مقصود وسیلہ سے

ذِكْرِ الْقَلْبِ وَلْمَقْصُوْدُ اَشْرَفُ مِنَ الْوَسِيْلَةِ فَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰی اَنَّ الْعِلْمَ اَشْرَفُ مِنْ غَيْرِهٖ

افضل ہوتا ہے۔تو ثابت ہوا کہ علم دوسری چیزوں سے افضل ہے۔

(امام محمد فخر الدین رازی:تفسیر کبیر جلد اوّل ص280)

علم تمام نعمتوں سے افضل نعمت ہے:

حضرت علامہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ تَعَالٰی: وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا. فَسَمَّی الْعِلْمَ عَظِيْمًا وَسَمَّی الْحِكْمَةَ خَيْرًا كَثِيْرًا فَالْحِكْمَةُ هِيَ العلم وَقَالَ اَيْضًا الرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ فَجَعَلَ هٰذِهٖ النِّعْمَةَ مُقَدَّمَةً عَلٰی جَمِيْعِ النِّعَمِ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّهٗ اَفْضَلُ مِنْ غَيْرِهٖ

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:اور تمہیں سکھادیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ تو اللہ نے علم کو عظیم فرمایا اور آیت کریمہ: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا میں حکمت کو خیر کثیر فرمایا اور حکمت علم ہی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا تو خدائے تعالیٰ نے اس نعمت کو ساری نعمتوں پر مقدم فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ علم سب سے افضل ہے۔

(امام محمد فخر الدین رازی:تفسیر کبیر جلد اوّل ص280)

علم کو مال پر فضیلت حاصل ہونے کی وجوہات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ اَلْعِلْمُ يَحْرُسُكَ وَاَنْتَ تَحْرُسُ الْمَالَ وَالْمَالُ تَنْقُصُهُ النَّفَقَةُ وَالْعِلْمُ يَزْكُوْ بِالْاِنْفَاقِ وَالْعِلْمُ حَاكِمٌ وَالْمَالُ مَحْكُوْمٌ عَلَيْهِ

علم مال سے بہتر ہے۔علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی حفاظت کرتا ہے۔مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ ہے۔

(امام محمد فخر الدین رازی:تفسیر کبیر جلد اوّل ص283)

علم کے سبب مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں:

حضرت علامہ محمد امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

اَلْقَلْبُ مَيِّتٌ وَحَيَاتُهٗ بِالْعِلْمِ — دل مردہ ہے اور اس کی زندگی علم سے ہے۔

(ایضاً ص284)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

كَمَا اَنَّ الْغَيْثَ يُحْيِي الْبَلَدَ الْمَيِّتَ فَكَذَا عُلُوْمُ الدِّيْنِ يُحْيِي الْقَلْبَ الْمَيِّتَ (امام احمد بن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اوّل ص161) — جیسے بارش مردہ شہر میں زندگی پیدا کر دیتی ہے ایسے ہی دین کے علوم مردہ دل میں زندگی ڈال دیتے ہیں۔

طالبِ علم اور اس کے فضائل

علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34) — علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد (وعورت) پر فرض ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں شارحین حدیث نے فرمایا کہ علم سے مراد وہ مذہبی علم ہے جس کا حاصل کرنا بندہ کے لیے ضروری ہے۔ جیسے خدائے تعالیٰ کو پہچاننا، اس کی واحدانیت، اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نبوت کی شناخت اور ضروری مسائل کے ساتھ نماز پڑھنے کے طریقے کو جاننا۔ مسلمان کے لیے ان چیزوں کا علم فرض عین ہے۔ اور فتویٰ واجتہاد کے مرتبہ کو پہنچنا فرض کفایہ ہے۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص233)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علم سے مراد وہ علم ہے جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے۔ مثلاً جب اسلام میں داخل ہوا تو اس پر خدائے

تعالیٰ کی ذات وصفات کو پہچاننا اور سرکار اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا۔ اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا کہ جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں۔ جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا، جب ماہ رمضان آ گیا تو روزہ کے احکام کا سیکھنا ضروری ہو گیا اور جب مالک نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل کا جاننا ضروری ہو گیا۔ اگر مالک نصاب ہونے سے پہلے مر گیا اور زکوٰۃ کے مسائل کو نہ سیکھا تو گناہ گار نہ ہو گا۔ اور جب عورت سے نکاح کیا تو حیض ونفاس وغیرہ جتنے مسائل کا میاں بیوی سے تعلق ہے مسلمان پر جاننا واجب ہو جاتا ہے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 161)

حضرت علامہ غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دکانداروں کو درے مار کر علم سیکھنے کے لیے بھیجتے تھے اور فرماتے تھے کہ: جو شخص خرید وفروخت کے احکام نہ جانے وہ تجارت نہ کرے کہ لاعلمی میں سود کھائے گا اور اسے خبر نہ ہو گی۔ اسی طرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے یہاں تک کہ اگر حجام ہے تو اس کو یہ جاننا ضروری ہے کہ آدمی کے بدن سے کیا چیز کاٹنے کے لائق ہے اور کیا چیز کاٹنے کے لائق نہیں ہے۔ وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ یہ علوم ہر شخص کے حال کے موافق ہوتے ہیں لہٰذا بزاز پر حجامت کا پیشہ سیکھنا فرض نہیں۔ (امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی: کیمیائے سعادت ص 129)

انتباہ: علم حاصل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ طالب علم بن کر کسی مدرسہ میں اپنا نام لکھائے اور پڑھے جیسا کہ رائج ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ علمائے اہلسنت سے ملاقات کر کے شریعت کا حکم معلوم کرے یا معتبر اور مستند کتابوں کے ذریعہ حلال وحرام اور جائز وناجائز کو معلوم کرے۔

ایک گھڑی علم میں مصروف ہونا رات بھر کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ قِیَامِ لَیْلَۃٍ وَطَلَبُ الْعِلْمِ یَوْمًا خَیْرٌ مِّنْ صِیَامِ ثَلَاثَۃِ اَشْھُرٍ

ایک ساعت علم حاصل کرنا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور ایک دن علم حاصل کرنا تین مہینے کے روزوں سے بہتر ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 75)

علم دین کے طلباء کے قدموں تلے فرشتے اپنے پَر بچھاتے ہیں:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَطْلُبُ فِیْہِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ طَرِیْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ الْمَلاَئِکَۃَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَھَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 34)

جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستہ پر چلاتا ہے۔ اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لیے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں۔

فائدہ: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

فِیْہِ اِیْمَاءٌ اِلٰی اَنَّ طُرُقَ الْجَنَّۃِ مَحْصُوْرَۃٌ فِیْ طُرُقِ الْعِلْمِ فَاِنَّ الْعَمَلَ الصَّالِحَ لاَ یُتَصَوَّرُ بِدُوْنِ الْعِلْمِ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 229)

اس حدیث شریف میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ جنت کے راستے علم کے راستوں میں محدود ہیں اس لیے کہ نیک عمل بغیر علم کے متصور نہیں۔

ایک حیرت انگیز واقعہ: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ احمد بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے شہر بصرہ میں اس حدیث شریف کو ایک محدث سے بیان کیا جبکہ اس مجلس میں ایک بدمذہب معتزلی بھی بیٹھا ہوا تھا جو علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوا تھا۔ اس نے حدیث شریف کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا کل ہم جوتا پہن کر چلیں گے اور اس سے فرشتے کے پروں کو روندیں گے۔ جب اپنے کہنے کے مطابق دوسرے دن وہ جوتا پہن کر چلا تو دھڑام سے گر گیا۔ اور اس کے پیروں میں مرض آکلہ پیدا ہو گیا جس سے اس کے دونوں پیر جل گئے۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 299)

دوسرا واقعہ: طبرانی نے کہا کہ میں نے ابن یحییٰ ساجی سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ہم ایک محدث کے لیے یہاں جانے کے لیے شہر بصرہ کی گلیوں میں سے گزر رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ایک مسخرہ آدمی تھا جو اپنے دین میں متہم تھا۔ اس نے کہا: اِرْفَعُوْا اَرْجُلَکُمْ عَنْ اَجْنِحَۃِ الْمَلاَئِکَۃِ

لَاتَكْسِرُوْهَا۔ اپنے پیروں کو فرشتوں کے پروں سے اٹھا لو انہیں نہ توڑو۔ یعنی اس حدیث شریف کا مذاق اڑایا تو اسی جگہ پر اس کے پیروں نے اس کو پچھاڑ دیا اور وہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ (ایضاً)

طالب علم کے لیے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰهِ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰهِ وَیَتَدَارَسُوْنَهٗ بَیْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَآئِکَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنْ عِنْدَهٗ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 33)

جو شخص علم کی تلاش میں راستہ چلتا ہے تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور جب کوئی قوم اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں (یعنی مسجد، مدرسہ یا خانقاہ میں) جمع ہوتی ہے اور قرآن مجید پڑھتی پڑھاتی ہے تو ان پر خدا کی تسکین نازل ہوتی ہے۔ خدا کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے جو اس کے پاس رہتے ہیں۔

طالب علم اللہ کی راہ میں ہوتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ (ایضاً ص 34)

جو علم کی تلاش میں نکلا تو وہ واپسی تک اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے۔

نوٹ: فتویٰ حاصل کرنے کے لیے عالم دین کے گھر جانا یہ بھی طلب علم میں داخل ہے۔

حصول علم سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے:

حضرت سنجرہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ کَانَ کَفَّارَةً لِّمَا مَضٰی (علامہ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی جلد ثانی ص 93)

جس نے علم حاصل کیا تو یہ حاصل کرنا اس کے گذشتہ گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔

اس حدیث شریف کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ طالب علم جو چاہے گناہ کرے بلکہ مطلب یہ ہے کہ علم دین حاصل کرنے سے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ اچھی نیت سے علم حاصل کرنا اس کے گناہوں کی معافی کا وسیلہ ہوگا۔

علم کی باتوں سے مومن کبھی سیر نہیں ہوتا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ یَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَّسْمَعُهٗ حَتّٰی یَكُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ

خیر یعنی علم کی باتیں سننے سے مومن کبھی سیر نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائیگا۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 34)

جدوجہد کے باوجود ناکام طالب علم بھی محروم نہیں ہوتا:

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهٗ كَانَ لَهٗ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ یُدْرِكْهُ كَانَ لَهٗ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ

جس نے علم دین تلاش کیا اور اسے پالیا تو اس کے لیے ثواب کا دوہرا حصہ ہے۔ اور جس نے اس کو نہیں پایا تو اس کے لیے ایک حصہ ہے۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 36)

حصول علم سے جنت کا راستہ آسان ہو جاتا ہے:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنَّهٗ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهٗ طَرِیْقَ الْجَنَّةِ (ایضاً ص 36)

اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ پر چلے گا میں اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کردوں گا۔

علم دین کا طالب کبھی سیر نہیں ہوتا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْهُوْ مَانِ لَايَشْبَعَانِ مَنْهُوْمٌ فِي الْعِلْمِ لَايَشْبَعُ وَمَنْهُوْمٌ فِي الدُّنْيَا لَايَشْبَعُ مِنْهَا

دو بھوکے سیر نہیں ہوتے ہیں: ایک علم کا بھوکا جو علم سے سیر نہیں ہوتا اور دوسرا دنیا کا بھوکا جو دنیا سے سیر نہیں ہوتا۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 37)

فوائد: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

علم ہر چند بیشتر حاصل می کند متعطش تر می گردد (شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات ج اوّل ص 173).

آدمی جس قدر علم زیادہ حاصل کرتا ہے اس کی پیاس اور بڑھ جاتی ہے۔

معلوم ہوا کہ جس عالم کا پیٹ علم سے بھر جائے حقیقت میں اس نے علم حاصل ہی نہیں کیا۔ حضرت عون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْهُوْ مَانِ لَايَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَصَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ اَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادٰى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَءَ عَبْدُاللّٰهِ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى قَالَ وَقَالَ الْاٰخَرَ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 37)

دو بھوکے کبھی سیر نہیں ہوتے علم والا اور دنیا دار مگر دونوں برابر نہیں کہ علم والا خدائے تعالیٰ کی خوشنودی بڑھاتا ہے اور دنیا دار سرکشی میں بڑھ جاتا ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی کلّا الخ یعنی خبردار ہو بے شک انسان سرکشی کرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے۔ (پارہ 30، سورۂ علق) راوی نے کہا حضرت عبداللہ نے دوسرے کے لیے یہ آیت کریمہ پڑھی اِنَّمَا يَخْشَى الخ یعنی اللہ سے اس کے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں۔

حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ (ایضا)

یہ (یعنی قرآن وحدیث) علم دین ہے۔ پس تم دیکھ لو کہ تم اپنا دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔

فائدہ: یعنی گمراہ، بے دین اور دنیادار سے قرآن وحدیث کا علم نہ حاصل کرو کہ گمراہی، بے دینی اور دنیاداری پیدا ہوگی۔ کسی اجتماع میں بدمذہب کا وعظ بھی سننے کے لیے نہ جاؤ کہ بدمذہبی اثر کر جائے گی۔ اسی لیے بدمذہب کی تقریر سننے کے لیے جانا حرام وناجائز ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

اَجْوَعُ النَّاسِ طَالِبُ الْعِلْمِ وَاَشْبَعُهُمُ الَّذِیْ لَا یَبْتَغِیْهِ

طالب علم لوگوں میں سب سے زیادہ بھوکا ہے اور ان میں جس کا پیٹ بھرا ہے وہ علم کی تلاش نہیں کرتا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص78)

حصول علم کے دوران وفات شہادت کا درجہ رکھتی ہے:

حضرت ابوذر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اِذَا جَاءَ الْمَوْتُ لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَهُوَ عَلٰی هٰذِهِ الْحَالَةِ مَاتَ وَهُوَ شَهِیْدٌ

جبکہ طالب علم کو موت آ جائے اور وہ طلب علم کی حالت پر مرے تو وہ شہید ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص79)

علم سے محروم شخص کا قیامت کے دن پچھتاوا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَشَدُّ النَّاسِ حَسْرَةً یَوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ اَمْکَنَهُ طَلَبُ الْعِلْمِ فِی الدُّنْیَا فَلَمْ یَطْلُبْهُ (ایضاً)

قیامت کے دن سب سے زیادہ افسوس کرنے والا وہ شخص ہوگا کہ جسے دنیا میں علم دین حاصل کرنے کا موقع ملا مگر اس نے علم حاصل نہیں کیا۔

حصول علم کشائش رزق کا ذریعہ ہے:

حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ تَکَفَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقِهٖ (ایضاً)

جس نے علم دین حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کی روزی کو اپنے ذمہ کرم پر لے لیا۔

طالب علم سے حسن سلوک کرنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ

علم حاصل کرو، علم کی ہیبت اور وقار سیکھو۔ تم لوگ جن سے علم حاصل کرو ان کے ساتھ نرمی سے پیش آ ؤ۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 80)

علم بہترین تحفہ ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

نِعْمَ الْعَطِيَّةُ كَلِمَةُ حَقٍّ تَسْمَعُهَا ثُمَّ تَحْمِلُهَا اِلٰى اَخٍ لَّكَ مُسْلِمٍ فَتُعَلِّمُهَا اِيَّاهُ (ایضاً)

بہترین عطیہ وہ کلمہ حق ہے کہ جسے تم سنو پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کے پاس لے جاؤ اور اس کو وہ کلمہ حق سناؤ۔

عظمت طالب علم:

حضرت حسان بن ابوسنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

طَالِبُ الْعِلْمِ بَيْنَ الْجُهَّالِ كَالْحَيِّ بَيْنَ الْاَمْوَاتِ (ایضاً ص 81)

علم کا حاصل کرنے والا جاہلوں کے درمیان ایسا ہے جیسے زندہ مردوں کے درمیان۔

حصول علم جہاد سے افضل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

طَالِبُ الْعِلْمِ اَفْضَلُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (ایضاً ص 81)

طالب علم اللہ کے نزدیک مجاہد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔

طالب علم طالب رحمت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

طَالِبُ الْعِلْمِ طَالِبُ الرَّحْمَةِ طَالِبُ الْعِلْمِ رُكْنُ الْاِسْلَامِ وَيُعْطٰى اَجْرُه' مَعَ النَّبِيِّيْنَ

علم دین کا تلاش کرنے والا رحمت کا تلاش کرنے والا ہے۔ علم دین حاصل کرنے والا اسلام کا کھمبا ہے۔اس کو نبیوں کے ساتھ ثواب دیا جائے گا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلد دہم ص82)

جاہل کا دل ویران گھر کی طرح ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

قَلْبٌ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنَ الْحِكْمَةِ كَبَيْتٍ خَرِبٍ فَتَعَلَّمُوْا وَعَلِّمُوْا وَتَفَقَّهُوْا وَلَاتَمُوْتُوْا جُهَّالًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَعْذِرُ عَنِ الْجَهْلِ (ایضاً ص84)

وہ دل جس میں کچھ علم نہیں ہے ویران گھر کی طرح ہے۔ تم علم سیکھو اور سکھاؤ۔ دین کی سمجھ حاصل کرو جاہل ہو کر نہ مرو کہ اللہ تعالیٰ جاہل ہونے کا عذر قبول نہیں فرمائے گا۔

علم دین کا سیکھنا سکھانا بہترین صدقہ ہے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مِنَ الصَّدَقَةِ اَنْ يَّتَعَلَّمَ الرَّجُلُ الْعِلْمَ فَيَعْمَلُ بِهٖ وَيُعَلِّمُه' (ایضاً ص89)

یہ بات صدقہ میں سے ہے کہ آدمی علم سیکھے، اس پر عمل کرے اور دوسرے کو سکھائے۔

حصول علم عبادت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ طَلَبُ الْعِلْمِ (ایضاً ص90)

بہترین عبادت علم کا حاصل کرنا ہے۔

طالب علم بغیر حساب جنت میں جائے گا:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَسْاَلَةٌ وَّاحِدَةٌ يَتَعَلَّمُهَا الْمُؤْمِنُ خَيْرٌ لَّه' مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَّخَيْرٌ لَّه' مِنْ عِتْقِ

ایک دینی مسئلہ کہ مسلمان اس کو سیکھے ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے اور حضرت

رَقَبَةٍ مِّنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ وَالْمَرْئَةَ الْمُطِيْعَةَ لِزَوْجِهَا وَالْوَلَدَ الْبَارَّ لِوَالِدَيْهِ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ مَعَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ حِسَابٍ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 91)

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے غلام کو آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ بے شک طالب علم، وہ عورت جو اپنے شوہر کی فرمانبردار ہے اور وہ لڑکا جو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یہ سب انبیاء کے ساتھ بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

طالب علم طالب جنت ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

مَنْ كَانَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ كَانَتِ الْجَنَّةُ فِيْ طَلَبِهٖ وَمَنْ كَانَ فِيْ طَلَبِ الْمَعْصِيَةِ كَانَتِ النَّارُ فِيْ طَلَبِهٖ (ایضاً ص 92)

جو شخص علم کی تلاش میں ہوتا ہے جنت اس کی تلاش میں ہوتی ہے۔ جو شخص گناہ کی کھوج میں ہوگا جہنم اس کی کھوج میں ہوگی۔

طالب علم کی موت شہادت کا درجہ رکھتی ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ لَّمْ يَطْلُبِ الْعِلْمَ صَغِيْرًا فَطَلَبَهٗ كَبِيْرًا فَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا (ایضاً)

جس نے بچپن میں علم حاصل نہیں کیا تو بڑی عمر کا ہو کر اس کو حاصل کیا پھر مر گیا، تو وہ شہید مرا۔

ایک مسئلہ سیکھنا ہزار رکعت سے افضل ہے:

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِذَا تَعَلَّمْتَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ تَطَوُّعًا مُّتَقَبَّلَةً (ایضاً ص 93)

جب تو علم کا ایک حصہ سیکھے گا وہ تیرے لیے ہزار رکعت نوافل جو مقبول ہوں، سے بہتر ہے۔

طالب علم دوزخ سے آزاد اور جنتی ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی عُتَقَاءِ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلَی الْمُتَعَلِّمِیْنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَامِنْ مُتَعَلِّمٍ یَّخْتَلِفُ اِلٰی بَابِ عَالِمٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِکُلِّ قَدَمٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ وَبَنٰی لَهٗ بِکُلِّ قَدَمٍ مَدِیْنَةً فِی الْجَنَّةِ وَیَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ وَالْاَرْضُ تَسْتَغْفِرُ لَهٗ وَیُمْسِیْ وَیُصْبِحُ مَغْفُوْرًا لَّهٗ وَشَهِدَتِ الْمَلَائِکَةُ لَهُمْ بِاَنَّهُمْ عُتَقَاءُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اول ص 275)

جو شخص جہنم سے اللہ کے آزاد کیے ہوئے لوگوں کو دیکھنا پسند کرے تو وہ طالب علموں کو دیکھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جب کوئی طالب علم کسی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی عبادت لکھتا ہے اور اس کے ہر قدم کے بدلے جنت میں ایک شہر تیار کرتا ہے۔ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ زمین اس کے لیے مغفرت طلب کرتی ہے۔ صبح وشام وہ اس حال میں کرتا ہے کہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔ ملائکہ طالب علموں کے لیے گواہی دیتے ہیں کہ وہ جہنم سے اللہ کے آزاد کیے ہوئے ہیں۔

طالب علم کے لیے خصوصی انعامات کی بشارت:

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَغْبَرَتْ قَدَمَاهُ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ حَرَّمَ اللّٰهُ جَسَدَهٗ عَلَی النَّارِ وَاسْتَغْفَرَ لَهٗ مَلَکَاهُ وَاِنْ مَاتَ فِیْ طَلَبِهٖ مَاتَ شَهِیْدًا وَکَانَ قَبْرُهٗ رَوْضَةً مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّةِ وَیُوَسَّعُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ مَدَّ بَصَرِهٖ وَیُنَوَّرُ عَلٰی جِیْرَانِهٖ اَرْبَعِیْنَ قَبْرًا عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَاَرْبَعِیْنَ قَبْرًا عَنْ یَّسَارِهٖ وَاَرْبَعِیْنَ عَنْ خَلْفِهٖ وَاَرْبَعِیْنَ عَنْ اَمَامِهٖ

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اول ص 281)

جس شخص کے قدم علم کی طلب میں گرد آلود ہوں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام فرمائے گا۔ خدائے تعالیٰ کے فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ اگر علم کی طلب میں مر گیا تو شہید ہوا اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی۔ اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جائے گی اور اس کے پڑوسیوں کی قبریں روشن کر دی جائیں گی چالیس قبریں اس کے دائیں، چالیس قبریں اس کے بائیں، چالیس قبریں اس کے پیچھے اور چالیس قبریں اس کے آگے پڑوس میں شامل ہیں۔

درس وتدریس سب سے بہتر عمل ہے:

حضرت علامہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک صحابی سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ یہ شخص جو آپ سے گفتگو کر رہا ہے اس کی عمر صرف ایک ساعت باقی رہ گئی ہے، اور وہ عصر کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحابی کو اس بات سے آگاہ کیا تو وہ بے قرار ہو گئے۔ اور عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو اس وقت میرے لیے زیادہ مناسب ہو؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِشْتَغِلْ بِالتَّعَلُّمِ علم حاصل کرنے میں مشغول ہو جاؤ۔ وہ صحابی علم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے اور مغرب سے پہلے انتقال کر گئے۔ راوی نے کہا: اگر علم سے بہتر کوئی اور چیز ہوتی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس وقت میں اسی کے کرنے کا حکم فرماتے۔ (امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اول ص 282)

حصول علم کے اسباب:

حضرت علامہ امام محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ مومن چھ خوبیوں کے سبب علم حاصل کرتا ہے: اوّل: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان کی ادائیگی پر قادر نہیں ہو سکتا۔ دوم: اللہ تعالیٰ نے مجھے گناہوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا ہے اور میں علم کے بغیر ان سے نہیں بچ سکتا۔ سوم: اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا شکر مجھ پر لازم کیا ہے اور میں علم کے بغیر ان کا شکر نہیں کر سکتا۔ چہارم: اللہ تعالیٰ نے مجھے مخلوق کے ساتھ انصاف کا حکم فرمایا ہے اور میں بغیر علم کے انصاف نہیں کر سکتا۔ پنجم: اللہ تعالیٰ نے مجھے بلاؤں پر صبر کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر ان پر صبر نہیں کر سکتا۔ ششم: اللہ تعالیٰ نے مجھے شیطان سے دشمنی کرنے کا حکم دیا ہے اور میں علم کے بغیر اس سے دشمنی نہیں کر سکتا۔ (ایضاً ص 278)

طلب علم سے دین اسلام کی تقویت اور اس کی نشر و اشاعت مقصود ہوتا کہ اللہ و رسول کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ مال و دولت اور جاہ و حشمت ہرگز مقصود نہ ہو کہ اس نیت سے علم دین حاصل کرنے پر بے شمار وعیدیں وارد ہیں۔

دنیاوی مقاصد کے لیے علم حاصل کرنے کی وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِيْ رِيْحَهَا

جس نے اس علم کو سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی حاصل کی جاتی ہے صرف اس نیت سے کہ اس کے ذریعہ دنیاوی سامان حاصل کرے، وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پائے گا۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 35)

فائدہ: اس حدیث شریف کی شرح کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص علم دین سے صرف دنیا کا قصد کرے وہ اس وعید کا مستحق ہے۔ اگر مقصود صرف اللہ کی رضا ہو مگر ساتھ ہی دنیا بھی حاصل ہو جائے تا کہ فراغت سے خدمت دین ہو تو حرج نہیں۔ اگر دین و دنیا دونوں مقصود ہوں تو نیت کے تناسب سے علم حاصل کرنے کا ثواب کم ہو جائے گا۔

ریاکاری کی غرض سے حصول علم کی وعید:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ

لوگوں میں سب سے پہلے قیامت کے دن جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہے۔ اسے حاضر کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا۔ وہ اقرار کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس کے شکریہ میں کون سا کام کیا؟ عرض کرے گا تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ قتل کر دیا گیا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے لڑائی کی تھی کہ تجھے بہادر کہا

وَعَلَّمَهٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَءْتُ فِيْکَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّکَ عَالِمٌ وَّقَرَءْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِیءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَبِہٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَّسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفِقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَکَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّکَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 33)

جائے تو تجھ کو بہادر کہا گیا۔ پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر وہ شخص جس نے علم حاصل کیا، اس کو سکھایا اور قرآن پڑھا اس کو لایا جائے گا۔ اللہ اس کو اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ یاد کرے گا۔ اللہ فرمائے گا تو نے ان کے شکریے میں کیا کام کیا؟ عرض کرے گا: علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لیے قرآن پڑھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لیے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے تو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ شخص جسے خدا نے وسعت دی اور ہر طرح کا مال دیا اسے حاضر کیا جائے گا۔ اللہ اس کو اپنی نعمتوں کا اقرار کرائے گا وہ اقرار کرے گا۔ تو اللہ فرمائے گا ان کے شکریے میں کون سا کام کیا؟ عرض کرے گا میں نے کوئی ایسا راستہ جس میں خرچ کرنا تجھ کو پسند ہے نہیں چھوڑا اور تیری خوشنودی کے لیے اس میں خرچ کیا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تو وہ کہہ لیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا تو اس کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے واضح ہو گیا کہ اگر علم دین سے مال ودولت مقصود نہ ہو بلکہ صرف عالم کہلوانا مقصود ہو تو اس صورت میں بھی ثواب کی بجائے عذاب ہوگا۔

نا اہل لوگوں کو تعلیم دینے کی وعید:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوَاهِرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34)

نا اہل کو علم سکھانے والا ایسا ہے جیسے سوروں کو جواہرات، موتی اور سونے کا ہار پہنانے والا۔

فائدہ: نا اہل سے مراد یا تو وہ شخص ہے جو ناسمجھ ہے اور یا وہ طالب علم مراد ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے نہیں بلکہ مال ودولت یا جاہ وحشمت کے لیے علم دین حاصل کرتا ہے۔ اس لیے ایسے شخص سے اسلام وسنیت کو فائدہ پہنچنے کی بجائے نقصان پہنچے گا اور ہدایت کی بجائے گمراہی پھیلے گی۔ حضرت مولانا رومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

نا اہل را علم و فن آموختن
دادنِ تیغ ست دستِ راہزن

یعنی نا اہل کو علم وہنر سکھانا ایسا ہے جیسے ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا۔

رضائے باری تعالیٰ کے علاوہ کسی غرض سے حصول علم، دخول جہنم کا سبب ہے:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ اَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ اَوْيَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ

جو اس لیے علم حاصل کرے تاکہ اس سے عالموں کا مقابلہ کرے یا جاہلوں سے جھگڑے اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص74)

حصول علم کے دوران فوت ہونے والا جنتی ہے:

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَّاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 36)

جس شخص کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ اسلام کو تازہ زندگی بخشنے کے لیے علم حاصل کر رہا ہو، تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں ایک درجہ (کا فرق) ہوگا۔

علم کا ایک حصہ سیکھنا چالیس سال کی عبادت کے برابر ہے:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ خَرَجَ يَطْلُبُ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ لِيَرُدَّ بِهِ بَاطِلًا مِّنْ حَقٍّ اَوْ ضَلَالًا مِّنْ هُدًى كَانَ كَعِبَادَةِ مُتَعَبِّدٍ اَرْبَعِيْنَ عَامًا (ایضاً ص 92)

جو شخص علم کا ایک حصہ حاصل کرے تاکہ اس کے ذریعہ حق کی طرف سے باطل کا رد کرے یا ہدایت سے گمراہی کو ہٹائے تو وہ چالیس سال عبادت کرنے والے کی عبادت کے مثل ہے۔

طالب علم کے لیے بے شمار نیکیوں کا انعام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ لِيُصْلِحَ بِهِ نَفْسَهُ اَوْ لِمَنْ بَعْدَهُ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ رَمَلِ عَالِجٍ (ایضاً)

جو شخص علم کا ایک حصہ حاصل کرے تاکہ اس سے خود کی اصلاح کرے یا بعد کے لوگوں کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ریت کے ایک ٹیلہ کے برابر ثواب لکھے گا۔

طالب علم کے لیے قائم اللیل اور صائم الدہر کا ثواب:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِلّٰهِ فَهُوَ كَالصَّائِمِ

جو اللہ کی خوشنودی کے لیے علم حاصل کرے تو وہ

نَهَارَه، وَكَالْقَائِمِ لَيْلَه، وَاِنَّ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ يَتَعَلَّمُهُ الرَّجُلُ خَيْرٌ لَّه، مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَه، اَبُوْ قُبَيْسٍ ذَهَبًا فَيُنْفِقُه، فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔ بیشک علم کا ایک باب آدمی سیکھے اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ ابوقُبیس پہاڑ اس کے لیے سونا ہو جائے تو وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص275)

طالب علم کے لیے ستر نبیوں کا ثواب:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُحَدِّثَ بِهِ النَّاسَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللّٰهِ اَعْطَاهُ اَجْرَ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا (ایضاً)

جو شخص اس لیے علم حاصل کرے تا کہ اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کو لوگوں سے بیان کرے، تو خدائے تعالیٰ اس کو ستر نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔

رضائے الٰہی کے بغیر حصول علم کی مذمت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے:

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَه، مِنَ النَّارِ

جو اللہ کے علاوہ دوسرے کے لیے علم دین حاصل کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص112)

علم پر فخر کرنے والا جہنم میں جائے گا:

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ عِلْمًا يُبَاهِيْ بِهِ النَّاسَ فَهُوَ فِي النَّارِ (ایضاً ص115)

جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ اس کے سبب لوگوں سے فخر کرے، تو وہ جہنم میں جائیگا۔

دنیاوی مقاصد کی غرض سے حصول علم آخرت میں محرومی کا باعث ہوگا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ الْحَدِيْثَ اَوِ الْعِلْمَ يُرِيْدُ بِهِ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ

جو شخص دنیا کی نیت سے حدیث یا دوسرا علم حاصل کرے وہ آخرت کی کھیتی نہیں پائے گا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 115)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِغَيْرِ الْعَمَلِ فَهُوَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِرَبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ (ایضا)

جو عمل نہ کرنے کے لیے علم حاصل کرے وہ اس شخص کے مثل ہے جو اپنے رب عزوجل سے ٹھٹھا کرنے والا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِعَمَلِ الْاٰخِرَةِ فَلَيْسَ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ نَصِيْبٌ

جو شخص آخرت کے کام سے دنیا طلب کرے اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

(ایضا ص 116)

فقہ اور فقہاء کے فضائل

لغت میں متکلم کے کلام سے اس کی غرض کے سمجھنے کو فقہ کہتے ہیں۔ اور اصطلاح شرع میں فقہ ان احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو ادلہ تفصیلیہ سے حاصل کیا گیا ہو۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں فقہ دراصل بمعنی فہم وفطنت ست و در عرف شرع غالب آمدہ بر علم احکام عملیہ یعنی فقہ کا لفظ اصل میں فہم وذکاوت کے معنی میں آتا ہے۔ مگر عرف شرع میں اکثر احکام شرعیہ کے علم پر بولا جاتا ہے۔ فقہ جاننے والے کو فقیہ کہتے ہیں، فقہاء اس کی جمع ہے۔

حصول علم فقہ کے لیے سفر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ٥ (التوبۃ:۱۲۲)

تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سوجھ بوجھ حاصل کریں اور واپس آ کر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

فوائد: حضرت امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ سفر کے بغیر علم فقہ اگر حاصل نہ ہو سکے تو اس کے لیے سفر کرنا واجب ہے۔(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد چہارم ص535)

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ فقہ احکام دین کے علم کو کہتے ہیں۔ فقہ مصطلح اس کا صحیح مصداق ہے۔ فقہ افضل ترین علم ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین فقہ وحدیث ہے۔ منطق وفلسفہ کے جاننے والے علماء نہیں۔ یہ امور متعلق بہ فقہ ہیں۔ جو فقہ میں زیادہ ہے وہی بڑا عالم دین ہے اگرچہ دوسرا حدیث وتفسیر سے زیادہ اشتغال رکھتا ہو۔

(امام احمد رضا خان بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص572)

حصول علم کے لیے سفر کرنا ضروری ہے، اس بارے میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن انس رضی اللہ عنہ، قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتیٰ یرجع

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص حصول علم کے لیے نکلا وہ اللہ کی راہ میں ہے حتیٰ کہ واپس آ جائے۔

(امام ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ (ایضاً)

علم دین حاصل کرو اگرچہ ملک چین (دور دراز علاقہ) میں ہو۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں علم دین کی بے انتہا اہمیت ثابت ہوتی ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ ہوائی جہاز، ریل اور موٹر یہ سب ذرائع سفر نہیں تھے۔ عرب سے ملک چین پہنچنا کتنا مشکل کام تھا مگر رحمت عالم ﷺ ارشاد فرمارہے ہیں کہ اگرچہ تم کو عرب سے ملک چین جانا پڑے لیکن علم دین ضرور حاصل کرو اس سے غفلت ہرگز نہ برتو۔

عطاء علم و حکمت کا انحصار فضل الٰہی پر ہے:

(۱) خدائے عزوجل فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ: 269) اور جس شخص کو حکمت دی گئی اسے بہت بڑی بھلائی ملی۔

فائدہ: صاحب درمختار حضرت علامہ حصکفی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: قَدْ فَسَّرَ الْحِكْمَةَ زُمْرَةُ اَرْبَابِ التَّفْسِيْرِ بِعِلْمِ الْفُرُوْعِ الَّذِيْ هُوَ عِلْمُ الْفِقْهِ۔ یعنی مفسرین کی ایک جماعت نے حکمت کی تفسیر کی ہے: ان فروع کا جاننا جو علم فقہ ہے۔

(درمختار مع شامی جلد اوّل ص 28)

ثابت ہوا کہ فقہ ایسی فضیلت والا علم ہے کہ جسے وہ دیا گیا وہ خیر کثیر سے سرفراز کیا گیا۔

(۲) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے دین کا فقیہ بنادیتا ہے۔

(امام محمد بن اسماعیل بخاری: صحیح بخاری جلد دوم ص 16)

فوائد: فقیہہ بنادینے کا مطلب یہ ہے کہ اسے دین کا فہم، زیرکی، دانائی عطا فرمادیتا ہے۔ اس کے دیدۂ بصیرت کو کھول دیتا ہے کہ قرآن مجید و حدیث شریف کے معانی کا ادراک حاصل ہوجاتا ہے اور اس کی حقیقی مراد تک پہنچ جاتا ہے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص 152)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص دین کا فقیہ نہیں ہوا یعنی اس نے مذہب اسلام کے قواعد اور جو فروع اس سے متعلق ہیں ان کو نہیں سیکھا، تو وہ بھلائی سے محروم ہوگیا۔ علماء کا سب لوگوں سے اور فقہ کا سارے

علوم سے افضل ہونے کا اس حدیث شریف میں واضح بیان ہے۔

(امام احمد بن حجر عسقلانی: فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص 151)

تفقہ فی الدین معیار فضیلت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلنَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 32)

لوگ کان ہیں جیسے سونا چاندی کی کانیں ہیں۔ ان میں سے جو کفر میں اچھے تھے وہ اسلام میں بھی اچھے ہیں جبکہ وہ دین میں فقاہت حاصل کریں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور کے قول اِذَا فَقِهُوْا (یعنی جبکہ وہ فقیہ ہو جائیں۔ علم دین سیکھ لیں اور صاحب بصیرت ہو جائیں) میں اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ دین میں فضیلت کا دارومدار علم ومعرفت حاصل کرنے پر ہے۔ اگر علم ومعرفت کے ساتھ اس کی شرافت اور ذاتی بزرگی بھی جمع ہو جائیں تو اس کا بھی بڑا اعتبار ہوگا۔ علم دین کے بغیر اس کی کوئی حیثیت نہیں اسی لیے کہا گیا ہے وہ عالم جس میں کمینہ پن نہ ہو شریف جاہل سے بہتر ہے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 152)

ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ شیطان پر بھاری ہوتا ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطٰنِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 34)

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔

فوائد: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ شیطان پر ایک فقیہ ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری اس لیے ہے کہ وہ شیطان کے فریب میں نہیں آتا اور لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتا ہے جبکہ عابد شیطان کے پھندے میں آ جاتا ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔

(علامہ ملا علی قاری: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 233)

فقیہ منافقت سے پاک ہوتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّيْنِ

دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں اچھے اخلاق اور دین کا تفقہ۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 36)

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں اور اس میں تفقہ یعنی دین کی صحیح سمجھ ہو وہ منافق نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ (ایضاً)

دین کا وہ فقیہ کتنا ہی بہترین آدمی ہے کہ اگر اس کی ضرورت پڑے تو فائدہ پہنچادے اور اگر لا پروائی کی جائے تو وہ لوگوں سے بے نیاز رہے۔

فائدہ: حدیث شریف کا خلاصہ یہ کہ عالم دین کو ایسا ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کا محتاج نہ بنائے اور نہ اس کے ملنے جلنے کا خواہشمند ہو مگر لوگوں سے بالکل علیحدگی بھی نہ اختیار کرے کہ ان کو اپنے علم سے فائدہ نہ پہنچائے۔ اگر لوگ اس کے علم کے محتاج ہوں تو ان کو اپنے علم سے فائدہ پہنچاتا رہے۔ اگر لوگوں کو اس کی حاجت نہ ہو تو اللہ کی عبادت، دینی کتابوں کے مطالعہ، تصنیف و تالیف اور علم دین کی تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص 170)

چالیس احادیث مبارکہ یاد کرنے کی فضیلت:

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِيْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِيْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّ شَهِيْدًا (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 36)

جو شخص دین سے متعلق چالیس احادیث یاد کرے اور میری امت کے لوگوں کو پہنچائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے فقہاء کے گروہ میں اٹھائے گا۔ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان و اطاعت کی گواہی دوں گا۔

فقیہ پر انعامات باری تعالیٰ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا فَقَّهَهٗ فِي الدِّيْنِ وَزَهَّدَهٗ فِي الدُّنْيَا وَبَصَّرَهٗ عُيُوْبَهٗ (ایضاً)

جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اسے دین کا فقیہ بناتا ہے، اس میں دنیا کی بے رغبتی پیدا کرتا ہے اور اس کے عیبوں کو اس پر واضح کر دیتا ہے۔

فقہ کی اہمیت:

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ الْفِقْهِ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 80)

فقہ کے بغیر عبادت کرنے والا ایسا ہے جیسے چکی کا گدھا۔

فائدہ: مطلب یہ کہ جیسے پہلے زمانہ میں آٹا کی چکی کو گدھا چلایا کرتا تھا مگر آٹا کھانے کے لیے اس کو نہیں ملتا تھا ایسے ہی بغیر فقہ یعنی مسائل شرعیہ کی رعایت کے بغیر جو عبادت کی مشقت اٹھاتا ہے، اسے کچھ ثواب نہیں ملتا۔

فقہ دین کا ستون ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِشَيْءٍ اَفْضَلُ مِنَ الْفِقْهِ فِي الدِّيْنِ وَلَفَقِيْهٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ وَلِكُلِّ شَيْءٍ عِمَادٌ وَعِمَادُ هٰذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ (ایضاً ص 84)

دینی فقہ سے افضل اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ ضرور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔ ہر چیز کا ستون ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ دِعَامَةٌ وَدِعَامَةُ هَذَا الدِّيْنِ الْفِقْهُ (ایضاً ص86)

ہر چیز کا ستون ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے۔

علم فقہ کا حصول عبادت ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ وَاَفْضَلُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ (ایضاً ص85)

عبادت میں افضل فقہ ہے اور دین میں پرہیزگار ہے۔

عظمت فقہاء کرام:

حضرت درہ بنت ابولہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

خَيْرُ النَّاسِ اَقْرَءُ هُمْ وَاَفْقَهُهُمْ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَاَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَاَمَرُ هُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَنْهَا هُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص87)

لوگوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو ان میں زیادہ قرآن پڑھنے والے ہیں، جو ان میں زیادہ دینی سمجھ رکھنے والے ہیں، جو ان میں زیادہ اللہ سے ڈرنے والے ہیں، جو ان میں زیادہ اچھی بات کا حکم دینے والے ہیں، جو ان میں زیادہ بری بات روکنے والے ہیں اور جو ان میں زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

علم فقہ کی فضیلت:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

قَلِيْلُ الْفِقْهِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرِ الْعِبَادَةِ وَكَفٰى بِالْمَرْءِ فِقْهًا اِذَا عَبَدَ اللّٰهَ

(ایضاً ص88)

تھوڑی فقہ زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور انسان کو فقہ کافی ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

علم فقہ کا حصول واجب ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

طَلَبُ الْفِقْهِ حَتْمٌ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (ایضا ص91)

فقہ کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر ضروری واجب ہے۔

فقیہ کے لیے وسعت رزق کا مژدہ:

حضرت عبداللہ الزبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ تَفَقَّهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَرِزْقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص94)

جو شخص اللہ کے لیے دین کا فقیہ بنا اللہ تعالیٰ اس کے غم اور روزی کے لیے کافی ہوگا جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کر سکے گا۔

علم فقہ کا حصول بہترین عبادت ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خَيْرُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ (ایضا ص100)

فقہ کا حصول بہترین عبادت ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

لَا عِبَادَةَ اِلَّا بِفِقْهٍ وَّمَجْلِسُ فِقْهٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (ایضا)

فقہ کے بغیر کوئی عبادت نہیں اور فقہ کی مجلس ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

فقیہ کی غیر فقیہ کے مقابل فضیلت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

مَثَلُ الْعَابِدِ الَّذِيْ لَا يَتَفَقَّهُ كَمَثَلِ الَّذِيْ يَبْنِيْ بِاللَّيْلِ وَيَهْدِمُ بِالنَّهَارِ (ایضا ص102)

اس عبادت گزار کی حالت جو فقہ نہیں جانتا ہے اس شخص کی حالت کے مثل ہے جو رات کو گھر بناتا ہے اور دن میں گرا دیتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

اَلاَ لاَ خَیْرَ فِیْ عِبَادَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا تَفَقُّہٌ وَ لاَفِیْ عِلْمٍ لَیْسَ فِیْہِ تَدَبُّرٌ (ایضاً ص104)

سن لو! نہیں ہے کوئی بھلائی ایسی عبادت میں جس میں تفقہ نہ ہو اور نہ ایسے علم میں جس میں غور وفکر نہ ہو۔

بے عمل فقیہ کی مذمت:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے روایت ہے:

اٰفَۃُ الدِّیْنِ ثَلاَ ثَۃٌ فَقِیْہٌ فَاجِرٌ وَاِمَامٌ جَائِرٌ وَ مُجْتَھِدٌ جَاھِلٌ (ایضاً ص105)

دین کی آفتیں تین ہیں: فاسق فقیہ، ظالم امام اور جاہل مجتہد۔

فوائد: اس اثر مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سب مومن بڑے درجے والے ہیں اور ان میں خاص کر علمائے دین بہت بلند مرتبے والے ہیں۔ دنیا وآخرت میں ان کی عزت ہے۔ خدائے تعالیٰ نے ان کے لیے بلندی درجات کا وعدہ فرمایا ہے۔

انتباہ: قرآن وحدیث سے عالموں کی بہت سی فضیلتیں ثابت ہیں۔ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جو حقیقت میں علم والے ہیں چاہے وہ سند یافتہ ہوں یا نہ ہوں کہ سند کوئی چیز نہیں خصوصا اس زمانہ میں جبکہ جاہلوں کو عالم وفاضل کی سند دی جارہی ہے۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: سند کوئی چیز نہیں کہ بہت سند یافتہ محض بے بہرہ ہوتے ہیں۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم ص231)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ: سند حاصل کرنا تو کچھ ضرور نہیں ہاں باقاعدہ تعلیم پانا ضرور ہے مدرسہ میں کی ہو یا کسی عالم کے مکان پر۔ اور جس نے بے قاعدہ تعلیم پائی (خواہ مدرسہ میں رہ کر) وہ جاہل محض سے بدتر ملا نیم خطرۂ ایمان ہوگا۔ (ایضاً ص572)

لہٰذا وہ لوگ جو عالم کی سند تو رکھتے ہیں مگر علم ہاتھ نہیں ہیں جن کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ان کے متعلق عالموں کی فضیلت سے غلط فہمی میں نہ پڑیں۔

فضائل علماء کرام

باعمل علماء کرام کی فضیلت وعظمت میں بے شمار احادیث وارد ہیں جن میں سے چند ایک سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

علماء پر خصوصی انعامات کی بارش:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ الْعَالِمَ يَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالْحِيْتَانُ فِي جَوْفِ الْمَاءِ وَاِنَّ فَضْلَ عَالِمٍ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34)

بے شک عالم دین کے لیے آسمانوں اور زمین کی چیزیں اور مچھلیاں پانی میں دعا بخشش مانگتی ہیں۔ یقیناً عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر۔ بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ نبیوں نے کسی کو دینار ودرہم کا وارث نہیں بنایا انہوں نے صرف علم وراثت میں چھوڑا ہے۔ جس نے علم حاصل کرلیا اس نے پورا حصہ پالیا۔

فوائد: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں کہ: عالموں کے لیے دعائے مغفرت میں مچھلیوں کی تخصیص اس لیے ہے کہ پانی جوان کی زندگی کا سبب ہے وہ علمائے حق کی برکت سے نازل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں ہے بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ تُرْزَقُوْنَ۔ یعنی عالموں کے سبب ان پر بارش کی جاتی ہے اور انہیں کے سبب ان کو روزی دی جاتی ہے۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص230)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں سارے جہان کا عالم کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا سبب یہ ہے کہ جہاں کی درستگی علم دین کی برکت سے

ہے۔ اہلِ جہان کی تمام چیزوں میں کوئی بھی چیز ایسی نہیں جس کی درستگی اور جس کا وجود وبقا علم کی برکت سے نہ ہو۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص158)

تحریر فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عالم دین کو چاند سے تشبیہ اس لیے دی ہے کہ چاند کے نور سے ساری دنیا روشن ہوتی ہے، جیسے علم دین کا فائدہ سارے جہان کو پہنچتا ہے۔ بخلاف عبادت گذار کے کہ اس کا فائدہ صرف اس کی ذات تک محدود رہتا ہے دوسروں کو نہیں پہنچتا ہے جیسے ستاروں کی روشنی دوسروں کو فائدہ نہیں دیتی۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص159)

تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد فرائض وسنن مؤکدہ ضروری عبادات پر اکتفا کرتا ہو یعنی بے عمل نہ ہو اور زیادہ وقت علم سکھانے اور دینی کتابوں کے تصنیف کرنے پر خرچ کرتا ہو۔ اس کا کام علم کی نشر واشاعت اور دین کی ترویج ہو۔ عابد سے وہ شخص مراد ہے جو علم حاصل کرنے کے بعد عبادت میں مشغول ہوا ہو یعنی جاہل نہ ہو اور اپنے اوقات کو عبادت میں صرف کرتا ہو۔ چونکہ علم کی نشر واشاعت اور اس میں مشغول رہنے کا فائدہ دین کے لیے بہت زیادہ ہے اور لوگوں کو اس کا نفع عام تر وشامل تر ہے اس لیے علم عبادت سے بہت زیادہ افضل ہے۔ (ایضاً)

اشاعت دین کرنے والوں پر رحمت کا نزول:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ایک عبادت گزار کا دوسرے عالم دین کا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِيْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى النَّمْلَةَ فِيْ جُحْرِهَا وَحَتّٰى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34)

عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر ہے۔ ر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ، اس کے فرشتے اور آسمان وزمین والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں (پانی میں) صلوٰۃ بھیجتے ہیں لوگوں کو علم دین سکھانے والے پر۔

فوائد: اندازہ کرنا چاہیے کہ اس حدیث شریف میں کس قدر عابد پر عالم کی فضیلت وشان کا اظہار ہے۔ جب حضور سید عالم ﷺ تمام انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں تو ایک ادنیٰ آدمی پر آپ ﷺ کی فضیلت کس قدر ہوگی؟

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد پر اس لیے بہت زیادہ ہے کہ علم کا فائدہ دوسرے کو بھی پہنچتا ہے اور عبادت کا فائدہ صرف عبادت گذار کو۔ نیز علم یا تو فرض عین ہے اور یا فرض کفایہ اور زائد عبادت نفل ہے۔ فرض کا ثواب بہر حال نفل سے زیادہ ہے۔ (ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص 249)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ فضیلت اس عالم کو ہے جو لوگوں کو دین سکھاتا ہے تاکہ اس کے علم سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اور وہ عبادت سے افضل ہو جائے جس سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچتا۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص 159)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مجلسوں کے پاس گذرے جو آپ کی مسجد میں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَّاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰٓؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰٓؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 36)	یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے افضل ہے۔ یہ لوگ جو اللہ سے دعا کر رہے ہیں اور اس کی طرف رغبت ظاہر کرتے ہیں۔ اگر چاہے ان کو عطا فرمائے اور چاہے تو کچھ نہ دے۔ رہے یہ لوگ فقہ اور علم سیکھتے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھاتے ہیں تو یہ افضل ہیں۔ میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر حضور ﷺ علم والی مجلس میں بیٹھ گئے۔

فائدہ: حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادت کی مقبولیت یقینی نہیں اور تعلیم کا فائدہ

بہرحال ہے۔ چاہے وہ تدریس کے طور پر ہو یا تصنیف کے طور پر ہو اس لیے کہ اس سے لوگ اپنے ایمان و عمل کو درست کرتے ہیں۔ دنیا میں حضور سید عالم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کی تشریف آوری کا مقصد تعلیم ہے نہ کہ عبادت۔ اسی لیے علماء حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کے وارث و جانشین ہیں۔

علماء، ورثاءِ انبیاء ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

اَلْعَلَمَاءُ مَصَابِيْحُ الْاَرْضِ وَخَلَفَاءُ الْاَنْبِيَاءِ وَوَرَثَتِيْ وَوَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

علماء دنیا کے چراغ ہیں اور انبیاء کے جانشین ہیں۔ میرے اور دیگر انبیاء کے وارث ہیں۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 77)

پانی کی مچھلیاں علماء کے لیے تا قیامت دعاء مغفرت کرتی رہیں گی:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ يُحِبُّهُمْ اَهْلُ السَّمَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمُ الْحِيْتَانُ فِي الْبَحْرِ اِذَا مَاتُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ایضاً)

علماء، نبیوں کے وارث ہیں اور آسمان والے ان سے محبت کرتے ہیں۔ جب علماء انتقال کر جاتے ہیں تو پانی کی مچھلیاں قیامت تک ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

علماء دونوں جہانوں کے چراغ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِتَّبِعُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ سُرُجُ الدُّنْيَا وَمَصَابِيْحُ الْاٰخِرَةِ (ایضاً)

عالموں کی پیروی کرو اس لیے کہ وہ دنیا اور آخرت کے چراغ ہیں۔

علماء قیامت کے روز شفاعت کریں گے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اِذَا اجْتَمَعَ الْعَالِمُ وَالْعَابِدُ عَلَى الصِّرَاطِ قِيْلَ لِلْعَابِدِ اُدْخُلِ الْجَنَّةَ

عالم اور عابد پل صراط پر جمع ہونگے تو عابد سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور

وَتَنَعَّمْ بِعِبَادَتِکَ وَقِيْلَ لِلْعَالِمِ قِفْ هُنَا وَاشْفَعْ لِمَنْ اَحْبَبْتَ فَاِنَّکَ لَا تَشْفَعُ لِاَحَدٍ اِلَّا شُفِّعْتَ فَقَامَ مَقَامَ الْاَنْبِيَاءِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص78)

اپنی عبادت کے سبب ناز و نعمت کے ساتھ رہو۔ عالم سے کہا جائے گا کہ یہاں ٹھہر جاؤ اور جس شخص کی چاہو شفاعت کرو، اس لیے کہ تم جس کسی کی شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ تو وہ انبیاء کا نائب ہوگا۔

صرف عالم دین شیطان کی کمر توڑ سکتا ہے:

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا مِنْ شَيْءٍ اَقْطَعُ لِظَهْرِ اِبْلِيْسَ مِنْ عَالِمٍ يَخْرُجُ فِيْ قَبِيْلَةٍ (ایضاً ص84)

عالم جو کسی خاندان میں پیدا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر ابلیس کی کمر توڑنے والی کوئی چیز نہیں۔

علماء کا احترام اللہ و رسول کا احترام ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (ایضاً ص85)

عالموں کی عزت کرو اس لیے کہ وہ انبیاء کے وارث ہیں۔ جس نے ان کی عزت کی تحقیق اس نے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ الْفِتْنَةَ تَجِيْءُ فَتَنْسِفُ الْعِبَادَةَ نَسْفًا وَيَنْجُو الْعَالِمُ مِنْهَا بِعِلْمِهٖ (ایضاً ص85)

بے شک فتنہ اٹھے گا تو عبادت کے محل کو پورے طور پر گرا دے گا اور عالم اپنے علم کے سبب اس فتنہ سے نجات پائے گا۔

عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی ستر رکعت سے افضل و اعلیٰ ہے:

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

رَكْعَتَانِ مِنْ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنْ غَيْرِ عَالِمٍ (ایضاً ص87)

عالم کی دو رکعت نماز غیر عالم کی ستر رکعت نماز سے افضل ہے۔

عالم کی ایک گھڑی عابد کی ستر سالہ عبادت سے افضل واعلیٰ ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سَاعَةٌ مِّنْ عَالِمٍ مُتَّكِيءٍ عَلٰى فِرَاشِهٖ يَنْظُرُ فِيْ عِلْمِهٖ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْعَابِدِ سَبْعِيْنَ عَامًا (ایضاً)

ایسا عالم جو بستر پر ٹیک لگا کر علم کے بارے میں غور وفکر کرے اس کی ایک ساعت عابد کی ستر سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

عالم کی موت قبیلہ کی موت ہے:

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَوْتُ قَبِيْلَةٍ اَيْسَرُ مِنْ مَّوْتِ عَالِمٍ (ایضاً ص 90)

قبیلہ کی موت عالم کی موت سے آسان ہے۔

عالم باعمل کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے نبی علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ صَلّٰى خَلْفَ عَالِمٍ مِّنَ الْعُلَمَاءِ فَكَاَنَّمَا صَلّٰى خَلْفَ نَبِيٍّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد اول ص 275)

جس نے عالموں میں سے کسی عالم کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے نبیوں میں سے کسی نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔

عالم، عابد پر ستر درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے:

فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ بِسَبْعِيْنَ دَرَجَةً بَيْنَ كُلِّ دَرَجَةٍ عَدْوَ الْفَرَسِ سَبْعِيْنَ عَامًا وَذٰلِكَ اَنَّ الشَّيْطَانَ يَضَعُ الْبِدْعَةَ لِلنَّاسِ فَيُبْصِرُهَا الْعَالِمُ فَيُزِيْلُهَا وَالْعَابِدُ يُقْبِلُ عَلٰى عِبَادَتِهٖ لَا يَتَوَجَّهُ وَلَا يَتَعَرَّفُ لَهَا (امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 275)

عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجے ہے۔ ہر درجہ کے درمیان ستر سال گھوڑا دوڑنے کے برابر فاصلہ ہے۔ وہ اس لیے کہ شیطان لوگوں کے لیے بدمذہبی پیدا کرتا ہے تو عالم اسے دیکھ کر مٹا دیتا ہے۔ عابد عبادت میں مشغول رہتا ہے ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا اور نہ بدمذہبی کو پہچانتا ہے۔

علماء حضور نبی کریم ﷺ کے جانشین اور خلفاء ہیں:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى خُلَفَائِىْ فَقِيْلَ مَنْ خُلَفَائُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ سُنَّتِىْ وَيُعَلِّمُوْنَهَا عِبَادَاللّٰهِ (امام محمد فخرالدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 275)

اللہ کی رحمت ہو میرے جانشینوں پر تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ! آپ کے جانشین کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو سکھاتے ہیں۔

علماء قیامت کے دن شفاعت کریں گے:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَوَّلُ مَنْ يَّشْفَعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ (امام محمد فخرالدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 86)

قیامت کے دن سب سے پہلے جو شفاعت فرمائیں گے وہ انبیاء ہیں، پھر علماء اور اس کے بعد شہداء۔

فائدہ: شفاعت کرنے میں شہداء پر علماء اس لیے مقدم ہوں گے کہ وہ انبیاء کے نائب ہیں۔ اور شہیدوں کی حیثیت سپاہیوں جیسی ہے۔

علماء جنت کی چابیاں ہیں:

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعُلَمَاءُ مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ وَخُلَفَاءُ الْاَنْبِيَاءِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد اول ص 86)

علماء جنت کی کنجیاں ہیں اور انبیاء کے خلیفہ ہیں۔

فائدہ: راوی نے کہا انسان کنجی نہیں ہوتا مطلب یہ کہ ان کے پاس ایسا علم ہے جو جنتوں کی کنجی ہے۔ دلیل اس پر یہ ہے کہ جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہیں تو اسے علم دین کی نعمت سے سرفراز کیا جائے گا۔

عالم کا سونا عبادت، اس کا سانس لینا صدقہ اور اس کی آنکھوں کا قطرہ

دوزخ کی آتش کو ٹھنڈا کر دیتا ہے:

حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا::

نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ وَمُذَاكِرَتُهُ تَسْبِيحٌ وَنَفَسُهُ صَدَقَةٌ وَكُلُّ قَطْرَةٍ نَزَلَتْ مِنْ عَيْنِهِ تُطْفِيءُ بَحْرًا مِنْ جَهَنَّمَ

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 281)

عالم کا سونا عبادت ہے، اس کا علمی مذاکرہ تسبیح، اس کی سانس صدقہ اور آنسو کا ہر وہ قطرہ جو اس کی آنکھ سے بہے وہ جہنم کے ایک سمندر کو بجھا دیتا ہے۔

عالم دین کو دیکھنا عبادت ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

خَمْسٌ مِّنَ الْعِبَادَةِ قِلَّةُ الطَّعَامِ وَالْقُعُوْدُ فِي الْمَسَاجِدِ وَالنَّظْرُ إِلَى الْكَعْبَةِ وَالنَّظْرُ إِلَى الْمُصْحَفِ وَالنَّظْرُ إِلٰى وَجْهِ الْعَالِمِ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 87)

پانچ چیزیں عبادت میں شامل ہیں: کم کھانا، مسجد میں بیٹھنا، کعبہ کو دیکھنا، مصحف (قرآن مجید) کو دیکھنا اور عالم کا چہرہ دیکھنا۔

فائدہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالٰی تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور عالم دین کا استاد اپنے شاگرد کے حق میں خصوصاً حضور پرنور سید عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نائب ہے۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص 616)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالٰی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ: عالم دین سنی المذہب جو اپنے شہر میں اعلم (یعنی سب سے زیادہ علم والا) ہو ضرور ان کا حاکم شرعی ہے۔ (ایضاً ص 180)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں یعنی ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تلمیذ رشید عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالٰی عنہ جو حدیث وفقہ، معرفت وولایت سب میں امام اجل ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ ناس یعنی آدمی کون ہیں؟ فرمایا: علماء۔ امام غزالی فرماتے ہیں جو عالم نہ ہو ابن مبارک نے اسے آدمی نہ گنا۔ اس لیے

کہ انسان اور چوپائے میں علم ہی کا فرق ہے۔انسان اس سبب سے انسان ہے جس کے باعث اس کا شرف جسمانی طاقت سے نہیں کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقت ور ہے، نہ بڑے جثہ کے سبب کہ ہاتھی کا جثہ اس سے بڑا ہے، نہ بہادری کے باعث کہ شیر اس سے زیادہ بہادر ہے، نہ خوراک کے وجہ سے کہ بیل کا پیٹ اس سے بڑا ہے اور نہ جماع کی غرض سے کہ چڑ وٹا (نام پرندہ) جو سب میں ذلیل چڑیا ہے اس سے زیادہ جفتی کی طاقت رکھتا ہے، آدمی تو صرف علم کے لیے بنایا گیا ہے اور اسی سے اس کا شرف ہے۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی: مقال العرفاء ص 20)

آخری سطر لفظ علم کے حاشیہ پر تحریر فرمایا: قال تعالیٰ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِ نْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن سیدنا استاد ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ کہ اجل اکابر صوفیاء کرام سے ہیں اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اِلَّا لِیَعْرِفُوْنِ۔ یعنی نہیں پیدا کیا ہم نے جن وانس کو مگر معرفت حاصل کرنے کے لیے۔ (ایضاً)

فضائل مجلس علماء

علماء ربانی اور فقہاء کرام کی نورانی محافل ومجالس کی فضیلت واہمیت کے حوالہ سے چند روایات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

علماء کی محفل میں بیٹھنا عبادت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

مُجَالَسَةُ الْعُلَمَاءِ عِبَادَةٌ — عالموں کے ساتھ بیٹھنا عبادت ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 84)

عالم ربانی کی زیارت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہے:

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنِ اسْتَقْبَلَ الْعُلَمَاءَ فَقَدِ اسْتَقْبَلَنِیْ وَمَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ زَارَنِیْ وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَقَدْ جَالَسَنِیْ وَمَنْ جَالَسَنِی فَقَدجَالَسَ رَبِّیْ (ایضاً ص 97)

جس نے عالموں کا استقبال کیا تحقیق اس نے میرا استقبال کیا، جو عالموں کی ملاقات کے لیے گیا یقیناً وہ میری ملاقات کے لیے آیا، جو عالموں کے ساتھ بیٹھا تحقیق وہ میرے ساتھ بیٹھا اور جو میرے ساتھ بیٹھا یقیناً وہ میرے رب کی بارگاہ میں بیٹھا۔

عالم دین، طالب علم اور معلم کو دوزخ سے آزادی اور دخولِ جنت کا پروانہ عطا ہونا:

علم دین پڑھنے والے اور پڑھانے والے دونوں کو جہنم سے آزادی اور دخول جنت کا پروانہ دیا جائے گا۔ امام محمد اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

من اراد ان ینظر الی عتقاء اللّٰہ من النار فلینظر الی المتعلمین متعلم یختلف (ای یذہب ویجیئی) الیٰ باب العالم الا لکتب اللّٰہ لہ بکل قدم عبادۃ لسنۃ ویبنی بکل قدم مدینۃ ویمشی علی الارض والارض تستغفر لہ ویمسی ویصبح مغفور لہ

(امام محمد اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان جلد اول ص 102)

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے دوزخ سے آزاد کردہ لوگوں کی زیارت کرے، تو وہ (قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کے) طلباء کو دیکھ لے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے جو طالب علم کسی عالم دین کے دروازے پر جانے یا کسی علوم اسلامیہ کی درسگاہ میں آنے جانے کا معمول بنالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر اس کے لیے ایک سال کی عبادت کا (ثواب) لکھ دیتا ہے اور ہر قدم پر جنت میں اس کے لیے ایک شہر تعمیر فرمادیتا ہے۔ وہ زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے لیے صبح و شام مغفرت و بخشش کی دعا کرتی ہے اور وہ بخشا ہوا ہوتا ہے۔

دینی طلباء اور علماء کے لیے ستر صدیقین کا ثواب:

اشاعت دین کی خاطر علم حاصل کرنے والے کو ستر صدیقین کے برابر اجر و ثواب دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حدیث مبارکہ ہے:

من تعلم بابا من العلم لیعلم الناس اعطی ثواب سبعین صدیقاً

(علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 164)

جس شخص نے علم دین کا ایک باب اس نیت سے سیکھا کہ لوگوں کو اس کی تعلیم دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ستر صدیقین کا ثواب عطاء فرمائے گا۔

دینی طلباء اور علماء کے لیے حج کامل کا ثواب:

دینی طلباء اور علماء کو حج کامل کا ثواب دیا جاتا ہے۔ حدیث رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ہے:

من غدا الی المسجد لایرید الا ان یتعلم خیراً اویعلمہ کان لہ (اجراً) کاجر حاج تاماً

(ایضاً ص104)

جو شخص صبح صبح اس نیت سے مسجد میں گیا کہ کوئی اچھی بات سیکھے گا یا (لوگوں کو) اچھی بات کی (قرآن و حدیث و فقہ کے درس کی شکل میں) تعلیم دے گا، تو اسے پورے حج کا ثواب دیا جاتا ہے۔

حصول علم دین میں مشغول ہونا نماز، روزہ، حج اور جہاد سے افضل:

حصول علم دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینا نماز، روزہ، حج اور جہاد سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اس سلسلے میں حدیث مبارکہ ہے کہ:

طلب العلم افضل عنداللہ من الصلوۃ والصیام والحج والجھاد فی سبیل اللہ

علم دین کا حصول اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل و اعلیٰ ہے۔

(علامہ علاءالدین علی متقی: کنزالعمال ج دہم ص131)

فضیلتِ علم و مذمتِ جہالت:

اخو العلم حی خالد بعد موتہ   اوصالہ تحت التراب رمیم

وذوالجھل میت وھو یمشی علی الثری   یظن من الاحیاء وھو عدیم

صاحب علم موت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے خواہ اس کے اجزاء مٹی کے نیچے بوسیدہ ہو چکے ہوں۔ جاہل مردہ ہوتا ہے خواہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اپنے آپ کو زندہ خیال کرتا ہے۔ (برہان الدین زرنوجی، علامہ: تعلیم المتعلم ص66)

علماء اللہ تعالیٰ کے امین اور زمین پر امت مصطفویہ کے چراغ ہیں:

قرآن و حدیث اور فقہ کے ماہرین اللہ تعالیٰ کے امین اور امت مسلمہ کے روشن چراغ ہیں،

اس حوالہ سے ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

العلماء امناء الله على خلقه، — علماء اللہ کی مخلوق پر اس (اللہ) کے امین ہیں۔

العلماء امناء امتي ، العلماء مصابيح الارض، العلماء قادة — علماء میری امت کے امین ہیں، علماء زمین پر روشن چراغ ہیں اور علماء پیشوا ہیں۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 134)

علماء کی پیروری کرنے کا حکم:

امت مسلمہ پر ضروری ہے کہ علماء کرام کی پیروری کرے اور ان کی باتوں پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارے۔ حدیث مبارکہ ہے:

قال اتبعوا العلماء فانهم سرج الدنيا ومصابيح الاخرة، اتقوا ازلة العالم وانتظر وافيئته — رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم علماء کی اتباع کرو کیونکہ وہ دنیا اور آخرت کے روشن چراغ ہیں عالم کی غلطی کو نظر انداز کرو اور اس کے رجوع کرنے کا انتظار کرو۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 135)

ایک حدیث کی تعلیم دنیا اور دنیا بھر کا سونا چاندی صدقہ کرنے سے بہتر:

امام الانبیاء حضور ﷺ پر نور، شافع یوم النشور ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ سیکھنا دنیا بھر کا سونا و چاندی جمع کر لینے سے کہیں بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

سار عوافي طلب العلم فالحديث من صادق خير من الدنيا وما عليها من ذهب و فضة — تم علم حاصل کرنے کے لیے جلدی کرو۔ پس سچے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا علم حاصل کرنا دنیا اور دنیا بھر کے سونا و چاندی سے بہتر ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد اول ص 154)

ایک حدیث کی تبلیغ سے جنت عطاء ہونا:

رسول مقبول ﷺ کی ایک حدیث کی تبلیغ کے باعث اللہ تعالی جنت عطاء فرما دیتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

من ادی الی امتی حدیثا لتقام به	جس نے میری امت کوایک حدیث پہنچائی جس
سنة اوتثلم به بدعة فهو فی الجنة	سے میری کوئی سنت قائم ہوگئی یابدعت کاراستہ
(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلداوّل ص154)	رک گیا تو وہ (مبلغ، عالم دین) جنت میں ہے۔

اہل جنت کوعلماء کی محتاجی:

اہل جنت، جنت میں بھی علماء کرام کے مقام کے پیش نظران کےمحتاج ہوں گے۔اس سلسلے میں رسول ﷺ نے فرمایا:

ان اهل الجنة ليحتاجون الى العلماء	بیشک اہل جنت، جنت میں علماء کےمحتاج ہوں
فی الجنة وذلک انهم يزورون	گے۔یہ اس طرح کہ ہر جمعۃ المبارک کووہ اللہ کی
اللّٰه تعالىٰ فی کل جمعة فيقول لهم :	زیارت سے مشرف ہوں گے۔اللہ تعالیٰ ان سے
تمنوا علىٰ ماشئتم فيفتفتون الى	فرمائے گا کہ جس چیز کی تمہیں آرزو ہے مجھے
العلماء فيقولون: ماذاتتمنى ؟	بتاؤ (تاکہ پوری کردوں)؟ تو وہ علماء کی طرف
فيقولون تمنوا عليه كذاكذا،	متوجہ ہوگےاوران سے دریافت کریں گے کہ ہم
فهم يحتاجون اليهم فی الجنة	کس چیز کی تمنا کریں؟ علماءکرام ان کی راہنمائی
كما يحتاجون اليهم فی الدنيا	کریں گےاور کہیں گے کہ تم فلاں فلاں آرزو
(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلداوّل ص150)	کرو۔اہل جنت، جنت میں علماء کےمحتاج ہوں
	گےجس طرح دنیامیں ان کےمحتاج ہیں۔

علماء سے عقیدت ومحبت کے باعث جنت میں رفاقت مصطفےٰ ﷺ کا پروانا:

علماء سے عقیدت ومحبت کے نتیجہ میں جنت میں قرب مصطفےٰ ﷺ کی دولت میسر ہوگی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من احب العلم والعلماء لم	جس نے علم اور علماء سے محبت کی اس کے
تكتب عليه خطيئته ايام حياته	زندگی بھر کے گناہ نہیں لکھے جائیں گے۔اور
ومن مات على محبة العلم	جوعلم وعلماء کی محبت پرمرا، وہ جنت میں میرے

والعلماء فھو رفیقی فی الجنة ساتھ ہوگا۔

(امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمن بنشرطی التعریف ص 48)

علماء سے پیش قدمی کرنا گناہ کبیرہ ہے:

علماء کی محافل میں نشست اور سفر کے دوران آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ چلتے وقت ان سے پیش قدمی کرنا گناہ کبیرہ کے زمرہ میں آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

المشی بین یدی الکبراء من الکبار ولا یشمی بین یدی الکبراء الاملعون، قیل یارسول اللّٰہ من الکبراء؟ قال: العلماء والصالحون.

بڑوں کے آگے چلنا گناہ کبیرہ ہے اور بڑوں کے آگے صرف ملعون لوگ ہی چل سکتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! بڑے لوگ کون ہیں؟ فرمایا: علماء اور صالحین بڑے لوگ ہیں۔

(امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمن بنشرطی التعریف ص 58)

علماء کرام کو اذیت و تکلیف پہنچانے کی مختلف صورتیں ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔علماء کرام کے بارے میں ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے واضح طور پر یا اشارۃً توہین کا کوئی پہلو پایا جاتا ہو۔

☆۔کوئی ایسا کام کرنا جس سے عالم کی توہین ہوتی ہو یا توہین کی کوئی صورت نکلتی ہو۔

☆۔علماء کو حقیر تصور کرتے ہوئے ان کی بات کو اہمیت نہ دینا یا انہیں اپنا پیشوا تسلیم نہ کرنا۔

☆۔علماء کی موجودگی میں قومی، ملکی اور معاشرتی مسائل میں غیروں سے راہنمائی حاصل کرنا۔

☆۔علم وعلماء کی توہین کرنے والے لوگوں کو دوست بنانا اور ان کی تعریف کرنا۔

☆۔علماء کرام کی ضروریات کو نظر انداز کرتے ہوئے دوسرے لوگوں کی ضروریات کو ترجیح دینا اور پورا کرنا وغیرہ۔

طلباء وعلماء کے لیے مغفرت وبخشش کا مژدہ:

جب کوئی عالم دین تبلیغ دین کی غرض سے یا طالب علم حصول علم کی نیت سے اپنے گھر سے

لکتا ہے تو اس کی مغفرت وبخشش ہوجاتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مـاانتـعل عبدقط ولا تخفف ولا لبـس ثـوبا ليغد وفى طلب العلم يتـعـلـمـه الاغـفـرت ذنوبه حيث يخطو عتبة باب بيته.

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلد دہم ص163)

جب کسی شخص نے حصول علم کی نیت سے تیاری کرتے ہوئے جوتا پہنا، موزے پہنے، کپڑے پہنے اور صبح صبح حصول علم کی غرض سے روانہ ہوا۔ جوں ہی اس نے دروازے کی چوکھٹ پر قدم رکھا تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیے گئے۔

بڑی عمر میں علم حاصل کرنے کی فضیلت:

کچھ لوگ بچپن میں حصول علم دین کی دولت سے محروم رہتے ہیں لیکن بڑے ہوکر شرم وندامت کے سبب حصول علم سے عار محسوس کرتے ہیں جو عقل ونقل کے خلاف ہے۔ جو شخص بڑی عمر میں علم حاصل کرتا ہوا فوت ہوگیا اسے شہادت کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مـن لم يطلب العلم صغيراً فطلبه كبيراً فمات ، مات شهيدا

جس شخص نے بڑی عمر میں علم حاصل کرنا شروع کیا اور وہ فوت ہوگیا تو وہ شہید کی موت مرا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلد دہم ص162)

امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فالعلماء هم ورثة الانبياء وهم قدوة الاتقياء بل هم صفوة الاولياء

(امام جمال الدین محمد بن عبدالرحمٰن نشرطی التعریف ص35)

پس علماء کرام ہی ورثاء انبیاء ہیں۔ علماء پرہیزگار لوگوں کے امام وپیشوا ہیں اور علماء ہی اللہ تعالیٰ کے منتخب اولیاء ہیں۔

علم دین کی برکت سے باپ کی بخشش ہونا:

حصول علم دین کی برکت سے عالم دین کے والدین کو قیامت کے روز ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج سے بھی زیادہ ہوگی۔ حصول علم دین کی برکت سے اللہ تعالیٰ گناہ گار والدین کی بخشش فرما دیتا ہے۔امام المفسرین حضرت علامہ محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

ایک شخص نے وفات کے وقت اپنی حاملہ بیوی سے وصیت کی کہ جب بچہ پیدا ہوگا تو اسے

علم دین پڑھانا اور عالم دین بنانا۔ وہ شخص سیاہ کار تھا عذاب قبر میں مبتلا ہو گیا۔ حسن اتفاق سے بیوی کے ہاں بچہ پیدا ہوا، جب وہ پڑھنے کے قابل ہوا تو شوہر کی وصیت کے مطابق والدہ اسے علم دین پڑھانے کے لیے کسی عالم دین کے پاس لے گئی تا کہ اسے عالم دین بنائیں۔ استاد صاحب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی، تو اللہ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس بچے کے باپ کو عذاب نہ دو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ یہ اس لیے کہ مجھے حیا آتی ہے کہ جس کا لڑکا عالم دین بننے کی کوشش کر رہا ہو اس کے والد کو عذاب میں مبتلا کروں۔

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 257)

حضرت شیخ شرف الدین سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ علم دین کی اہمیت، فضیلت، اس کے دنیوی و اخروی فوائد، اس کے حصول کے لیے محنت و مشقت اور سفر کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

1۔ بنی آدم از علم یابد کمال نہ از حشمت و جاہ و مال و منال
2۔ چوں شمع از پئے علم باید گداخت کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
3۔ خردمند باشد طلب گار علم کہ گرم ست پیوستہ بازار علم
4۔ کسے را کہ شد از ازل بخت یار طلب کردنِ علم کرد اختیار
5۔ طلب کردن علم شد بر تو فرض دگر واجبست از پیش قطع ارض
6۔ برو دامن علم گیر استوار کہ علمت رساند بدار القرار
7۔ میا موز جز علم گر عاقلی کہ بے علم بودن بود غافلی
8۔ ترا علم در دین و دنیا تمام کہ کارِ تو از علم گیرد نظام

(علامہ شرف الدین سعدی: کریما سعدی ص 5)

ترجمہ اشعار:

1۔ اولاد آدم علم سے بزرگی حاصل کرتی ہے نہ کہ شان و شوکت اور مال و اسباب سے۔
2۔ حصول علم کے لیے (محنت کے باعث) موم بتی کی طرح پگھلنا چاہیے۔
3۔ صاحب عقل حصول علم میں مصروف رہتا ہے کیونکہ علم کا بازار ہمیشہ بارونق ہے۔

4۔ جس شخص کا نصیب شروع ہی سے مددگار رہا وہ حصول علم میں مصروف ہو گیا۔

5۔ حصول علم تم پر فرض ہے اور دوسرا اس کے لیے زمین کا سفر کرنا بھی ضروری ہے۔

6۔ جا علم کا دامن مضبوطی سے تھام لے کیونکہ علم تجھے جنت میں پہنچائے گا۔

7۔ اگر تو صاحب عقل ہے تو سوائے علم کے (کچھ بھی) نہ سیکھ کیونکہ بے علم ہونا غفلت ہے۔

8۔ تیرے لیے علم دین اور دنیا میں کافی ہے کیونکہ تیرا کام علم کے سبب درست ہو جائیگا۔

احکام و مسائل دریافت کرنے سے نہ شرمانا:

اسلامی احکام و مسائل دریافت کرنے میں ہر گز نہیں شرمانا چاہیے ۔اس بارے میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھا قالت ام سلیم یارسول اللّٰہ ! اِن اللّٰہ لایستحی من الحق فھل علی المراۃ من غسل اذااحتملت قال: نعم ، اذارأت الماء فغطّت اُمّ سلمة وجھھا وقالت : یا رسول اللّٰہ اوتحتلم امراۃ؟ قال : نعم، تربت یمینک، فبم یشبھھا ولدھا (بخاری ومسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضرت ام سلیم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! بے شک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا، کیا احتلام کی صورت میں عورت پر بھی غسل فرض ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ہاں، اس شرط سے کہ بیداری کے بعد اپنے کپڑے یا جسم پر منی دیکھے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (شرم کے سبب) اپنا منہ ڈھانپ لیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے ؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں، تیرا بھلا ہو!! اگر عورت کی منی نہیں ہوتی تو بچہ اس کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول:

قد حکی عن الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ انہ قال: العلم علمان، علم الفقہ للادیان وعلم الطب للابدان وماوراء ذلک بلغۃ مجلس۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 14)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا: علم دو قسم کا ہے: علم فقہ: جس سے دینی احکام ومسائل معلوم کیے جاتے ہیں۔ (۲) علم طب: جس سے جسم کے علاج معالجہ کے اصول معلوم کیے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ علوم صرف مجلس کی زینت ہوتے ہیں۔

علم کی لذت:

علم کی لذت صرف علماء محسوس کرتے ہیں۔ اس بارے میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

قال محمد بن الحسن رحمہ اللہ لو کان الناس کلھم عبیدی لا عتقھم و تبرات عن ولاء ھم و ذلک لان من وجد لذۃ العلم والعمل بہ فلما یرغب فیما عند الناس

(امام محمد بن محمد غزالی: احیاء العلوم جلد اول ص 144)

حضرت امام محمد بن حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تمام لوگ میرے غلام بن جائیں تو میں سب کو آزاد کردوں اور ان کے حق ولاء سے بھی دستبردار ہو جاؤں کیونکہ جس نے علم کی لذت پالی اور اس پر عمل کیا تو وہ دیگر اشیاء اور لوگوں کی طرف راغب نہیں ہوتا۔

فضائل حصول علم اقوال اسلاف کی روشنی میں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب لڑکوں کو علم پڑھتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے: شاباش! تم حکمت کے سرچشمے ہو، تاریکی میں روشنی کے مینار ہو، کپڑے پھٹے پرانے ہیں لیکن دل تر و تازہ ہیں۔ تم علم کے لیے مدارس میں قید ہوئے مگر تم ہی قوم کے مہکنے والے پھول ہو"۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رضائے الٰہی کے لیے علم حدیث کی تحصیل دنیا بھر کی نعمتوں سے افضل ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً " سے مراد رزق حلال اور علم ہے فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً سے مراد جنت ہے۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "علم کا ایک باب سیکھنا اور اس پر عمل کرنا، دنیا اور دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل واعلیٰ ہے"۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اہل عرب سے مخاطب ہو کر کہا: اے قوم عرب! علم حاصل کرو ورنہ مجھے خوف ہے کہ علم تم سے نکل کر دوسرے لوگوں میں چلا جائے گا اور تم ذلیل وخوار ہو جاؤ گے۔ تم علم حاصل کرو کیونکہ علم دنیا میں عزت کا سبب ہے اور آخرت میں بھی"۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: "سینے میں نور علم اندھیرے گھر میں چراغ کی مثل ہے"۔

خلیفہ عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لڑکوں کو وصیت کرتے ہوئے کہا: علم حاصل کرو۔ اس لیے کہ اگر تم مال دار ہوئے تو علم تمہارا جمال ہوگا اور غریب ہو گے تو علم تمہارے لیے لازوال دولت ثابت ہوگا"۔

عون بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کمال تقویٰ یہ ہے کہ نیا علم حاصل کرتے رہو، یہ علم پر ظلم ہے کہ اس میں اضافہ کا خیال نہ ہو۔ علم میں اضافہ سے غفلت اس بات کی دلیل ہے کہ آدمی اپنے موجودہ علم سے فائدہ نہیں اٹھا رہا"۔

ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ علماء باران رحمت ہیں جہاں بھی ہوں گے نفع پہنچائیں گے"۔

ابن المقفع نے کہا: "علم حاصل کرو، بادشاہ ہوئے تو اونچے ہو جاؤ گے اگر عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے"۔

لقمان حکیم نے کہا: سب سے افضل مومن عالم ہے کیونکہ اس سے ہمیشہ بھلائی ملتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے بطور وصیت فرمایا: ظاہر و باطن میں خدا سے ڈرو۔ ہر مسلمان سے بھلائی کرو اور اہل علم سے علم حاصل کرو"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ مجلس کتنی خوبصورت ہے جس میں علم کی اشاعت ہوتی ہو اور رحمت کی امید کی جاتی ہے"۔

امام زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علم سے بہتر کوئی طریقہ نہیں جس سے عبادت الٰہی ممکن ہو"۔

عبید اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علماء، اہل دنیا کے لیے روشنی کا مینار ہیں۔ انہی کے سبب گمراہ لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں"۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علم کا ایک باب جسے آدمی اپنی اصلاح اور بعد والوں کی اصلاح کے خیال سے پڑھتا ہے، سال بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ایک گھڑی بیٹھ کر اپنے دین میں تفقہ حاصل کروں، تو یہ میرے لیے اس سے کہیں بہتر ہے کہ شام سے صبح تک پوری رات عبادت الٰہی میں گزار دوں"۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: طلب علم، نفلی نماز سے افضل ہے"۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر نیت نیک ہو تو طلب علم سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں"۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کوئی علم کے بغیر عمل کرتا ہے، اس کا فساد اصلاح سے زیادہ ہوتا ہے"۔ (عبد البر، علامہ: جامع بیان العلم وفضلہ ص 47 تا 60)

رئیس المتکلمین حضرت شاہ مفتی نقی علی خان (والد گرامی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا:

☆ ۔کوئی راہ جناب احدیت کی طرف علم سے قریب تر اور کوئی چیز خدا کے نزدیک جہل سے بدتر نہیں۔

☆ ۔اگر خدا کے نزدیک کوئی شئی علم سے بہتر ہوتی تو وہ آدم علیہ السلام کو مقابلہ ملائکہ میں دی جاتی۔ تسبیح وتقدیس فرشتوں کی علم اسماء کے برابر نہ ٹھہری، علم حقائق ودیگر علوم دینیہ کی بزرگی کس مرتبہ میں ہوگی۔

قیاس کن از گلستان من بہار را

☆ ۔حدیث میں آیا ہے جو شخص ایک باب علم کا اوروں کے سکھانے کے لیے سیکھے اس کو ستر صدیقوں کا اجر دیا جائے گا۔ (حضرت علامہ مفتی نقی علی خان: فضل العلم والعلماء مع یاد اعلیٰ حضرت ص 65)

دنیا سے جانے کے بعد بھی علم نافع ہوتا ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کے ساتھ آدمی کا عمل منقطع ہو جاتا ہے لیکن تین چیزیں باقی رہتی ہیں: ☆ صدقہ جاریہ ☆ فیض رساں علم ☆ صالح اولاد جو متوفی کے حق میں دعا کرے"۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین عمل ایسے ہیں جو بعد موت بھی مسلمان کو فائدہ پہنچاتے ہیں:

☆ صدقہ جاریہ۔ ☆ صالح اولاد جو متوفی کے لیے دعا کرے اور ☆ ایسے علم کی اشاعت جس پر اس کے بعد عمل کیا جائے"۔ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 32)

صرف علم دین ترقی کا سبب ہے:

علم کامیابی اور ترقی کا سبب ہے۔ اس بارے میں علامہ عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

العلم ینهض بالجلیس الی العلا الجهل یقعد بالفتی المنسوب

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 63)

علم معمولی آدمی کو بھی بلند کر دیتا ہے اور جہالت حسب و نسب والے معزز شخص کو بھی ذلیل کر دیتی ہے۔

بچپن کا علم تا حیات محفوظ رہتا ہے:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو لڑکا طلب علم اور عبادت میں نشو و نما پاتا ہے حتیٰ کہ وہ جوان ہو جاتا ہے اور اپنی حالت پر قائم رہتا ہے، تو اسے ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 63)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ: بچپن میں تحصیل علم پتھر پر لکیر ہے"۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں نے کم عمری میں جو کچھ یاد کر لیا تھا مجھے اس طرح محفوظ ہے گویا کتاب پر دیکھ رہا ہوں"۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے لڑکوں اور اپنے بھتیجوں سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: تم علم

حاصل کرو کیونکہ عنقریب تم قوم میں بڑے آدمی بن جاؤ گے۔کل تم ہی اپنی قوم کے بڑے آدمی بننے والے ہو۔جو یاد نہیں کر سکتا وہ لکھ لیا کرے"۔

حضور انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بوڑھا آدمی ،جوان سے علم حاصل کرنے میں نہ شرمائے۔(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص73)

عالم، متعلم یا علماء سے محبت کرنے والا بننے کی تاکید:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

اُغْدُ عَالِمًا اَوْمُتَعَلِّمًا اَوْمُسْتَمِعًا اَوْمُحِبًّا وَ لَا تَکُنِ الْخَامِسَ فَتَهْلِکَ
(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص82)

عالم دین بنو، یا طالب علم بنو، یا عالم دین کی بات سننے والا بنو، یا اس سے محبت کرنے والا بنو اور پانچواں مت بنو کہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلنَّاسُ رَجُلَانِ عَالِمٌ وَ مُتَعَلِّمٌ وَ لَا خَیْرَ فِیْمَا سِوَاهُمَا (ایضاً ص80)

آدمی دو ہیں: (1) عالم دین اور (2) طالب علم۔اور ان دونوں کے غیر میں بھلائی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث شریف میں صرف دو کا ذکر ہے تو مستمع اور محب متعلم میں داخل ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنَّا اِلَّا عَالِمٌ اَوْمُتَعَلِّمٌ (ایضاً ص96)

ہمارے راستہ پر صرف عالم دین ہیں یا طالب علم

علماء کا وجود باعث برکت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے:

اَلْبَرْکَةُ مَعَ اَکَابِرِکُمْ اَهْلِ الْعِلْمِ

تمہارے بڑے علماء کے ساتھ برکت ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص99)

عوام کے درست یا عدم درست کا سبب علماء اور امراء ہوتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

صِنْفَانِ مِنَ النَّاسِ اِذَا صَلُحَا صَلُحَ النَّاسُ وَ اِذَا فَسَدَ اَفْسَدَ النَّاسُ اَلْعُلَمَاءُ وَ الْاُمَرَاءُ (ایضاص110)

دو طرح کے آدمی جب درست ہوں گے لوگ بھی درست ہوں گے اور جب وہ دونوں بگڑیں گے تو لوگ بگڑیں گے۔ایک علماء اور دوسرے امراء (حکام) ہیں۔

بچپن کا علم پتھر پر لکیر کی طرح ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

حِفْظُ الْغُلَامِ كَالْوَسْمِ عَلَى الْحَجَرِ وَ حِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَايَكْبُرُ كَالْكِتَابَةِ عَلَى الْمَاءِ (ایضا140)

چھوٹے بچے کا یاد کرنا ایسا ہے جیسے پتھر کا نقش اور بڑا ہونے کے بعد یاد کرنا ایسا ہے جیسے پانی پر تحریر۔

عمدہ سوال نصف علم ہے:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے:

حُسْنُ السُّوَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ (ایضاص193) اچھا سوال آدھا علم ہے۔

ہنسی مذاق عالم کی شان کے خلاف ہے:

حضرت اُبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ اَنْ يَّكُوْنَ قَلِيْلَ الضِّحْكِ وَ كَثِيْرَ الْبُكَاءِ (ایضاص143)

عالم کے لیے مناسب ہے کہ وہ کم ہنسنے والا اور زیادہ رونے والا ہو۔

پہیلیاں بیان کرنے سے احتراز کرنا:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ

نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے پہیلیوں سے منع فرمایا ہے۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص35)

فائدہ: پہیلی سے اگر اپنے نفس کی برتری کا اظہار اور دوسرے کو رسوا کرنا مقصود ہو یا وہ فتنہ

اور عداوت واذیت کا سبب ہو تو ناجائز وحرام ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ اگر بدلے کے طور پر ہو تو: جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے مطابق جائز ہے۔ اسی طرح اگر طلبہ کے ذہن میں تیزی پیدا کرنا مقصود ہو تو حرج نہیں جیسے کہ صاحب بحر الرائق علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الاشباہ والنظائر میں بہت سی فقہی پہیلیاں تحریر فرمائیں۔

فقہ اور تصوف دونوں کے اختیار کرنے سے کامیابی کا راستہ میسر آ جاتا ہے:

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَفَقَّهَ وَ لَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ
وَ مَنْ تَصَوَّفَ وَ لَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ
وَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ
(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوۃ جلد اوّل ص 256)

جس نے فقہ حاصل کیا اور صوفیاء کی عادت نہیں اختیار کی تو وہ درستگی کے راستہ سے ہٹ گیا، جو صوفی بنا مگر فقہ نہیں حاصل کیا تو وہ زندیق ہو گیا اور جس نے دونوں باتیں جمع کیں وہ صحیح راستہ پر ہوا۔

فوائد: حضرت امام محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ دنیا ایک باغ ہے جسے پانچ چیزوں سے سجایا گیا ہے: عالموں کے علم سے، حاکموں کے انصاف سے، عبادت گذاروں کی عبادت سے، تاجروں کی امانت سے اور اہل پیشہ کی نصیحت سے۔ ابلیس نے پانچ قسم کا جھنڈا الاکران چیزوں کی بغل میں گاڑ دیا: علم کے پہلو میں حسد کا جھنڈا، انصاف کے بازو میں ظلم کا جھنڈا، عبادت کی بغل میں ریاکاری کا جھنڈا، امانت کے پہلو میں خیانت کا جھنڈا اور اہل پیشہ کے بازو میں کھوٹ کا جھنڈا۔ (امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 276)

علم کی بغل میں حسد کا جھنڈا ابلیس کے گاڑنے ہی کا اثر ہے کہ عالموں میں حسد بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ استاد شاگرد سے اور شاگرد اُستاد سے حسد کرنے لگتا ہے بلکہ یہاں تک کہ بعض علماء جو اپنے قول وفعل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہم تقویٰ کی سب سے بلند چوٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ابلیس کے حسدی جھنڈا کے نیچے آ کر بری طرح حسد کرنے لگتے ہیں۔ اور دین متین کی صحیح خدمت کرنے والے عالموں کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچاتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ رب العالمین جل شانہٗ علماء کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً شیطان کے حسدی جھنڈا سے بچنے کی توفیق رفیق بخشے۔

فضیلت علم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار:

فضیلت علم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اشعار ملاحظہ فرمائیں:

(۱) رضینا قسمة الجبار فینا　　لنا علم وللجهال مال

ہم اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم پر خوش ہیں کہ ہمارے لیے علم ہے اور جاہلوں کے لیے مال ہے

(۲) لان المال لیفنی عن قریب　　وان العلم باقٍ لایزال

کیونکہ مال بہت جلد ختم ہو جائے گا جبکہ علم ہمیشہ باقی رہے گا

(امام برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص42)

علماء کی مجلس جنت کے باغات ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قِيْلَ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَجَالِسُ الْعُلَمَاءِ (ایضاً ص79)

جب تم جنت کے باغوں میں سے گذرو تو چرلیا کرو۔ عرض کیا گیا جنت کے باغ کیا چیز ہیں؟ فرمایا عالموں کی مجلس۔

دین کی ایک بات سننا سال بھر کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كَلِمَةُ حِكْمَةٍ يَسْمَعُهَا الرَّجُلُ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ وَالْجُلُوْسُ سَاعَةً عِنْدَ مُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ خَيْرٌ مِّنْ عِتْقِ رَقَبَةٍ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلد دہم ص101)

شریعت کی ایک بات کا سننا سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور علم دین کی گفتگو کرنے والوں کے پاس ایک گھڑی بیٹھنا غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

علماء کرام کی محفل میں بیٹھنے والوں پر خصوصی انعامات کی بارش:

علماء کرام کی محفل میں بیٹھنے کی سعادت حاصل کرنے والوں کو ہزار رکعت نفلی نماز، ہزار بیماروں کی عیادت کرنے اور ہزار جنازوں میں شمولیت کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔ حجۃ الاسلام

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

حضور مجلس علم افضل من صلوٰة الف ركعة وعيادة الف مريض و شهود الف جنازة فقيل: يا رسول اللّٰه اَوَمن قرائة القرآن؟ قال: وهل ينفع القرآن الابالعلم؟

عالم کی محفل میں حاضر ہونا ہزار جنازوں میں شامل ہونے سے افضل ہے۔ دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! کیا تلاوت قرآن سے بھی افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم کے بغیر قرآن نفع نہیں دیتا۔

(امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی: احیاء العلوم جلد اول ص 19)

علماء کی مجالس سب محافل سے افضل ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَا تُفَارِقُوْ امَجَالِسَ الْعُلَمَاءِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ تُرْبَةً عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَكْرَمَ مِنْ مَّجَالِسِ الْعُلَمَاءِ (ایضاً ص 283)

عالموں کی مجلسوں سے الگ نہ رہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر عالموں کی مجلسوں سے بڑھ کر کسی مٹی کو پیدا نہیں کیا۔

فوائد: غوث صمدانی، قطب ربانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسے عالم کی مجلس میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دے: دنیا کی رغبت سے نکال کر زہد کی ترغیب دے، ریا کاری سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے، غرور چھڑا کر تواضع کی ترغیب دے، کاہلی سے بچا کر وعظ و نصیحت کی ترغیب دے اور جہالت سے نکال کر علم کی طرف ترغیب دے۔ (شیخ سید عبدالقادر جیلانی: غنیۃ الطالبین ص 451)

حضرت فقیہ ابوالليث رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: جو شخص عالم کے پاس بیٹھے اور علم کی بات یاد نہ رکھ سکے اس کے لیے بھی سات خوبیاں ہیں۔ اوّل: علم کے حاصل کرنے والوں کا ثواب پائے گا۔ دوم: جب تک عالم کے پاس بیٹھا رہے گا گناہ سے بچے گا۔ سوم: جب علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکلے گا اس پر رحمت نازل ہوگی۔ چہارم: جب علم کے حلقہ میں بیٹھے گا اور ان پر رحمت نازل ہوگی تو اس کا بھی اس میں حصہ ہوگا۔ پنجم: جب تک دین کی باتیں سنے گا اس کے لیے فرمانبرداری لکھی جائے گی۔ ششم: جب وہ سنے گا اور نہیں سمجھے گا تو ادراک علم سے محرومی کے سبب اس کا دل تنگ ہو جائے گا۔ وہ غم اس کے لیے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بن جائے

گا۔اس لیے کہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ لِاَجْلِیْ یعنی میں ان لوگوں کے پاس ہوں جن کے دل میرے لیے ٹوٹنے والے ہیں۔(حدیث قدسی)اور ہفتم: وہ مسلمانوں سے عالموں کی تعظیم اور فاسقوں کی توہین دیکھے گا تو اس کا دل فسق سے بھر جائے گا اور علم دین کی طرف مائل ہوگا۔اسی لیے نیک لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص 277)

حضرت فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شخص آٹھ قسم کے آدمیوں کے پاس بیٹھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل میں آٹھ چیزیں بڑھا دے گا: (1) جو مالداروں کے پاس بیٹھے گا اس کے دل میں دنیا کی محبت ورغبت زیادہ ہوگی۔(2) جو درویشوں کے ساتھ بیٹھے گا اس کو اللہ تعالیٰ کی تقسیم نعمت پر شکر و رضا کی توفیق ہوگی۔(3) جو بادشاہ کے پاس بیٹھے گا اس میں سختی وتکبر زیادہ ہو گا۔(4) جو عورتوں کے پاس بیٹھے گا اس میں شہوت وجہالت بڑھے گی۔(5) جو بچوں کے پاس بیٹھے گا اس میں ہنسی مذاق زیادہ ہوگا۔(6) جو فاسقوں کے پاس بیٹھے گا اس میں گناہوں پر جرأت بڑھے گی۔(7) جو نیکوں کے پاس بیٹھے گا اس میں فرمانبرداری کی رغبت زیادہ ہوگی۔(8) اور جو عالموں کے پاس بیٹھے گا اس کا علم وتقویٰ بڑھ جائے گا۔(ایضاً)

فضائل تعلیم وتصنیف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلِمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَکَهٗ اَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْ بَیْتًا لِابْنِ السَّبِیْلِ اَوْ نَهَرًا اَجْرَاهُ اَوْ صَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِیْ صِحَّتِهٖ وَحَیَاتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 36)

مومن کو اس کی موت کے بعد جو اعمال ونیکیاں پہنچتی رہتی ہیں ان میں سے ایک علم ہے جو اس نے حاصل کیا اور پھیلایا، دوسرا وہ نیک اولاد کہ جس کو اس نے چھوڑا، تیسرا قرآن مجید جس کا وارث بنایا، چوتھا مسجد جس کی اس نے تعمیر کی، پانچواں مسافر خانہ بنایا، چھٹا نہر جاری کی اور ساتواں صدقہ جس کو اس نے اپنی صحت وزندگی میں نکالا۔ان سب چیزوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی مومن کو پہنچتا ہے۔

فائدہ: ان تمام چیزوں کا، اسی طرح دینی کتابیں وراثت میں چھوڑنے، ان کو وقف کرنے اور مدرسہ وخانقاہیں بنوانے کا ثواب بھی ملتا رہے گا جب تک کہ دنیا میں باقی رہیں گی۔ ان میں تعلیم دینے کا ثواب زیادہ دنوں تک ملتا رہے گا بشرطیکہ شاگردوں کو قابل بنائے اور ان سے درس وتدریس کا سلسلہ چل نکلے۔ سب سے زیادہ ثواب بہترین دینی کتابوں کی تصنیفات کا ملے گا کیونکہ وہ پوری دنیا میں پھیل جاتی ہیں اور قیامت تک باقی رہیں گی جن کے سبب مسلمان اپنے ایمان سے عمل کو سنوارتے رہیں گے۔

عالم دین سخی ہوتا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَلْ تَدْرُوْنَ مَنْ اَجْوَدُ جُوْدًا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُه اَعْلَمْ قَالَ اللّٰهُ اَجْوَدُ جُوْدًا ثُمَّ اَنَا اَجْوَدُ بَنِیْ اٰدَمَ وَاَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَه يَاتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَمِيْرًا وَّحْدَه اَوْقَالَ اُمَّةً وَّاحِدَةً

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 37)

کیا تم لوگ جانتے ہو سب سے بڑا سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ فرمایا: سب سے بڑا اجواد اللہ ہے پھر انسانوں میں سب سے زیادہ سخی میں ہوں۔ میرے بعد سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے علم دین حاصل کیا اور اس کو پھیلایا۔ وہ اکیلا امیر ہو کر آئے گا یا جماعت کی حیثیت سے۔

فائدہ: مطلب یہ کہ درس وتدریس یا تصنیف وتالیف سے جو شخص علم دین پھیلائے گا وہ قیامت کے دن بڑی شان وشوکت اور جاہ وحشمت کے ساتھ آئے گا۔

غیر مفید علم کی وعید:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلُ عِلْمٍ لَا يُنْتَفَعُ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 38)

اس علم کی مثال جس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے اس خزانہ کی طرح ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔

دینی مسائل سکھانے والے کو عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے:

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَن عَلَّمَ عِلْمًا فَلَهٗ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهٖ لَايَنْقُصُ مِنْ اَجْرِ الْعَمِلِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص80)

جس نے کسی شخص کو علم دین سکھایا تو اس کے لیے اس آدمی کا ثواب ہے جس نے اس پر عمل کیا مگر عمل کرنے والے کا ثواب کم نہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

اِنَّ الدَّالَّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ (ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی جلد ثانی ص95)

بیشک نیکی کی رہنمائی کرنے والے کو نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

تدریس قرآن صدقہ جاریہ ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ عَلَّمَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْبَابًا مِّنْ عِلْمٍ اَنْمَى اللّٰهُ اَجْرَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ایضا)

جو شخص قرآن مجید کی کوئی آیت یا علم کا کچھ حصہ سکھائے تو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب کو قیامت تک بڑھائے گا۔

علماء کے قلم کی روشنائی کو شہداء کے خون سے وزن کیا جائے گا:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص80)

عالموں کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی تو وہ خون پر غالب آجائے گی۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ وَدَمُ الشُّهَدَاءِ فَيَرْجَحُ عَلَيْهِمْ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ عَلٰى دَمِ الشُّهَدَاءِ (ایضا)

قیامت کے دن عالموں کے قلم کی روشنائی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی تو عالموں کی روشنائی شہیدوں کے خون پر بھاری ہوگی۔

فائدہ: یعنی کتابوں کی تصنیف خدائے تعالیٰ کے نزدیک اتنی زیادہ فضیلت رکھتی ہے کہ اس کے لیے عالم دین جو روشنائی استعمال کرتے ہیں وہ قیامت کے دن وزن میں شہید کے خون پر غالب آ جائے گی۔

ایک عالم دین ہزار عابدوں سے افضل ہے:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے:

عَالِمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ عَابِدٍ (ایضاً ص 81)

وہ عالم جس (کی تعلیم وتصنیف) سے فائدہ اٹھایا جائے ہزار عابد سے بہتر ہے۔

علم دین کی اشاعت بہترین صدقہ ہے:

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَا تَصَدَّقَ النَّاسُ بِصَدَقَةٍ اَفْضَلَ مِنْ عِلْمٍ يُنْشَرُ (ایضاً ص 89)

وہ علم کہ جسے (تعلیم وتصنیف سے) پھیلایا جائے اس سے افضل لوگوں کا کوئی صدقہ نہیں۔

مبلغ اسلام جنتی ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے:

مَنْ اَدّٰى اِلٰى اُمَّتِىْ حَدِيْثًا لِتُقَامَ بِهٖ سُنَّةٌ اَوْ تُثْلَمَ بِدْعَةٌ فَهُوَ فِى الْجَنَّةِ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 90)

جو شخص میری امت تک کوئی ایسی دینی بات پہنچائے تا کہ اس سے سنت قائم کی جائے یا اس سے بدمذہبی دور کی جائے تو وہ جنتی ہے۔

بے عمل علماء کی مذمت ووعید

بے عمل علماء کی مذمت ووعید کے حوالہ سے چند روایات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

عامل ہی عالم ہے:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْعَالِمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِالْعِلْمِ وَاِنْ كَانَ قَلِيْلًا (ایضاً جلد دہم ص 76)

عالم وہ شخص ہے جو عمل کرے اگرچہ علم تھوڑا ہو۔

فائدہ: یعنی علم پر عمل نہ کرے وہ صرف نام کا عالم ہے حقیقت میں عالم نہیں جیسا کہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: اِنَّ غَیْرَ الْعَامِلِیْنَ لَیْسُوْا عُلَمَاءَ" یقیناً جو عمل کرنے والے نہیں ہیں وہ عالم نہیں ہیں۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوۃ جلد اول ص 255)

بے عمل عالم کی وعید:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ عَالِمٌ لَّمْ یَنْفَعْهُ عِلْمُهٗ	قیامت کے دن سب سے سخت عذاب والا وہ عالم ہوگا جسے اس کے علم نے فائدہ نہیں دیا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 107)

بے عمل عالم کی مثال بے نور چراغ کی ہے:

(۱) حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَثَلُ الْعَالِمِ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَ یَنْسٰی نَفْسَهٗ کَمَثَلِ السِّرَاجِ یُضِیْءُ لِلنَّاسِ وَیُحْرِقُ نَفْسَهٗ (ایضاً)	اس عالم کی مثال جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا اس چراغ کی ہے جو دوسروں کو روشنی دیتا ہے اور خود کو جلاتا ہے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَشَدُّ النَّاسِ حَسْرَةً یَّوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَانْتَفَعَ بِهٖ مَنْ سَمِعَهٗ مِنْهُ دُوْنَهٗ	قیامت کے دن بہت زیادہ افسوس کرنے والا وہ شخص ہوگا جس نے علم حاصل کیا جس سے لوگوں نے اس سے سنا فائدہ اٹھایا لیکن خود محروم رہا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 107)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تَعَلَّمُوْا مِنَ الْعِلْمِ مَاشِئْتُمْ فَوَاللّٰهِ لَا تُؤْجَرُوْا بِجَمْعِ الْعِلْمِ حَتّٰی تَعْمَلُوْا (ایضاً ص 81)	جو علم چاہو حاصل کرو مگر خدا کی قسم تم علم جمع کرنے پر ثواب نہیں دیے جاؤ گے یہاں تک کہ عمل کرو۔

بے عمل عالم دوزخ میں جائے گا:

حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَطَّلِعُوْنَ عَلٰى اُنَاسٍ مِّنْ اَهْلِ النَّارِ فَيَقُوْلُوْنَ بِمَ دَخَلْتُمُ النَّارَ فَوَاللّٰهِ مَا دَخَلْنَا اِلَّا بِمَا تَعَلَّمْنَا مِنْكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اِنَّا كُنَّا نَقُوْلُ وَلَا نَفْعَلُ (ایضاص108)

جنت کے بعض لوگ جہنم کے کچھ لوگوں سے متوجہ ہوکر کہیں گے کہ آپ لوگ جہنم میں کیوں داخل ہوئے خدا کی قسم ہم آپ لوگوں سے سیکھنے ہی کے سبب جنت میں داخل ہوئے؟ وہ کہیں گے ہم لوگ کہتے تھے مگر عمل نہیں کرتے تھے۔

بے عمل واعظین کی سزا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأَيْتُ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ رِجَالًا تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيْضَ مِنْ نَّارٍ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ اُمَّتِكَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ اَنْفُسَهُمْ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص438)

میں نے معراج کی رات دیکھا کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے پوچھا جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے۔

بے عمل واعظ جہنم میں جائے گا:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِي النَّارِ فتندلق اقتابه في النار فَيَطْحَنُ فِيْهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ

قیامت کے دن ایک شخص کو لاکر جہنم میں ڈال دیا جائے گا تو اس کی آنتیں فوراً پیٹ سے نکل کر آگ میں گر پڑیں گی۔ پھر وہ انہیں پیسے گا یعنی ان کے گرد چکر کاٹے گا جیسے پن چکی کا گدھا آتا

اَیْ فُلَانُ مَا شَانُکَ لَیْسَ کُنْتَ تَامُرُنَا بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْهَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 436)

پیتا ہے۔ تو دوزخی یہ دیکھ کر اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے اے فلاں! تیرا کیا حال ہے یعنی تو کیا کر رہا ہے ؟ کیا تو ہم کو نیک کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا حکم نہیں دیتا تھا؟ وہ کہے گا: ہاں میں تم کو نیک کام کرنے کا حکم دیتا تھا اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا، برے کام سے تم کو روکتا تھا اور خود اس کو کرتا تھا۔

فوائد: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ دوسروں کو اچھی بات کا حکم دینا، بری بات سے روکنا اور خود اس پر عمل نہ کرنا عذاب الٰہی کا سبب ہے لیکن یہ عذاب عمل نہ کرنے کی وجہ سے ہے امر و نہی کی وجہ سے نہیں ہے۔ اس لیے کہ اگر امر و نہی بھی نہیں کرے گا تو دو واجب ترک کرنے کے سبب اور زیادہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص 175)

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے جس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے اور وہی عالم کی افضلیت کا سبب ہے۔ لہذا جس شخص کا علم ایسا نہ ہو وہ جاہل کی مثل ہے بلکہ وہ جاہل ہے۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوۃ جلد اوّل ص 231)

امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّمَا الْعَالِمُ مَنْ خَشِیَ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ "عالم صرف وہ شخص ہے جسے خدائے عزوجل کی خشیت حاصل ہو۔ (علامہ علاء الدین علی بن محمد: تفسیر خازن ومعالم التنزیل جلد پنجم ص 302)

امام ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ لَّمْ یَخْشَ اللّٰہَ فَلَیْسَ بِعَالِمٍ یعنی جسے خشیت الٰہی حاصل نہ ہو وہ عالم نہیں۔ (ایضا)

علماء سوء کی مذمت

بے عملی علامت قرب قیامت ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أُنَاسًا مِّنْ أُمَّتِيْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُوْنَ نَأْتِي الْأُمَرَاءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَأَنَّهٗ يَعْنِي الْخَطَايَا (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 37)

میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے۔ وہ کہیں گے کہ امیروں کے پاس جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا حاصل کریں مگر اپنا دین ہم ان سے بچائیں گے لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا۔ جیسے ببول کے درخت سے کانٹے ہی چنے جاتے ہیں ایسے ہی امیروں کے قرب سے سوائے خطاؤں کے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

فائدہ: حاکموں اور امیروں کے یہاں دینی فائدہ کے لیے علماء کے جانے میں حرج نہیں لیکن نذر کی لالچ سے جانا اور ان سے قرب حاصل کرنا یہی دنیاداری ہے جو دین کے لیے زہر قاتل ہے۔

دنیاداروں کے درباروں میں جانے کے سبب علماء خوار ہو جاتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

لَوْ أَنَّ أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ أَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ أَهْلَ زَمَانِهٖ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَا هُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَّاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ أَحْوَالُ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِيْ أَيِّ أَوْدِيَتِهَا هَلَكَ (ایضاً)

اگر علماء علم کی حفاظت کرتے اور علم کو اس کے اہل ہی پر پیش کرتے تو اس کی برکت سے اپنے زمانے کے سردار ہو جاتے۔ لیکن انہوں نے اپنا علم دنیا کے لیے استعمال کیا تاکہ اس سے ان کی دنیا حاصل کریں تو وہ لوگ دنیا والوں کے سامنے ذلیل ہو گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: جو شخص تمام غموں سے صرف ایک غم کو اپنی آخرت کا غم بنا لے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کے غموں کو کافی ہوگا۔ جس کے غم متفرق ہوں تو اللہ کو اس کی پروا نہیں کہ وہ دنیا کے کس جنگل میں ہلاک ہوا۔

فائدہ: اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر علماء اپنے علم کی عزت کریں ما سے ذلیل ہونے سے بچائیں اور دنیا حاصل کرنے کی لالچ میں اسے رسوا نہ کریں تو وہ اہل زمانہ کے سردار ہو جائیں گے۔ جسے صرف آخرت کا غم ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے اور جسے دنیا کا غم ہو خدائے تعالیٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں۔

علم کو بھلا دینا اور نا اہل کو تعلیم دینا، آفت علم ہے:

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ اَهْلِهٖ	علم کی آفت اسے بھول جانا ہے۔ علم کو ضائع کرنا یہ ہے کہ تو اسے نا اہل اور نالائق پر پیش کرے۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 37)

فوائد: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں دراصل اس بات پر تنبیہ ہے کہ ان باتوں کے اختیار کرنے سے بچنا چاہیے جو علم کے بھول جانے کا سبب بنتی ہیں۔ یعنی گناہوں کا ارتکاب، نفس و خواہشات، دنیا کی مصروفیت اور اس کے لیے دوڑ دھوپ۔ جیسا کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(۱) شَكَوْتُ اِلٰی وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِیْ
فَاَوْصَانِیْ اِلٰی تَرْكِ الْمَعَاصِیْ

۱۔ میں نے حضرت وکیع سے کمزور حافظے کی شکایت کی
تو انہوں نے مجھے گناہ ترک کرنے کی وصیت کی

(۲) فَاِنَّ الْعِلْمَ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُعْطٰی لِعَاصِیْ

۲۔ اس لیے کہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
اور اللہ تعالیٰ کا فضل گناہگار کو نہیں دیا جاتا

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 175)

لالچ کے سبب علم دین دلوں سے نکل جاتا ہے:

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اہل علم کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا:

اَلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ بِمَا یَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ قُلُوْبِ الْعُلَمَاءِ قَالَ الطَّمَعُ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 37)

وہ لوگ جو اپنے علم پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو کس چیز نے علماء کے دلوں سے علم کو نکال دیا؟ فرمایا: لالچ نے۔

فوائد: علم نکل جانے کا مطلب ہے اس کا نور اور اس کی ہیبت و برکت کا نکل جانا۔ یہی وجہ ہے کہ لالچی عالم حق گوئی نہیں کرتا جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے۔ مشہور مقولہ ہے: اَلطَّمَعُ یُصَیِّرُ الْاَسد ذُبَابًا یعنی لالچ شیر کو مکھی بنا دیتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں حضرت شیخ ابوالعباس مرسی قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ جب میں اپنے کام کے ابتدائی زمانہ میں اسکندریہ پہنچا تو وہاں ایک شخص سے میری جان پہچان تھی۔ میں نے اس سے آدھے درہم میں ایک چیز خریدی۔ چونکہ آدھا درہم ایک معمولی چیز تھی اس لیے میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید آدھا درہم وہ مجھ سے وصول نہیں کرے گا، تو غیب سے آواز آئی: اَلسَّلَامَۃُ فِی الدِّیْنِ بِتَرْکِ الطَّمَعِ فِی الْمَخْلُوْقِیْنَ یعنی دین کی سلامتی مخلوق سے لالچ کے چھوڑ دینے میں ہے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 175)

علماء حق سب سے اچھے اور علماء سوء سب سے برے ہیں:

حضرت احوص بن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَاءِ وَاِنَّ خَیْرَ الْخَیْرِ خِیَارُ الْعُلَمَاءِ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 37)

خبردار! بروں میں سب سے برے علمائے سوء ہیں اور اچھوں میں سب سے اچھے علمائے حق ہیں۔

فائدہ: اس لیے کہ عالم لوگوں کے مقتدا ہوسکتے ہیں اور ان کی اچھائی سے بہت سے لوگ

اچھے بن جاتے ہیں۔ان کی برائی اور بدمذہبی سے بہت لوگ برے اور بدمذہب بن جاتے ہیں۔

اسلام کے ستون کے انہدام کا سبب علماء سوء بنتے ہیں:

حضرت زیاد بن حُدیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اسلام کو کیا چیز ڈھادے گی؟ میں نے کہا: نہیں۔انہوں نے فرمایا:

يَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 37)

عالم کا گناہ، قرآن سے منافق کا جھگڑنا اور گمراہ کن سرداروں کی حکومت اسلام کو ڈھادے گی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِيْ جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةِ مَرَّةٍ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّاءُ الْمُرَاءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 38)

غم کے کنواں سے اللہ کی پناہ مانگو۔لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! غم کا کنواں کیا ہے؟ فرمایا: وہ دوزخ کی ایسی گھائی ہے جس سے خود دوزخ چار سو مرتبہ روزانہ پناہ مانگتی ہے۔عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ فرمایا: اپنے اعمال کو دکھانے والے قاری حضرات۔

فائدہ: حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں جو قاری ہوتے تھے وہ عالم بھی ہوتے تھے لہٰذا حدیث شریف کا مطلب یہ ہوا کہ وہ عالم وقاری جو ریا کار ہیں اور اپنے اعمال لوگوں کو دکھاتے ہیں، وہ جہنم کی بدترین گھاٹی میں عذاب دیے جائیں گے۔

بے ادب اور بے عمل علماء علامات قیامت سے ہیں:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقٰى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا

عنقریب لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا، قرآن کا

اِسْمُهٗ لَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَّهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَاؤُهُمْ شَرٌّ مِّنْ تَحْتِ اَدِيْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 38)

صرف رواج ہی رہ جائے گا اور ان کی مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، انہیں سے فتنہ اٹھے گا اور انھیں میں لوٹ جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ وہ نام نہاد علماء جنہوں نے اپنی تصنیفات حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر لناس وغیرہ میں سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین لکھی اور ان کی ذات سے مسلمانوں میں فتنہ اٹھا وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوئے۔

بے عمل لوگ فتنہ کا سبب بنتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِّنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 38)

آخری زمانہ میں ایک گروہ فریب دینے والوں کا ہوگا، وہ تمہارے سامنے ایسی باتیں لائیں گے جن کو نہ تم نے کبھی سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے، ایسے لوگوں سے بچو۔ انہیں اپنے قریب نہ آنے دو تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کریں اور نہ فتنہ میں ڈالیں۔

فائدہ: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو مکاری وفریب سے علماء، مشائخ اور صلحاء بن کر اپنے آپ کو مسلمانوں کا خیرخواہ اور مصلح ظاہر کرے گی تاکہ اپنی جھوٹی باتیں پھیلائے۔ لوگوں کو اپنے باطل عقیدوں اور فاسد خیالوں کی طرف راغب کرے۔ اس گروہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کے عقیدے سواد اعظم اہلسنت وجماعت کے خلاف ہوں گے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اول ص 133)

علماء سوء کی وعید:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّاُمَّتِيْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّوْءِ — خرابی ہے میری امت کے برے علماء کے لیے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص112)

اپنے علم سے لوگوں کو مستفید نہ کرنے والے عالم کی مذمت:

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ (ایضا) — اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے برے درجہ والا وہ عالم ہوگا جس کے علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

فائدہ: یعنی وہ عالم جو درس و تدریس یا تصنیف و تالیف میں مشغول ہو اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچائے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دے۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص176)

یا یہ مطلب ہے کہ علم دین حاصل کیا مگر اس پر عمل نہیں کیا تو وہ جاہل سے برا ہے کہ ایسے عالم پر عذاب جاہل سے زیادہ سخت ہوگا۔ (علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوۃ جلد اوّل ص255)

جو لوگ علم دین حاصل کرنے کے بعد کاروبار میں لگ جاتے ہیں اور اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچاتے، وہ اس حدیث شریف سے نصیحت حاصل کریں۔ اور وہ عالم بھی جو بے عمل ہیں۔

بادشاہوں کی چاپلوسی کرنے والے علماء سوء کی مذمت:

(۱) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِذَا قَرَأَ الرَّجُلُ وَتَفَقَّهَ فِي الدِّيْنِ ثُمَّ اَتٰى بَابَ السُّلْطَانِ تَمَلُّقًا اِلَيْهِ وَطَمَعًا لِمَا فِيْ يَدَيْهِ خَاضَ بِقَدْرِ خُطَاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ (ایضا) — جب کسی شخص نے قرآن پڑھا اور دین میں تفقہ حاصل کیا پھر وہ بادشاہ کے دروازہ پر اس کی چاپلوسی کے لیے اور مال کی لالچ میں آیا، تو وہ بادشاہ کے گناہوں کے برابر دوزخ کی آگ میں گھسا۔

فائدہ: جو علماء سیٹھوں کے پاس چاپلوسی کے لیے اور ان کے مال کی لالچ میں جاتے ہیں، وہ بھی اس وعید میں داخل ہیں۔

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اِنَّ اَبْغَضَ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْعَالِمُ يَزُوْرُ الْعُمَّالَ (ایضاً 108)

مخلوق میں سب سے زیادہ نفرت اللہ تعالیٰ کو اس عالم سے ہے جو حاکموں اور رئیسوں سے ملاقات کرے۔

فائدہ: بزرگوں نے کہا ہے: بِئْسَ الْفَقِيْرُ عَلٰى بَابِ الْاَمِيْرِ وَنِعْمَ الْاَمِيْرُ عَلٰى بَابِ الْفَقِيْرِ۔ یعنی سب سے برا فقیر وہ ہے جو امیر کے دروازہ پر جاتا ہے اور سب سے اچھا امیر وہ ہے جو فقیر کے دروازہ پر جاتا ہے۔

علم دین کو تجارت بنانے والے علماء سوء کی مذمت:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّاُمَّتِىْ مِنْ عُلَمَاءِ السُّوْءِ يَتَّخِذُوْنَ هٰذَا الْعِلْمَ تِجَارَةً يَبِيْعُوْنَهَا مِنْ اُمَرَاءِ زَمَانِهِمْ رِبْحًا لِاَنْفُسِهِمْ لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَهُمْ (ایضاً ص 117)

خرابی ہے میری امت کے علمائے سوء کے لیے جو علم دین کو تجارت بنائیں گے اور اس کو اپنے زمانہ کے امیروں سے اپنی ذات کے نفع کے لیے بیچیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں نفع نہ دے۔

دین کے ذریعے دنیا طلب کرنے والوں کی مذمت:

حضرت امام محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ كَانَ مِنَ الْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا

جو لوگ دین سے دنیا طلب کریں وہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل ہیں۔ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں گم ہوگئی اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

(امام محمد فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد چہارم ص 536)

نوٹ: اَلْاَخْسَرِيْنَ سے آخر تک نظم قرآن پارہ 16، رکوع 3 سے ہے۔

کتمانِ علم کی مذمت ووعید

حق مسئلہ کو ذاتی مفاد یا دنیوی مصلحت کے تحت چھپانا شرعی نقطہ نظر سے قابل مذمت حرکت ہے۔اس کی وعید میں چند روایات پیش کی جاتی ہے:

علم چھپانے والے علماء کی مذمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَہ، ثُمَّ کَتَمَہ، اُلْجِمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص34)

جس شخص سے علم کی بات پوچھی گئی جسے وہ جانتا ہے پھر وہ اسے چھپالے یعنی نہ بتائے تو قیامت کے دن (اس کے منہ میں) آگ کی لگام لگادی جائے گی۔

حق مسئلہ چھپانے والا ملعون ہے:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کَاتِمُ الْعِلْمِ یَلْعَنُہ، کُلُّ شَیْءٍ حَتّٰی الْحُوْتُ فِی الْبَحْرِ وَالطَّیْرُ فِی السَّمَاءِ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص109)

علم چھپانے والے پر ہر چیز لعنت کرتی ہے یہاں تک کہ مچھلی پانی میں اور پرندے ہوا میں۔

کتمان علم کی مذمت:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَیُّمَا رَجُلٍ اٰتَاہُ اللّٰہُ عِلْمًا فَکَتَمَہ، اَلْجَمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص109)

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور وہ اس کو چھپائے تو خدائے تعالیٰ قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام لگائے گا۔

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ کَانَ عِنْدَہ، عِلْمٌ فَلْیُظْھِرْہُ فَاِنَّ کَاتِمَ الْعِلْمِ یَوْمَئِذٍ کَکَاتِمِ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ (ایضاً ص125)

جس شخص کے پاس علم ہو تو اس کو ظاہر کرے اس لیے کہ علم چھپانے والا قیامت کے روز محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل شدہ چیز (احکام خداوندی) کو چھپانے والے کی طرح ہوگا۔

حق چھپانے والے عالم کی نماز ناقابل قبول ہے:

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَ لَمْ يُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَه، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰۤئِكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا

(علامہ احمد بن حجر مکی: الصواعق المحرقہ ص 2)

جب فتنے ظاہر ہوں اور ہر طرف بد دینی پھیلنے لگے ایسے موقع پر عالم دین اپنا علم ظاہر نہ کرے اور اپنی کسی مصلحت یا مفاد کے لالچ میں خاموش رہے تو اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ نہ اس کا فرض قبول کرے گا اور نہ اس کی نفل۔

فائدہ: جو علماء حکم شرع جانتے ہوئے بھی پوچھنے والے کو کسی مصلحت سے مسئلہ نہیں بتاتے حالانکہ سائل کو اس کی حاجت ہوتی ہے یا موجودہ زمانہ میں جب کہ بے دینی بہت تیزی سے پھیل رہی ہے مگر وہ کسی مفاد کے پیش نظر بے دینوں کے خلاف اپنا علم ظاہر نہیں کرتے اور خاموش رہتے ہیں، وہ عالم ان حدیثوں سے نصیحت حاصل کریں۔

بے محل مسئلہ دریافت کرنے سے احتراز کرنا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سرکار مدینہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے اپنے حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت ایک اعرابی نے آپ سے کچھ دریافت کیا آپ نے فرمایا:

لَيْسَ هٰذِهٖ سَاعَةُ فَتْوٰى

یہ فتویٰ کا وقت نہیں ہے۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 144)

علماء کی توہین کرنے والوں کی مذمت

صحیح العقیدہ عالم کی توہین کرنے والا گویا اللہ و رسول ﷺ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ اَهَانَ الْعَالِمَ فَقَدْ اَهَانَ الْعِلْمَ وَ مَنْ اَهَانَ الْعِلْمَ فَقَدْ اَهَانَ النَّبِیَّ وَ مَنْ اَهَانَ النَّبِیَّ فَقَدْ اَهَانَ جِبْرِیْلَ وَ مَنْ اَهَانَ جِبْرِیْلَ فَقَدْ اَهَانَ اللّٰہَ وَ مَنْ اَهَانَ اللّٰہَ اَهَانَهُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اول ص 281)

جس نے عالم کی توہین کی بیشک اس نے علم دین کی توہین کی، جس نے علم دین کی توہین کی بیشک اس نے نبی کی توہین کی، جس نے نبی کی توہین کی یقیناً اس نے جبرائیل کی توہین کی، جس نے جبرائیل کی توہین کی بیشک اس نے اللہ کی توہین کی اور جس نے اللہ کی توہین کی قیامت کے دن اللہ اس کو ذلیل ورسوا کرے گا۔

عالم دین کو حقیر تصور کرنے والے کی مذمت:

عالم دین کی شان کے خلاف لب کشائی کرنا قابل مذمت اقدام ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

اَلْعَالِمُ سُلْطَانُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ فَمَنْ وَّقَعَ فِیْهِ فَقَدْ هَلَکَ

عالم دین زمین میں اللہ کی دلیل و حجت ہے تو جس نے عالم میں عیب نکالا وہ ہلاک ہوگیا۔

(علامہ علاء الدین علی متقی کنز العمال جلد دہم نصف اول ص 77)

علماء کے حقوق کو نظر انداز کرنے والوں کی مذمت:

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهٗ

جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں۔

(امام احمد رضا خان بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص 140)

عالم کو حقیر سمجھنے والے کی مذمت:

عالم دین کو حقیر خیال کرنے کے حوالہ سے حضرت علامہ محمد امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

مَنِ اسْتَخَفَّ بِالْعَالِمِ اَهْلَکَ دِیْنَہٗ   جس نے عالم کو حقیر سمجھا اس نے اپنے دین کو ہلاک کیا۔

(امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اوّل ص283)

فوائد: اعلیٰ حضرت پیشوائے اہلسنت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ عالم دین سے بلا وجہ بغض رکھنے میں بھی خوف کفر ہے اگرچہ اہانت نہ کرے۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص140)

اور تحریر فرماتے ہیں کہ اگر عالم دین کو اس لیے برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے جب تو صریح کافر ہے۔ اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے، گالی دیتا ہے اور تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق و فاجر ہے۔ اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب، خبیث الباطن اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے :مَنْ اَبْغَضَ عَالِمًا مِّنْ غَیْرِ سَبَبٍ ظَاھِرٍ خِیْفَ عَلَیْہِ الْکُفْرُ ۔جس نے کسی شرعی عذر کے بغیر عالم سے بغض رکھا اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ منح الروض کے مطابق وہ کافر ہو جائے گا۔ منح الروض الازہر میں ہے :اَلظَّاھِرُ اَنَّہٗ یَکْفُرُ (امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص140)

تنویر الابصار اور در مختار کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ فَالرَّافِعُ ھُوَاللّٰہُ فَمَنْ یَّضَعُہٗ یَضَعُہُ اللّٰہُ فِیْ جَھَنَّمَ (ایضاً جلد نہم ص59)   خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ وہ عالموں کے درجے بلند کرے گا تو عالم کو بلند کرنے والا اللہ ہے تو جو شخص اس کو گرائے گا اللہ اس کو دوزخ میں گرائے گا۔

تحریر فرماتے ہیں کہ مجمع الانھر میں ہے کہ۔

مَنْ قَالَ لِعَالِمٍ عُوَیْلِمٌ اِسْتِخْفَافًا فَقَدْ کَفَرَ (ایضاً جلد دہم ص395)   جو شخص کسی عالم کو مولویا اس کی تحقیر کے لیے کہے وہ کافر ہے۔

تحریر فرماتے ہیں کہ عالم کی خطا گیری اور اس پر اعتراض حرام ہے اور اس کے سبب رہنمائے دین سے کنارہ کش ہونا اور استفادہ و مسائل چھوڑ دینا اس کے حق میں زہر ہے۔ (ایضاً ص339)

فقیہ اعظم ہند حضرت صدرالشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ علم دین اور علماء کی توہین بے سبب یعنی محض اس وجہ سے کہ عالم علم دین ہے، کفر ہے۔ (مفتی امجد علی اعظمی: بہارشریعت حصہ نہم ص 131)

جاہل مفتی کی مذمت

بغیر علم کے فتویٰ دینے کی مذمت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُہٗ عَلٰی مَنْ اَفْتَاہُ (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 35)

جو بے علم فتویٰ دے اس کا گناہ فتویٰ پوچھنے والے پر ہے۔

فوائد: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ بے علم کے فتویٰ دینے سے پوچھنے والا گنہگار اس لیے ہوگا کہ وہی اس کے فتویٰ دینے کا سبب بنا۔ حدیث شریف کا یہ معنٰی اس صورت میں ہوگا جب کہ اَفْتٰی صیغہ معروف کے ساتھ ہو۔ اور اگر بصیغہ مجہول ہو یعنی اُفْتِیَ تو اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ جسے بغیر علم کے فتویٰ دیا گیا اس کا گناہ اس شخص پر ہوگا جس نے فتویٰ دیا اور یہ معنٰی زیادہ ظاہر ہے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی: اشعۃ اللمعات ج اول ص 168)

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ دوسری صورت اظہر و اصح ہے۔ یعنی جاہل نے عالم سے مسئلہ پوچھا تو عالم نے جواب دیا اور جاہل نے اس پر عمل کیا اور مسئلہ کا غلط ہونا نہیں جانا، اس کا گناہ مسئلہ بتانے والے پر ہوگا بشرطیکہ اس نے اپنی سمجھ سے بتایا ہو۔

(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اوّل ص 246)

حضرت عبیداللہ بن ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے:

اَجْرَاُکُمْ عَلَی الْفُتْیَا اَجْرَاُکُمْ عَلَی النَّارِ (علامہ علاءالدین علی متقی: کنزالعمال جلد دہم ص 106)

جو شخص تم میں فتویٰ پر زیادہ دلیر ہے وہ جہنم پر زیادہ دلیر ہے۔

بغیر علم کے فتویٰ دینے والا ملعون ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ لَعَنَتْہُ مَلَآئِکَۃُ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

جس نے بغیر علم کے فتویٰ دیا آسمان وزمین کے فرشتوں نے اس پر لعنت کی۔

(علامہ علاء الدین علی متقی: کنز العمال جلد دہم ص 111)

بغیر علم کے فتویٰ دینا گمراہی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ رُؤُسًا جُھَّالًا یُفْتُوْنَ النَّاسَ فَیُضِلُّوْنَ وَ یُضِلُّوْنَ (ایضاً ص 119)

آخری زمانہ میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے جو سردار اور جاہل ہوں گے۔ وہ لوگوں کو فتویٰ دیں گے خود گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو گمراہ کریں گے۔

مسئلہ بتانے کے وقت احتیاط کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑنے کی تاکید:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یٰاَیُّھَاالنَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَیْئًا فَلْیَقُلْ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یَعْلَمْ فَلْیَقُلْ اَللّٰہُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰہُ اَعْلَمُ

اے لوگو! جو شخص کچھ جانتا ہو وہ بیان کر دے اور جو نہ جانے تو کہہ دے کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ جسے تم نہ جانو تو کہہ دو کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔

(علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 37)

فوائد: یعنی عالموں کو اپنی لاعلمی ظاہر کرنے میں شرم نہیں کرنی چاہیے کہ انسان کی جہالت اس کے علم سے بہت زیادہ ہے جیسا کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا: **وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا** یعنی تم لوگ تھوڑا ہی علم دیئے گئے ہو۔ (بنی اسرائیل:85)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جبکہ منبر پر رونق افروز تھے تو آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ وہ گستاخ بولا کہ جب آپ نہیں جانتے تو منبر پر کیوں چڑھ گئے؟ آپ نے فرمایا کہ: میں اپنے علم کے لحاظ سے چڑھا ہوں اگر اپنی جہالت کے اعتبار سے چڑھتا تو آسمان پر پہنچ جاتا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے چالیس مسئلے پوچھے گئے جن میں سے آپ نے صرف چار کے جوابات اور چھتیس مسئلوں کے بارے میں فرمایا کہ: میں نہیں جانتا۔

(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص 257)

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ: آپ بیت المال سے اتنا اتنا روپیہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے علم کے لحاظ سے روپیہ لیتا ہوں اگر اپنی جہالت کے اعتبار سے لیتا تو بیت المال کا کل روپیہ لے لیتا۔ (علامہ ملا علی قاری: شرح فقہ اکبر ص 51)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں: علم الفتویٰ پڑھنے سے نہیں آتا جب تک کہ مدتہا طبیب حاذق کا مطب نہ کیا ہو۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد اول ص 231)

تحریر فرماتے ہیں کہ آج کل درسی کتابیں پڑھنے پڑھانے سے آدمی فقہ کے دروازے میں داخل نہیں ہوتا جبکہ واعظ جسے سوائے طلاقت لسان کوئی لیاقت جہاں درکار نہیں۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص 505)

مگر آج کل عام طور پر ہر وہ شخص جسے کسی مدرسہ سے عالم وفاضل کی سند مل جاتی ہے چاہے وہ جاہل ہی کیوں نہ ہو، اپنے آپ کو فتویٰ دینے کا اہل سمجھتا ہے۔ حلال وحرام کی پرواہ کیے بغیر جو کچھ سمجھ میں آتا ہے بے دھڑک بتا دیتا ہے۔ اسی طرح بہت سے جاہل مقرر جو تقریری کتابوں کے علاوہ بہار شریعت کو بھی کبھی ہاتھ نہیں لگاتے مگر چرب زبانی کے سبب عوام انہیں سب سے بڑا علامہ سمجھتے ہیں۔ جب ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے تو وہ اپنی بڑائی کا بھرم قائم رکھنے کے لیے اپنی طبیعت سے مسئلہ گڑھ کر بتا دیتے ہیں۔ نہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خوف کرتے ہیں اور نہ اپنی عاقبت کے برباد ہونے سے ڈرتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت امام محمد فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ آدمی چار طرح کے ہوتے ہیں:

اول: وہ جانتا ہے کہ میں جانتا ہوں تو وہ عالم ہے اس کی پیروی کرو۔

دوم: وہ جانتا ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ میں جانتا ہوں تو وہ سویا ہوا ہے اسے بیدار کرو۔

سوم: وہ نہیں جانتا ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو اس کو ہدایت کی ضرورت ہے

اسے ہدایت کرو۔

چہارم: وہ نہیں جانتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا ہوں تو وہ شیطان ہے، اس سے دور رہو۔ (امام محمد فخر الدین رازی: تفسیر کبیر جلد اول ص 278)

تفسیر بالرائے کی مذمت:

تفسیر بالرائے حرام ہے۔اس کی وعید میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما قال،قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم :من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم (علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 35)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن میں رائے زنی کی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کے بارے میں بغیر علم لب کشائی کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔

مفسر کو خصوصیت سے مندرجہ ذیل علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل ہونی چاہیے:

علم صرف، علم نحو، علم لغت، علم اشتقاق، علم معانی، علم بیان، علم بدیع، علم قرأت وتجوید، اصول فقہ، اصول تفسیر، علم اسباب نزول، علم ناسخ ومنسوخ، علم فقہ، علم حدیث، علم وہبی وغیرھم۔

درس حدیث میں احتیاط:

درس حدیث میں بھی رائے زنی حرام ہے۔اس بارے میں روایت ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اتقو االحدیث عنی الاما علمتم، فمن کذب علی متعمدًا فلیتبوأ مقعدہ من النار ((علامہ ولی الدین محمد: مشکوۃ ص 35)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے بات بیان کرنے سے بچو مگر جو تمہیں معلوم ہو۔ جس نے میری طرف عمداً جھوٹ کی نسبت کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔

عالم دین کی زیارت اور اس سے مصافحہ کرنا عبادت ہے:

علماء کی زیارت کرنا، ان سے مصافحہ کرنا اور ان کی محفل میں حاضری دینا عبادت ہے۔

حضرت امام محمد اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ:

النظر الی وجه الوالد عبادة، والنظر ال الكعبة عبادة، والنظر في المصحف عبادة، والنظر في وجه العالم عبادة، من زار عالماً فكانما صافحني ومن جالس عالماً فكانما جالسني ومن جالسني في الدنيا اجلسه الله معي يوم القيامة

(امام محمد اسماعیل حقی تفسیر روح البیان جلد اوّل ص 102)

باپ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے، بیت اللہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن کو دیکھنا عبادت ہے اور عالم دین کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ جس نے عالم دین سے مصافحہ کیا گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا۔ جو شخص کسی عالم دین کے پاس بیٹھا گویا وہ میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے میرے پاس بٹھائے گا۔

☆☆☆☆☆

باب دوم

متعلقات علم وعلماء

احترام علم:

احترام علم کے حوالہ سے چند اقوال سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

(۱) حضرت شمس الائمہ حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے یہ علم صرف تعظیم کی وجہ سے حاصل کیا ہے کیونکہ میں نے کاغذات ہمیشہ باوضو ہو کر پکڑے۔

(۲) حضرت شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ تعالیٰ پیٹ کے مرض میں مبتلا تھے۔ ایک رات علمی مسائل میں گفتگو کرتے رہے حتیٰ کہ اس رات میں سترہ بار وضو کیا کیونکہ آپ بغیر وضو کے دینی مسائل پر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ بار بار وضو کی وجہ یہ تھی کہ احترام بھی ایک نور ہے اور علم بھی نور ہے، گویا ایک نور سے دوسرے نور میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ طلب علم کی محنت و مشقت اور علمی دلچسپی ☆ استاد کی محنت و مشقت اور نگاہ فیض ☆ باپ کی رغبت علم و شفقت (اگر زندہ ہو)۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 48)

عباسی خلفاء میں سے ہارون الرشید ایک صاحب علم، علم دوست اور زاہد و عابد خلیفہ گزرا ہے۔ رات کو سونے سے قبل سو رکعت نوافل ادا کرنا اس کے معمولات میں شامل تھا۔ اس کے

بچوں سے متعلق احترام استاد کے حوالہ سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

خلیفہ ہارون الرشید نے اپنے صاحبزادے کو حضرت امام اصمعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حصول علم کے لیے بھیجا۔ ایک دن خلیفہ نے دیکھا کہ استاد (اصمعی) وضو کر رہے ہیں اور شہزادہ پانی ڈالنے کی خدمات انجام دے رہا ہے۔ خلیفہ نے استاد اصمعی سے مخاطب ہو کر کہا: حضور! میں نے اپنے لڑکے کو آپ کی خدمت میں علم و ادب حاصل کرنے کے لیے پیش کیا تھا، آپ یہ کون سا ادب سکھا رہے ہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ میرا لڑکا ایک ہاتھ سے پانی ڈالتا اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پاؤں دھوتا۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 30)

احترام استاد:

احترام معلم حصول علم کی چابی ہے۔ اس بارے میں اکابر کے چند ایک واقعات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت شیخ برہان الدین رحمہ اللہ تعالیٰ بخارا کے آئمہ میں سے ایک کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ دوران تدریس کئی بار وہ اٹھے۔ آخر بار بار اٹھنے کے بارے میں ان سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس ساتھ والی گلی میں میرے استاد محترم کا صاحبزادہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا ہے۔ جب (کھیل کے دوران) صاحبزادہ صاحب کو دیکھتا ہوں تو استاد کے احترام میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 45)

(۲) حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے استاد محترم حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کے احترام کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب سے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا ہے میں ہر نماز کے بعد ان کے لیے استغفار کرتا ہوں اور اپنے والد محترم کے لیے بھی۔ اور میں نے کبھی ان (اپنے استاد حماد صاحب) کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے اگرچہ میرے اور ان کے گھر کے درمیان سات گلیاں ہیں۔ (علامہ ابن حجر عسقلانی: الخیرات الحسان ص 197)

(۳) حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۰۶ء-۱۹۷۱ء) ممتاز عالم دین، مصنف، مدرس، مبلغ، محقق اور ترجمان اہل سنت تھے۔ آپ کو صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ استاد محترم کے آداب دل و جان سے

بجالاتے تھے۔شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے احترام استاد کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''جن دنوں حضرت مفتی صاحب میو ہسپتال (لاہور) میں تھے،راقم الحروف اور مولانا غلام رسول سعیدی بدظلہ مزاج پرسی کے لیے حاضر ہوئے۔حضرت مفتی صاحب نے دوران گفتگو فرمایا: میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مدرس تھا۔میں اور مولانا مفتی امین الدین بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑے شوق سے قوالی سنا کرتے تھے۔ایک دن قوال نے یہ شعر پڑھا:

کچھ پاس نہیں میرے، کیا نذر کروں میں تیرے
ایک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

یہ شعر سننا تھا کہ مفتی امین الدین صاحب نے جو کچھ پاس تھا،قوال کو پیش کردیا۔صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بلا کر باز پرس کی اور فرمایا: یا تدریس ہوگی یا قوالی۔حضرت کے اس ارشاد پر میں نے عرض کی: میں تدریس چھوڑ سکتا ہوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا۔یہ سنتے ہی حضرت جلال میں آگئے اور فرمایا: ''احمد یار خاں! میں تمہیں حکماً کہتا ہوں کہ قوالی سننا چھوڑ دو''۔اس کے بعد آج تک میں نے کبھی قوالی نہیں سنی۔اللہ اللہ! احترام استاذ کی ایسی مثالیں آج کہاں ملیں گی۔(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 58)

آدابِ معلم:

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آداب متعلم کے بعد آداب معلم بھی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔سطور ذیل میں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

☆۔طلباء پر باپ جیسی شفقت کرنا: استاد کو چاہیے کے طلباء کے ساتھ باپ جیسی شفقت ومحبت کا برتاؤ کرے۔نبی کریم ﷺ اپنی قوم کے لیے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں،آپ ﷺ کی شفقت ومحبت قوم پر مثالی تھی۔آپ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ — میں تمہارے لیے اسی طرح ہوں جس طرح باپ اولاد کے لیے ہوتا ہے۔ (علامہ علاء الدین علی متقی: کنزالعمال جلد نہم ص 512)

استاد کی طرف سے طلباء پر شفقت کے نتیجہ میں طلباء کی تربیت اور اصلاح کے علاوہ جذبہ اخوت بھی پروان چڑھے گا۔اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات:10) بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

☆۔شریعت کا عامل و مبلغ ہونا: استاد کو چاہیے کہ خود شریعت محمدیہ پر عامل ہو، دوسروں کو عمل کرنے کی ترغیب دے اور بے عملی کی وعید بیان کرے۔تبلیغ، تدریس اور اشاعت دین کے حوالے سے جملہ خدمات محض رضائے الٰہی کے لیے ہوں۔طلباء یا دیگر لوگوں پر ہرگز احسان نہ جتائے اور نہ ہی خدمات کا صلہ وصول کرے تاکہ آخرت میں اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام کا زیادہ سے زیادہ حقدار قرار پائے۔

☆۔طلباء کو علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی کی ترغیب دینا: استاد کو چاہیے کہ تدریس کے دوران حلقہ طلباء میں ظاہری علوم سے فراغت پر علوم باطنی (یعنی تصوف جو صرف اہل اللہ کی نگاہ فیض یا ان کی تصانیف کے مطالعہ سے حاصل کیا جا سکتا ہے) حاصل کرنے کی ترغیب دے تاکہ طلباء میں حصول علم کے ساتھ ساتھ عمل کا جذبہ بھی پیدا ہو اور طلب علم کا حقیقی مقصد پورا ہو سکے۔

☆۔طلباؤ کو معصیات ترک کرنے کا درس دینا: استاد کو چاہیے کہ طلباء کو نہایت شفقت ومحبت سے معصیات، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور رذائل ترک کرنے کی ترغیب دے۔انداز اصلاح میں شدت یا گرفت کا عنصر شامل نہ ہو، کیونکہ طبعی طور پر طلباء اس کام کو ترک کرنا ہرگز پسند نہیں کرتے جس امر میں شدت اختیار کی گئی ہو۔رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

لَوْ مُنِعَ النَّاسُ عَنْ مَتِّ الْبَعْرِ لَفَتُّوْهُ وَقَالُوْا مَانُهِيَنَا عَنْهُ اِلَّا فِيْهِ شَيْءٌ

اگر لوگوں کو مینگنی توڑنے سے روکا جائے تو وہ اسے ضرور توڑیں گے اور یہ بات کہیں گے کہ اس سے روکا گیا ہے لہٰذا اس کی کوئی وجہ ضرور ہے۔

☆۔دیگر علوم سیکھنے کی طلباء کو ترغیب دینا: ذمہ دار استاد کو چاہیے کہ غیر متعلق علوم وفنون سے طلباء کو نفرت نہ دلائے بلکہ ان کے حصول کی ترغیب دے۔مثلاً فقہ کا استاد علم حدیث اور تفسیر کی خامیاں بیان کرتا ہے کہ ان کا حصول محض نقل وسماع سے ہے لہٰذا ان کا حصول بے کار اور خواتین کا کام

ہے۔علم کلام کا استاد علم فقہ سے نفرت دلاتا ہے کہ یہ مسائل فروعی اور خواتین کے حیض ونفاس کے احکام پر مشتمل ہیں۔علم فقہ،علم کلام کے مرتبہ ومقام کو کیسے پہنچ سکتا ہے؟ الغرض دوسرے علوم کے حصول کی ترغیب دلانا استاد کی ذمہ داری ہے۔

☆۔طلباء کی نفسیات کے مطابق ان سے سلوک کرنا: استاد کو چاہیے کہ طلباء سے برتاؤ کرتے وقت اوران سے گفتگو کرتے وقت ان کی نفسیات کا ضرور لحاظ رکھے رسول رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

نَحنُ مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُّنْزِلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ وَنُكَلِّمَهُمْ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ

ہم انبیاء کرام کا گروہ ہیں،ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کو ان کے مراتب پر رکھیں اوران کی عقل ودانش کے مطابق ان سے گفتگو کریں۔

(علامہ علاءالدین علی متقی: کنزالعمال جلد ثالث ص111)

☆۔غبی طلباء کو علمی ابحاث میں نہ الجھانا: ذمہ دار اور کامیاب استاد کے لیے ضروری ہے کہ غبی اور غیر ذہین طلباء کو موٹی موٹی باتیں سمجھائیں۔علمی اور باریک مسائل کی ابحاث میں الجھانے کی ہرگز کوشش نہ کرے تاکہ وہ ہر بات کی تاویل کر کے معصیات کے ارتکاب کا شکار نہ ہوں اور فتنہ کا دروازہ نہ کھلے۔

☆۔قول وفعل میں مطابقت ہونا: استاد کو چاہیے کہ اپنے علم کے مطابق عمل کرے،اس کا فعل قول کے خلاف نہ ہو کیونکہ دورنگی کو اسلام پسند نہیں کرتا۔ارشاد خداوندی ہے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرۃ:۴۴)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا.

جس شخص نے برا طریقہ ایجاد کیا تو اس پر اس کے ایجاد کا گناہ ہے اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی گناہ ہے۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص30)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو آدمیوں نے کمر توڑ دی ہے: (۱) وہ عالم جس نے اپنی عزت کھو ڈالی (۲) وہ جاہل جو زاہد وعابد بن گیا۔

علامہ برہان الدین زرنوجی رحمہ اللہ تعالیٰ آداب معلم کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

☆راستہ میں چلتے وقت آگے نہ بڑھے☆استاد کی مسند پر نہ بیٹھے☆ان کی اجازت کے بغیر گفتگو شروع نہ کرے☆استاد کی موجودگی میں گفتگو کو طول نہ دے☆ان کی پریشانی کے وقت کوئی چیز دریافت نہ کرے☆ضیاع وقت کا خیال رکھے☆استاد کے دروازہ پر دستک نہ دے بلکہ دروازے پر کھڑا رہے حتیٰ کہ وہ خود باہر تشریف لائیں۔(علامہ برہان الدین: زرنوجی تعلیم المتعلم ص 44)

حقوق استاد:

حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شاگرد پر استاد کے حقوق بیان فرمائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

☆استاد سے پہلے بات نہ کرے☆اس کی مسند پر ہرگز نہ بیٹھے۔☆چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔☆ممکنہ حد تک اپنے مال سے اس کی خدمت کرے۔قبول کر لینے کی صورت میں اس کا احسان اور اپنی سعادت تصور کرے۔☆استاد کے حق کو اپنے والدین کے حقوق سے مقدم سمجھے۔☆ان سے عاجزو انکساری سے پیش آئے خواہ ان سے ایک حرف ہی پڑھا ہو۔☆اپنے استاد پر دوسروں کو ترجیح نہ دے، اگر اس نے ایسا کیا تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھول دی۔☆استاد سے ملاقات کے لیے تعظیماً دروازے پر دستک تک بھی نہ دے حتیٰ کہ وہ از خود گھر سے باہر آجائیں۔☆کسی صورت میں بھی گستاخی اور بے ادبی سے پیش نہ آئے۔☆کسی طرح سے بھی ایذاء نہ پہنچائے ورنہ علم کی برکت سے محروم ہو جائے گا☆جائز امور میں استاد کی نافرمانی جہنم کی راہ ہے۔(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل ص 67)

قرآن پاک میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ سے جو استاد کے حقوق ثابت ہوتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔طالب علم استاد کی خدمت میں خود حاضر ہو۔

☆۔اگر معلم طالب علم سے کسی اعتبار سے کم بھی ہو تو اتباع ضروری ہے۔

☆۔جس سوال سے استاد شاگرد کو منع کرے وہ سوال نہیں کرنا چاہیے۔

☆۔اگر استاد کے مزاج کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو اس کی معافی مانگ لی جائے۔

اوصاف معلم:

معلم مندرجہ ذیل اوصاف کا حامل ہونا چاہیے: (۱) بہت بڑا عالم ہو۔(۲) صاحب تقویٰ و پرہیزگار ہو۔(۳) تجربہ کار ہونے کے باعث سن رسیدہ ہو۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص36)

دوران تدریس استاد کی گفتگو کے آداب:

تدریس کے دوران طلباء کو مندرجہ ذیل آداب کا خیال رکھنا چاہیے:

☆۔خالی الذہن ہو کر استاد کی تقریر توجہ سے سننی چاہیے۔☆ استاد کے الفاظ کو بھی محفوظ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔☆ اگر تقریر مکمل طور پر سمجھ آ گئی ہو تو سکوت کرے ورنہ دوبارہ تقریر کرنے کے لیے عرض کرے۔☆ اگر تقریر کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو استاد کی تقریر کے اختتام پر وضاحت طلب کی جائے۔☆ استاد جس ترتیب سے تقریر کرے طلباء کو وہی ترتیب اختیار کرنی چاہیے۔☆ مغالطہ سے اجتناب کیا جائے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغالطوں سے منع فرمایا ہے۔☆ استاد کی تقریر کے اختتام پر طلباء تقریر کا اعادہ کریں تاکہ استاد غلطی کا ازالہ کر سکے۔☆ غیر متعلقہ اعتراضات سے اجتناب کیا جائے تاکہ ضیاع وقت سے بچا جا سکے۔☆ سبق کے اختتام پر طلباء استاد کی تقریر کو خوشخطی سے کاپیوں پر نوٹ کر لیں۔

تلامذہ کے حقوق:

طلباء کے چند ایک حقوق مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔حسن سلوک: طلباء کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مہمان ہوتے ہیں۔ان سے حسن سلوک سے اللہ و رسول خوش ہوں گے۔

☆۔شاگردوں کے لیے دعا کرنا: اساتذہ کرام ان کے لیے کامیابی کی دعا کریں۔حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا بیان ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا اور دعاء فرمائی: اے اللہ! اس کو قرآن کا علم عطاء فرما۔(بخاری)

☆۔شاگردوں کی حوصلہ افزائی: اساتذہ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا بیان ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ خواب میں مجھے دودھ کا پیالہ دیا گیا میں نے اس سے خوب سیر ہو کر نوش کیا پھر باقیماندہ دودھ عمر (رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) کو دیا۔صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا: دودھ سے مراد علم ہے۔(بخاری)

☆۔شاگردوں کی تحقیر سے اجتناب کرنا: بات بات پر ان کی تحقیر نہ کریں کیونکہ بار بار عزت نفس مجروح ہونے کے باعث انتقامی کاروائی کا امکان ہو سکتا ہے۔جس سے اساتذہ اور تلامذہ کے درمیان غلط فہمیاں پیدا ہوں گی۔

☆۔شاگردوں کی صلاحیتوں کو مدنظر رکھنا: ان کی لیاقتوں اور صلاحیتوں کے مطابق اہمیت دی جائے یعنی ذہین اور محنتی طلباء کو ان کی ذہانت ومحنت کے مطابق اسباق پڑھائے جائیں۔اسی طرح متوسط اور غبی طلباء کو ان کی حیثیت پر رکھا جائے۔

☆۔ہمہ وقت شاگردوں سے ناراضگی کا اظہار نہ کرنا: اگر تلامذہ کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ طور پر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اپنی انا کا مسئلہ بنا کر ہمیشہ کے لیے ناراض نہیں ہونا چاہیے۔اگر کسی معاملہ میں ناراضگی ہو بھی جائے تو وہ ناراضگی وقتی ہونی چاہیے نہ کہ دائمی۔

☆۔ذہن نشین نہ ہونے کی صورت میں طلباء کو دوبارہ سبق پڑھانا: اگر استاد کے ایک بار سبق پڑھانے سے ذہن نشین نہیں ہوا تو دوبارہ بلکہ سہ بار سبق پڑھانے میں ناراضگی کا اظہار نہ کرے۔اپنا فرض تصور کرتے ہوئے بخوشی اس فریضہ کو انجام دے۔

☆۔شاگردوں کے اعتراضات کو سننا اور جواب دینا: اگر تقریر کے اختتام پر سبق کا کوئی پہلو وضاحت طلب ہو تو شاگرد وضاحت کے لیے سوال کریں تو ناراضگی کا اظہار ہرگز نہ کرے کیونکہ سبق کے تشنہ پہلو کی وضاحت طلب کرنا طلباء کا حق ہے۔

آدابِ متعلّم:

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے آداب متعلّم کے حوالے سے خامہ فرسائی فرمائی ہے اوردس آداب بیان فرمائے۔جن کا خلاصہ سطور ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

☆ ۔طہارت نفس: طالب علم کا پہلا ادب یہ ہے کہ نفس کو اطوار بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک رکھے کیونکہ علم دل کی عبادت ہے۔نماز کے لیے جسم کا ظاہری طور پر طاہر و پاک ہونا ضروری ہے اسی طرح دل کا تصورات بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک ہونا لازمی ہے۔جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے اسی طرح جس دل کا صحن تصورات بد اور اوصاف مذمومہ سے پاک نہ ہو اس میں رحمت باری تعالیٰ کا نزول نہیں ہوتا۔اس طرح ایسا دل مکمل طور پر علم کا گہوارا بننے سے محروم رہے گا۔

☆ ۔دنیاوی تعلقات میں کمی کرنا: طالب علم کو چاہیے کہ دنیاوی تعلقات میں کمی کرے،وطن سے دور رہے اور عزیز و اقارب سے دوری کو پسند کرے تاکہ اس کا ذہن مکمل طور پر حصول مقصد حصول علم کی طرف متوجہ رہے۔دنیوی مشغولیت حصول علم کے لیے رکاوٹ ہے۔

☆ تکبر و غرور سے احتراز کرنا: طالب علم کو چاہیے کہ تکبر و غرور سے ہرگز کام نہ لے اور اپنے استاد محترم پر حکم نہ چلائے۔استاد محترم کے آداب بجالاتے ہوئے گفتگو کرے اور حلقہ درس میں بیٹھے۔

☆ ۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ایک جنازہ میں شامل ہوئے۔جنازہ سے فراغت پر آپ کی سواری پاس لائی گئی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ (جو جنازہ میں شامل ہونے کے لیے تشریف لائے تھے) نے سواری کی رکاب تھام لی۔حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن عم رسول! رکاب چھوڑ دیں،حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم علماء سے آداب و احترام بجالاتے ہوئے پیش آئیں۔حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے ہاتھوں کو چوم لیا اور کہا: ہمیں بھی اہل بیت کرام کے ساتھ اس طرح پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆ ۔اختلافی مسائل سے احتراز: طالب علم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کے اختلافی مسائل سے احتراز

کرے تاکہ حصول علم میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔اپنے استاد کی تقلید میں حصول علم کو عبادت قرار دے کر اسے حاصل کرے۔خاص طور پر مبتدی طالب علم کو اختلافی مسائل کی طرف مائل کرنے کی دعوت دینا ایسا ہے جیسے مضبوط ایمان والے شخص کو کفر کی طرف جانے کی ترغیب دی جائے۔

☆۔علوم مفیدہ میں کمال حاصل کرنا: طالب علم کو چاہیے کہ اپنی طاقت وبساط کے مطابق علوم مفیدہ کے حصول میں کمی نہ آنے دے تاکہ ان میں مہارت تامہ حاصل کرکے جہالت کے خاتمہ کی تحریک میں شامل ہو جائے۔باقی علوم بھی قدر ضرورت حاصل کرے تاکہ کسی موقع پر علوم مفیدہ کے لیے معاون ثابت ہو سکیں۔

☆۔علوم میں مراتب کا لحاظ: طالب علم کو چاہیے کہ حصول علم میں علوم وفنون کے مراتب کو ملحوظ خاطر رکھے۔افضل کو اولیت دے اور اس کے حصول کی طرف خصوصی توجہ دے کیونکہ انسان کی عمر اتنی نہیں ہوتی کہ تمام علوم وفنون کو کمال طور پر حاصل کر سکے۔

☆۔حصول کمال کے لیے مراتب علوم کا لحاظ: طالب علم کو چاہیے کہ حصول کمال کے لیے مراتب علوم کو ملحوظ خاطر رکھے یعنی جب تک ایک علم میں کمال حاصل نہ کرلے دوسرے کا آغاز نہ کرے تاکہ پہلا علم دوسرے کے حصول کے لیے معاون ثابت ہو۔

☆۔شرف علم کا سبب معلوم کرنا: طالب علم کو چاہیے کہ حصول علم کے ساتھ ساتھ شرف علم کے سبب پر بھی غور وفکر کرے۔کسی بھی علم کا شرف دو چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے: (۱) نتیجہ اور (۲) مضبوط دلیل۔مثلاً علم دین اور علم طب ہیں۔علم دین کا نتیجہ دائمی زندگی کا حصول جبکہ علم طب کا نتیجہ فانی زندگی کا حصول۔لہٰذا علم دین کو علم طب پر فوقیت وفضیلت حاصل ہوگی۔اور اسی طرح علم حساب اور علم نجوم کی مثال بیان کی جاسکتی ہے۔

☆۔علم سے اپنے باطن کو آراستہ کرنا: طالب علم کو چاہیے کہ ظاہری علوم کے حصول سے اپنے باطن کو بھی اس کے فیضان سے مزین وآراستہ کرے تاکہ فرشتوں اور مقربین بارگاہ خداوندی کے ساتھ اس کا روحانی علاقہ وتعلق قائم ہو جائے۔دنیوی مقاصد کے حصول کو ہرگز مطمح نظر نہ بنائے بلکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی اور اعلائے کلمۃ الحق ہو۔

☆ علم کی نسبت مقصد کی طرف کرنا: طالب علم جو بھی علم حاصل کرے اس کے حصول کی نسبت اصل مقصد (رضائے الٰہی، تبلیغ دین مصطفٰے، تصنیف وتالیف اور اشاعت دین) کی طرف کرے تاکہ حصول علم میں دورنگی کا عنصر شامل نہ ہو۔ (امام غزالی: احیاء العلوم جلد اوّل ص 144)

علماء اور طلباء کے لیے مفید باتیں:

طلباء اور اہل علم کے لیے چند مفید باتیں سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

☆ دین پر عمل کرنے کا معیار سلف صالحین کی تعلیمات ومعمولات ہیں۔ لہٰذا ہر موقع پر ان کے آداب کو پیش نظر رکھا جائے اور ان کی تنقیص سے احتراز کیا جائے۔ ☆ زیادہ کھانے سے جسم فربہ ہوجاتا ہے جبکہ دل کمزور پڑجاتا ہے۔ کم کھانے سے جسم کمزور پڑجاتا ہے لیکن دل قوی ہوجاتا ہے۔ ☆ علم کے ساتھ ساتھ شیخ کی صحبت میں بیٹھا جائے تاکہ عمل کا جذبہ اور اصلاح نفس ہوسکے۔ ☆ علماء کا غریب یا متوسط ہونا بہتر ہے کیونکہ امارت کے باعث دین وعمل سے دوری ہوجاتی ہے۔ ☆ فرض منصبی کو نہایت دیانتداری سے ادا کیا جائے۔ البتہ معاملات ومصارف میں ہمیشہ اعتدال ومیانہ روی کے دامن کو تھاما جائے۔ ☆ تکبر اور حرص دونوں سے اجتناب کرنا چاہیے تاکہ عزت نفس میں کمی نہ آئے۔ ☆ ہر وقت کاغذ اور قلم جیب میں محفوظ ہو تاکہ جب کوئی مضمون کسی سے سنے یا ذہن میں آئے تو اسے نوٹ کرلیا جائے۔ اس لیے کہ بعض اوقات کچھ مضامین ذہن میں آنے کے بعد محو ہوجاتے ہیں اور سنی ہوئی قیمتی بات بھول جاتی ہے۔ ☆ مشاغل کی بنا پر ذہن پر اعتماد کرنے کی بجائے لکھ لینا زیادہ بہتر ہے تاکہ شکوک وشبہات سے بچا جاسکے۔ ☆ وقت ضائع کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اگر کوئی کام نہ ہو تو گھریلو معاملات نپٹانے میں مصروف ہوجائے کیونکہ عام مجالس اور بازاروں میں بیٹھنا نقصان سے خالی نہیں۔ ☆ کسی سے ایسا وعدہ نہیں کرنا چاہیے جس کا ایفا نہ ہوسکے تاکہ نفرت کی فضاء قائم نہ ہو۔ ☆ لوگوں کی عیب جوئی کی بجائے اپنے عیوب کو دیکھنا چاہیے اور ان کے تدارک کی کوشش کرنی چاہیے۔ ☆ شیخ کی بات پر معترض نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی معاملے میں امتحان لے رہے ہوں۔ ☆ مصروفیت نعمت خداوندی ہے، لہٰذا ہمیشہ اپنے آپ کو مصروف رکھنا چاہیے تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا احترام ہو۔

☆عقل ودانش، علم وفضل، مال ودولت اور حسن وجمال وغیرہ پر کبھی غرور نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی عطاء ہیں جب چاہے وہ واپس بھی لے سکتا ہے۔☆ ہر کام کرنے سے قبل اپنے شیخ سے مشورہ کرنا چاہیے تاکہ بعد میں ندامت و پریشانی نہ ہو۔☆ اگر شیخ سے کوئی خلاف شرع عمل بھی صادر ہو جائے تو اعتراض سے گریز کرے بلکہ ممکن ہو تو نہایت ادب سے اصلاح کی نیت سے عرض کر دے۔☆ احکام شرع کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ دنیا وآخرت میں سرخروئی حاصل ہو سکے۔☆ جس شخص کی طبیعت میں تکبر وغرور ہوتا ہے وہ تعمیری کام کرنے سے محروم رہتا ہے لہٰذا تکبر وغرور جیسی لعنت کو اپنے قریب تک نہ آنے دینا چاہیے۔

علماء کے کرنے کے چار کام:

فارغ التحصیل علماء کو فضول گفتگو، فضول نشست و برخواست اور فضول وقت ضائع کرنے کی بجائے مندرجہ ذیل چار کاموں کی طرف توجہ دینی چاہیے:

☆۔وعظ: حسب ضرورت وعظ کیجئے۔وعظ مختصر، جامع، مطلب خیز اور اصلاحی ہونا چاہیے۔

☆۔تدریس: علماء کو طلباء کے سامنے مدرس کی حیثیت سے بیٹھ کر گفتگو کرنی چاہیے۔ان کی علمی ترقی اور اصلاح احوال کی کوشش کرنی چاہیے۔

☆۔امر بالمعروف: جب عوام میں بیٹھے ہوں تو ان کی اصلاح اور خیر خواہی کی غرض سے نیکی کی ترغیب دے اور برائی سے بچنے کا درس دے۔

☆۔تصنیف وتالیف: تصنیف وتالیف کے شعبہ کو اپنانا عمدہ ترین، قابل تقلید اور قابل تحسین عمل ہے۔اس لیے کہ تصانیف مستقل تبلیغ کا سبب بنتی ہیں اور نہایت قلیل عرصہ میں دنیا بھر میں پھیل جاتی ہیں۔گویا تصانیف عالمی سطح پر تبلیغ کا سبب بنتی ہیں۔(ایضاً)

علماءِ حق کی علامات:

حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علماء حق کی درج ذیل علامات بیان کی ہیں:

☆۔ اپنے علم کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بناتا ہو۔

☆۔ اس کے قول وفعل میں تضاد نہ ہو، جو کچھ لوگوں کو کہتا ہو اس پر خود بھی عمل کرتا ہو۔

☆۔ ایسے علوم وفنون میں مصروف رہتا ہو جو آخرت میں مفید ونافع ہوں۔

☆۔کھانے پینے اور لباس میں تکلف نہ برتتا ہو بلکہ عاجزی وانکساری کا مجسمہ ہو۔

☆۔ دنیادار حکام وسلاطین سے الگ تھلگ رہتا ہو کیونکہ حکام کے قرب کے سبب انسان غیر شرعی امور کا ارتکاب کر لیتا ہے۔

☆۔ فتویٰ دینے میں عجلت سے کام نہ لیتا ہو، مسئلہ بیان کرنے میں نہایت احتیاط برتتا ہو بلکہ اس کی خواہش ہو کہ یہ امور اس سے بڑا عالم انجام دے۔

☆۔ ظاہری علم کے ساتھ ساتھ اسے باطنی علم بھی حاصل ہو تا کہ ظاہری وشرعی اصلاح کے ساتھ باطنی احوال کی اصلاح کا بھی اہتمام کرتا ہو، جو کہ قرب خداوندی کا ذریعہ ہے۔

☆۔ اسے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر پورا یقین واعتماد ہو کیونکہ یہی یقین لازوال دولت ہے جو انسان کے لیے دارین میں منارہ نور کی حیثیت رکھتی ہے۔

☆۔ اس کا ہر عمل رضائے الٰہی کے لیے ہو، ہر کام کرتے وقت دل میں خوف خدا رکھتا ہو۔اس کی رفتار، گفتار، لباس اور عادات واطوار سے عاجزی ٹپکتی ہو۔

☆۔ اعمال اور حلال وحرام سے متعلق احکام ومسائل سے آگاہ ہو تا کہ ان پر عمل کرے۔اس کا عمل اس قدر خلوص کا حامل ہو کہ دوسرے لوگوں کو متاثر کرے۔

☆۔ علوم وفنون پر اس کی گرفت مضبوط ہو۔علوم میں بصیرت بھی حاصل ہو تا کہ مسئلہ بیان کرتے وقت شکوک وشبہات اور تذبذب کا شکار نہ ہو اور لوگوں کی اصلاح کا جذبہ کاملہ رکھتا ہو۔

☆۔ علامات بدعات سے مکمل طور پر واقف ہو، ان سے مکمل اجتناب کرتا ہو کیونکہ بدعات کے ارتکاب کے سبب گمراہی ملتی ہے۔(امام محمد غزالی: احیاء العلوم جلد اوّل ص 45)

ایک سنہری اصول:

اعلم ان طالب العلم لا ینال العلم ولا ینفع به الا بتعظیم العلم واهله وتعظیم الاستاذ وتوقیره (ایضاً ص42)	جاننا چاہیے طالب علم علم وعلماء کی تعظیم اور استاذ کے ادب واحترام کے بغیر نہ تو علم حاصل کر سکتا ہے اور نہ علم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

قال علی کرم اللہ وجھہ انا عبد من علمنی حرفا واحدا ان شاء باع وان شاء اعتق وان شاء استرق

جس نے مجھے ایک حرف کی تعلیم دی میں اس کا غلام ہوں، خواہ مجھے فروخت کر دے خواہ آزاد کر دے اور چاہے تو اپنا غلام بنا رکھے۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص43)

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

رایت احق الحق، حق المعلم وَاَوْجبه حفظا علی کل مسلم

لقد حق ان یھدی الیه کرامة لتعلیم حرف واحد الف درھم

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص27)

میں تمام حقوق سے استاد کے حق کو فائق تصور کرتا ہوں جس کا یاد رکھنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔ استاد کا حق یہ ہے کہ اس کی خدمت میں عزت واحترام سے علم کے ہر حرف کے عوض ہزار درہم پیش کیے جائیں۔

جہلاء کی اہل علم سے عداوت کی وجہ:

عام طور پر جہلاء اہل علم سے عداوت وبغض رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار میں بیان فرمائی:

مَا الفضل الا لاھل العلم انھم علی الھدی لمن استھدی ادلاء

صرف اہل علم فضیلت والے ہیں، کیونکہ وہی طالب ہدایت کے راہنما ہیں۔

وقدر کل امرء ما کان یحسنه والجاھلون لاھل العلم اعداء

اور آدمی جس چیز سے جاہل ہوتا ہے اس کا مخالف بن جاتا ہے، اسی لیے جہلاء علماء کے دشمن ہوتے ہیں۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص50)

صاحب تقویٰ طالب علم کے اصول:

صاحب تقویٰ طالب علم کے چند اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

☆ پیٹ بھر کر کھانا نہ کھانا۔ ☆ زیادہ سونے کی عادت نہ بنانا۔ ☆ فضول گفتگو سے پرہیز کرنا۔ ☆ ممکنہ حد تک بازار کے کھانا سے پرہیز کرنا۔ ☆ غیبت سے احتراز کرنا (یعنی فضولیات بکنے والے کے پاس بیٹھنے سے پرہیز کرنا)۔ ☆ اہل معصیت اور فسادیوں سے دور رہنا۔ ☆ دوران درس ومطالعہ قبلہ رخ بیٹھنا۔ ☆ سنت رسول ﷺ کو اپنانا۔ ☆ دعاء کو غنیمت تصور کرنا۔ ☆ مظلوموں کی بددعاء سے بچنا۔

سب سے معزز آدمی:

حضرت سعید بن ابی سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ عزت والا کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ عرض کیا گیا کہ ہم نے یہ دریافت نہیں کیا، فرمایا: سب سے زیادہ معزز نبی اللہ بن نبی اللہ بن خلیل اللہ ہے۔ (یعنی حضرت یوسف علیہ السلام)۔ عرض کیا گیا ہمارا یہ سوال بھی نہیں ہے: فرمایا: تو پھر کیا تم عرب کی کانوں کے بارے میں دریافت کرتے ہو؟ تم میں سے جو شخص زمانہ جاہلیت میں اچھا تھا وہی اسلام میں بھی اچھا ہے جبکہ وہ صاحب علم ہو۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 48)

کسی مسئلہ میں لاعلمی کا اعتراف بھی علم ہے:

دور حاضر کا المیہ ہے کہ جہلاء کو علامہ فہامہ قرار دے کر انہیں امام وخطیب تعینات کر دیا جاتا ہے۔ جب ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا ہے تو اپنی طرف سے کوئی مفروضہ بنا کر پیش کر دیتے ہیں جو نہایت قبیح عمل اور شرعی نکتہ نگاہ سے قابل گرفت فعل ہے۔ اس سلسلہ میں سطور ذیل میں شرعی نکتہ نظر پیش کیا جاتا ہے:

اگر کسی مسئلہ کی تحقیق نہ ہو یا وہ ذہن میں محفوظ نہ ہو تو اس بارے میں لاعلمی کا اظہار واعتراف کرنا بھی علم ہی ہے تاکہ مسئلہ غلط بتانے کی صورت میں قیامت کے دن مؤاخذہ نہ ہو۔ حضور انور ﷺ نے عملی طور پر اس کا درس دیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ "ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے سب سے اچھے مقام کے بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ پھر

اس نے سب سے برے مقام کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نہیں جانتا کہ (حضرت) عزیر (علیہ السلام) نبی تھے یا کہ نہیں اور میں نہیں جانتا کہ تبع ملعون تھا کہ نہیں"۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ دونوں روایات نزول وحی سے قبل کی ہیں لیکن جب وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے علم عطاء فرمایا تو آپ نے ازل سے ابد تک تمام حقائق کو کھول کر بیان فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "لوگو! جو بات تم جانتے ہو وہی کہو اور جو نہیں جانتے اس پر "اللہ اعلم" (اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے) کہو۔ اس لیے کہ علم کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انسان جو بات نہیں جانتا اس بارے میں لاعلمی کا اعتراف کرے"۔

حضرت امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: یہ ایک آفت ہے میں اسے نہیں جانتا۔ میں کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا، تو وہ بھی مشکل میں پڑ جاتے تھے۔ ہم تو بھیڑ بکریاں ہیں، اونٹوں میں ہمارا شمار نہیں۔ آپ کا لاعلمی کے اعتراف میں جواب سن کر شاگردنے عرض کیا: حضور! آپ کے جواب نے ہمیں شرمندہ کردیا۔ آپ نے فرمایا: فرشتے تو "لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا" کے جواب سے شرمندہ نہیں ہوئے تھے۔"

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر میں کتاب اللہ (قرآن) میں رائے زنی کروں تو کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کون سی زمین میرا بوجھ اٹھائے گی؟"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے کوئی مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے لاعلمی کا اعتراف کیا۔ اس شخص نے پشت پھیر کر کہا: عبداللہ نے کتنا خوبصورت جواب دیا! جس بات کا انہیں علم نہیں تھا اس کا اعتراف کر لیا"۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے جواب دیا: مجھے نہیں معلوم اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو علم نہ رکھنے کے باوجود علم کا دعویٰ کرے۔

امام شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس چیز میں

دل کے لیے کتنی ٹھنڈک ہے۔ عرض کیا گیا کہ حضور! کس چیز میں؟ فرمایا: وہ چیز یہ ہے کہ آدمی جو کچھ نہیں جانتا اس بارے میں لاعلمی کا اعتراف کرے"۔

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور آپ سے مخاطب ہو کر اس نے عرض کیا: حضور! میں چھ ماہ کی طویل مسافت کر کے حاضر ہوا ہوں اور میری قوم نے ایک مسئلہ دریافت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مسئلہ کیا ہے؟ اس نے مسئلہ بیان کیا تو آپ مسئلہ کے جواب میں کافی دیر تک غور کرتے رہے۔ آخر کار فرمایا: میں اس بارے میں نہیں جانتا۔ سائل نے عرض کیا: حضور! میں تو عقیدت و محبت سے اور آپ کو صاحب علم سمجھ کر حاضر ہوا تھا لیکن اب اپنی قوم کے پاس جا کر کیا جواب دوں گا؟ فرمایا: انہیں کہنا کہ میں تمہارے مسئلے سے ناواقف ہوں"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: "عالم جب لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) کہنا بھول جاتا ہے تو ٹھوکریں کھانے لگتا ہے"۔

حضرت عقبہ بن مسلم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چونتیس (۳۴) مہینے رہے۔ اس دوران برابر ملاحظہ کرتے رہے کہ اکثر مسئلوں میں لَا اَدْرِیْ کہہ دیا کرتے تھے"۔

حضرت ابو داؤد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لاعلمی کی صورت میں آدمی کا لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) کہنا نصف علم ہے"۔

حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: لَا اَدْرِیْ (میں نہیں جانتا) کہنا سیکھو، اَدْرِیْ (میں جانتا ہوں) کہنا نہ سیکھو کیونکہ لَا اَدْرِیْ کہو گے تو لوگ تمہیں سکھائیں گے اور درایت پیدا ہوگی۔ اگر اَدْرِیْ ہی کہتے رہو گے تو تم سے سوال ہوتے رہیں گے، آخر تمہارا علم ختم ہو جائے گا اور آخر کار حقیقتاً لَا اَدْرِیْ کی منزل تک پہنچ جاؤ گے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص ہر مسئلہ میں فتویٰ دیتا ہے وہ دیوانہ ہے"۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص فتویٰ دینے میں جتنا جری ہوتا ہے، وہ اتنا ہی کم علم ہوتا ہے"۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 162 تا 166)

غیر مفید علم سے پناہ:

نافع علم کی آرزو کرنا اور غیر مفید علم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا سنت رسول ﷺ ہے۔اس حوالہ سے چند روایات سطور ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک یہ بھی ہے:

اے پروردگار! میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو غیر نافع ہو، میں اس دعاء سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو قبول نہ ہو، میں اس دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نرم نہ ہو اور میں اس نفس سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو سیر نہ ہو۔ اے اللہ! میں ان چاروں سے تیری پناہ مانگتا ہوں"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

تم علم نافع کی آرزو کرو اور غیر مفید علم سے اللہ کی پناہ مانگو"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا ﷺ بیدار ہوتے وقت یوں دعا مانگا کرتے تھے:

"اے اللہ! مجھے علم نافع، رزق حلال اور عمل مقبول عطاء فرما"۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قیامت کے دن سب سے زیادہ ذلیل وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع نہ اٹھایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو دیا جائے گا جس نے اپنے علم سے استفادہ نہ کیا ہوگا"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"غیر نافع علم کی مثال اس خزانہ کی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

حسبی بعلمی ان نفع ۔۔۔ ماالذل الا فی الطمع

میرا علم نافع ہو تو کافی ہے، ذلت و رسوائی صرف لالچ میں ہے۔

من راقب اللہ رجع عن سوء ما کان منع

جو شخص اللہ تعالیٰ سے خوف کرتا ہے وہ عمل بد سے تائب ہو جاتا ہے۔

ماطار شیٔ فارتفع الا کما طار وقع

جو چیز پرواز کر کے بلند ہوتی ہے آخر وہ نیچے گرتی ہے۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ نے علم نافع کے بارے میں یوں دعا کی:

''اے اللہ! تو ہمیں علم نافع بخش، علم سے زینت عطا فرما اور عافیت سے سنوار دے''۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''علم نافع سے بہتر کوئی چیز نہیں اور غیر نافع علم سے زیادہ ضرر نقصان کوئی چیز نہیں''۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 21)

عالم دین کی توہین وتذلیل کی مذمت کے بارے میں اہم فتاویٰ:

علماء کی توہین کا اقدام قابل مذمت ہے، اس بارے میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں اگر کوئی شخص کسی عالم یا مولوی یا حافظ کو بلا وجہ اور بلا قصور بدنام کرے اور آپ لوگوں کے روبرو ناخواندہ آدمی اچھا بنے اور اپنی عقل کے روبرو عالم کو جاہل اور ذلیل سمجھنا اور عالم کی حقارت کرنا۔ لوگوں کی جماعت میں بیٹھ کر اپنے آپ کو بہت ذی مرتبہ خیال کرنا اور عالم وغیرہ سب کو برا بھلا کہنا۔ غرض کہ ہر شخص کو برا کہنا اور ہر شخص پر اعتراض کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: سخت حرام گناہ اور اشد کبیرہ۔ عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ اس کی تحقیر معاذ اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی، موجب لعنت الٰہی وعذاب الیم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ثلاثة لا یستخف بحقهم الا منافق بین

النفاق ذوالشیبة فی الاسلام و ذوالعلم والامام المسقط۔ تین شخصوں کے حق ہلکا نہ جانے گا مگر منافق کھلا۔ایک وہ جسے اسلام میں بڑھاپا آیا، دوسرا علم والا اور تیسرا بادشاہ اسلام عادل۔ بلا وجہ شرعی کسی سنی المذہب کو برا کہنا یا اس کی تحقیر کرنا جائز نہیں کہ اس میں مسلمان کی ناحق ایذا ہے اور مسلمان کو ناحق ایذاء خدا ورسول کی ایذاء ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من اذی مسلماً فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ۔ جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی۔رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ عنہ بسند حسن۔ ہر ایک کو برا وہی کہے گا جو خود نہایت برا اور بدتر ہوگا۔رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان ولا الفاحش ولا البذی۔ مومن لعن طعن کرنے والا، بے حیا اور فحش گو نہیں ہو سکتا۔رواہ البخاری فی الادب المفرد والترمذی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لا یبغی علی الناس الا ولد بغی والا من فیه عرق منه: لوگوں پر ظلم وتعدی صرف حرامی کرے گا یا جس میں کوئی رگ ولادت زنا کی ہے۔رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ بسند حسن۔ رہا اپنے آپ کو بہتر سمجھنا یہ تکبر ہے۔اس کے لیے یہی آیت کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: الیس فی جہنم مثوی المتکبرین؟ کیا نہیں ہے دوزخ میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا یعنی ضرور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل ص138)

علم عبادت سے افضل ہے:

حصول علم عبادت سے افضل ہے۔اس بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ تین احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

☆۔العلم افضل من العبادۃ، رواہ الخطیب۔علم عبادت سے افضل ہے۔

☆۔العلم خیر من العبادۃ۔عن ابی ہریرہ۔علم عبادت سے بہتر ہے۔

☆۔العلم افضل من العمل۔رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔علم ہر نیک کام سے افضل ہے۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل ص185)

علماء کو گالی بکنے اور مخالفت کی وعید:

علماء کو گالی بکنے اور بلا عذر مخالفت کرنے کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں اگر کوئی عالم وفقیہ کو گالی دے یا حقارت کرے تو اس کے اوپر حکم کفر جاری ہوگا یا نہیں؟ اکثر عوام الناس اس زمانے میں عالموں کو گالی دیتے اور حقارت اور غیبت کرتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: غیبت تو جاہل کی بھی سوا امور مخصوصہ کے حرام قطعی وگناہ کبیرہ ہے۔ قرآن عظیم میں اسے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا فرمایا۔ اور حدیث میں آیا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا ان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ۔ غیبت سے بچو کہ غیبت زنا سے بھی سخت گناہ ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی تھی۔ رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ وابوالشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔ یونہی بلاوجہ شرعی کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: بحسب امرء من الشران یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ: آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت (کافی) ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز حرام ہے خون، آبرو و مال۔ رواہ مسلم عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ۔ اسی طرح کسی مسلمان جاہل کو بھی بے اذن شرع گالی دینا حرام قطعی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: سباب المسلم فسوق۔ مسلمان کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ روی البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اور فرماتے ہیں ﷺ: سباب المسلم کالمشرف علی الھلکۃ، مسلمان کو گالی دینے والا اس شخص کی مانند ہے جو عنقریب ہلاکت میں پڑا چاہتا ہے۔ رواہ الامام احمد والبزار عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنھما بسند جید۔ اور فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ: من اذی مسلما فقد اذانی ومن اذانی فقد

اذی اللہ جس نے کسی مسلمان کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن۔ جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علماء کرام کی شان تو ارفع واعلیٰ ہے۔ حدیث رسول ﷺ میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: "لا یستخف بحقھم الا منافق" علماء کے حق کو ہلکا نہ جانے گا مگر منافق۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر عن امامۃ رضی اللہ عنہ۔ دوسری حدیث میں ہے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: لا یستخف بحقھم الا منافق بین النفاق ان کے حق کو ہلکا نہ سمجھے گا مگر کھلا منافق۔ رواہ الشیخ فی التوبیخ عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: لیس من امتی من لم یعرف لعالمنا حقہ۔ یعنی جو ہمارے عالم کا حق نہ پہچانے وہ میری امت سے نہیں ہے۔ رواہ احمد والحاکم والطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر اگر عالم کو برا کہتا ہے کہ وہ عالم ہے تو صریح کافر ہے اور اگر بوجہ علم اس کی تعظیم فرض جانتا ہے مگر اپنی کسی دنیوی خصومت کے باعث برا کہتا ہے گالی دیتا ہے تحقیر کرتا ہے تو سخت فاسق وفاجر ہے۔ اور اگر بے سبب رنج رکھتا ہے تو مریض القلب، خبیث الباطن ہے اور اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ خلاصہ میں ہے: من ابغض عالما من غیر سبب ظاہر خیف علیہ الکفر۔ منح الروض الازھر میں ہے: الظاھر انہ یکفر. واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل 140)

صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ علماء کی تحقیر وتذلیل کرنے اور اس کے نتائج وعواقب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

سوال: ایک شخص داڑھی منڈا جو نہ کبھی نماز پڑھتا نہ داڑھی رکھتا ہے، اُس عالم کی شان میں جو قرآن وحدیث کا وعظ بیان فرما رہا ہے اور لوگوں کو منہیات شرعیہ سے روکتا ہے۔ اُس کے خلاف میں ایسی غزلیں جو بالکل خلاف مذہب اسلام اور شرع ہیں لکھ کر اُس مسجد میں پڑھتا ہے جہاں کہ لوگ وعظ سُن کر متاثر ہو رہے تھے۔ اور لوگوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ مولویوں کا

وعظ مت سنو۔ اپنے شعر میں مولویوں کی توہین کرتا ہے اور ان کو کافر کہتا ہے۔ ایسا شخص از روئے شرع کیسا ہے؟

جواب: داڑھی منڈانا، نماز ترک کرنا فسق ہے۔ اور عالمِ اہل سنت کے وعظ سے لوگوں کو روکنا منع اور سخت جرم اور عالم کی توہین اشد حرام اور نہایت خطرناک ہے۔ اگر اُس کے لیے کوئی سبب دنیوی یا اُخروی نہ ہو۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری میں ہے: من ابغض عالما غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر قلت الظاهر انه یکفر لا نه اذا ابغض العالم من غیرِ سبب دنیوی و اُخروی فیکون بغضه لعلم الشرعی هو لاشک فی کفر من انکر فضلاً عمن ابغضه۔ یعنی خلاصہ میں ہے کہ جو شخص بغیر سبب ظاہر کسی عالم کو مبغوض رکھے اُس پر کفر کا خوف ہے۔ حضرت علامہ فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ جب اُس نے بغیر دینی و دنیوی سبب کے عالم سے بغض رکھا تو یہ بغض علم دین کی وجہ سے ہوا اور علم دین کا منکر بھی کافر ہے چاہیے کہ اُس کو مبغوض رکھنے والا۔ اسی شرح فقہ اکبر میں ہے: ان قال لعالم مویلم او لعلوی علیوی بصیغة التصغیر فیهما کما قیده' بقوله قاصداً به الا ستخفاف کفر یعنی کسی نے عالم دین کی تحقیر و تذلیل کے قصد سے تصغیر کے الفاظ استعمال کیے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی نے عالم کو تحقیر کے لیے تصغیر کے صیغہ سے پکارا اور اُس کا نام گھٹا کر لیا وہ کافر ہو گیا۔ اللہ پناہ میں رکھے۔ بے قید لوگوں کی عادت ہے کہ علماء دین کو ملا تا وغیرہ استخفاف و تحقیر کے الفاظ کہہ گزرتے ہیں اور انہیں پتہ نہیں ہوتا کہ اس میں اپنے ہی ایمان کا خلل ہے۔ ایک عالم اپنی کتاب کہیں رکھ کر تشریف لے گئے تھے تو ایک شخص نے اُن سے کہا کہ آپ اپنی آری چھوڑ گئے! یہ کہنے پر امام فضلی نے اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اسی شرح میں ہے: امر الامام الفضلی من قال لفقیہ ترک کتاب وذهب ترکت المنشار هنا وذهبت کفر۔ خانیہ میں ہے: رجلان بینهما خصومة فقال احدهما لأ خر بیانا بعلم رویم فقال لا خر من علم چه دانم قال ابو بکر القاضی یکفر المجیب لانه یستخف بالعلم۔ یعنی دو آدمیوں میں جھگڑا تھا ایک نے دوسرے سے کہا آؤ علم کی طرف چلیں۔ دوسرے نے کہا میں علم کو کیا سمجھتا ہوں۔ قاضی ابو بکر نے فرمایا یہ دوسرا کافر ہو گیا کیونکہ اس نے علم کا استخفاف کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ علماء کی تحریر وفتویٰ کو کہہ دینا کہ نہیں مانتے یا یہ ٹھیک نہیں ہے، اس پر تعزیر ہوتی ہے۔لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ علماء کے جھٹلانے اور اُن کے بتائے ہوئے مسائل کی تکذیب کرنے پر جری ہو گئے ہیں۔اور ایسے بیہودہ کلمات اکثر زبان پر لے آتے ہیں چاہیے کہ اس سے احتیاط کریں۔سوال میں بھی یہ ذکر ہے کہ وہ شخص علماء کی تعلیم اور اُن کے وعظ سے روکتا ہے اور علماء کی توہین کرتا ہے اس کو چاہیے کہ توبہ کرے۔

(صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی: مجموعہ فتاویٰ 41)

فتویٰ نویسی میں احتیاط:

دور حاضر کا عظیم المیہ اور لمحہ فکریہ ہے کہ چند حقیقت پسند علماء اور مدارس کے علاوہ سفارشوں، مصلحتوں، رشوتوں اور جہالتوں کی بنا پر فتویٰ نویسی کرتے ہیں۔فتویٰ نویسی میں احتیاط کے حوالے سے اکابر کے چند اقوال سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک سو بیس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔صحابہ کسی مسجد میں جمع ہوتے تو ہر صحابی فتویٰ دینے یا حدیث بیان کرنے سے گھبراتا تھا۔ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی کہ کوئی دوسرا صحابی مسئلہ بیان کرے یا فتویٰ دے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اگر ممکن ہو تو ہمیشہ دوسروں کی بات سنو خود کچھ نہ کہو، تو ایسا ہی کیا کرو"۔

محمد بن ایاس رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ریگستان میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے پہلے تین طلاقیں دے دی ہیں۔آپ کا اس بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اس سلسلہ میں ہماری کوئی رائے نہیں البتہ آپ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے جا کر دریافت کریں"۔(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 249)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جو شخص ہر مسئلہ میں فتویٰ دیتا ہے

وہ دیوانہ ہے"۔

حضرت سحنون بن سعید رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "سب سے زیادہ فتویٰ دینے کی جرأت اسے ہوتی ہے جس کے پاس سب سے کم علم ہوتا ہے"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تین قسم کے آدمی فتویٰ دیتے ہیں: (۱) ناسخ و منسوخ کے عالم (۲) امت کے حکام اور (۳) احمق لوگ"۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 249)

حصول علم کے موانع اور ان کا تدارک

رئیس المتکلمین حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ (والد گرامی امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ) نے "حصول علم کے موانع اور ان کا تدارک" کے حوالے سے سیر حاصل بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بھلائی دونوں جہان کی علم سے حاصل ہوتی ہے اور سعادت دارین بوسیلہ اس صفت کے ہاتھ آتی ہے۔ جاہل درحقیقت حیوان مطلق ہے کہ فصل انسان کی ناطق ہے۔ پس آدمی کو لازم ہے کہ اس دولت عظمیٰ کی تحصیل میں کوشش کرتا رہے اور اس کے موانع کو دفع کرے۔ اور موانع اس صفت کے آٹھ ہیں: مانع اول: شیطان جس قدر عداوت علم سے رکھتا ہے اور صفت سے نہیں رکھتا اور جس قدر وسوسے اس کام سے روکنے کے لیے دل میں ڈالتا ہے کسی (دوسرے) کام سے روکنے کے لئے نہیں ڈالتا۔ مگر طریق دفع اس کا سہل ہے کہ جب مسلمان علم کی فضیلت و بزرگی اور طلب علم کے ثواب کا تصور کرے گا شیطان کی بات ہرگز نہ سنے گا۔ آیت وحدیث کے مقابلہ میں اس ملعون کا وسوسہ تصور کرے گا شیطان کی بات ہرگز نہ سنے گا۔ ایت وحدیث کے مقابلہ میں اس ملعون کا وسوسہ کیا اعتبار رکھتا ہے؟ دوم: نفس کہ محنت و مشقت سے متنفر اور آسائش و راحت کی طرف مائل ہے لیکن جب آدمی خیال کرتا ہے کہ دنیا دار فانی اور آخرت عالم جاودانی ہے۔ اگر یہاں طلب علم میں تھوڑی محنت کہ ہزاروں لطف و کیفیت سے خالی نہیں، اختیار کروں گا اس عالم میں بڑے بڑے مرتبے پاؤں گا تو محنت و مشقت اُسے سہل ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعد ایک عرصہ کے ایسا مزہ اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک روز کتاب نہیں دیکھتا دل بے چین ہو

جاتا ہے۔ سوم: خلق کہ تعلق اس سے تحصیل علم کو مانع ہوتا ہے لیکن ابتداء میں تھوڑا وقت اس کام کے واسطے خاص کر سکتا ہے اور جب کیفیت علم کی حاصل ہوتی ہے از خود کتاب کے سوا تمام عالم سے نفرت ہو جاتی ہے۔

همنشینے به از کتاب مخواه که مصاحب بود گهه و بیگاه

اینچنیں همدم و رفیق که دید که زنجید و هم نرنجانید

مانع چہارم: طلب عزت: اور ادنیٰ تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ عزت دنیا کی عزت آخرت کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ جو شخص دنیا کے لیے علم کو کہ عزت آخرت کا سبب ہے ترک کرتا ہے درحقیقت اپنی جان ذلت میں ڈالتا ہے۔ اور جو علم کو دنیا کی جاہ و حشمت پر ترجیح دیتا ہے خدائے عزوجل اُسے دنیا کی عزت بھی عنایت کرتا ہے۔ ابو اسود کہتے ہیں کہ علم سے کسی چیز کی عزت زیادہ نہیں۔ بادشاہ سب لوگوں کے حاکم ہیں اور علماء بادشاہوں کے۔ دیکھو اِس زمانہ میں بھی جو کچھ علماء لکھ دیتے ہیں حکام وقت اہلِ اسلام کے مقدمات میں اُس پر عمل کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ سلیمان علیہ السّلام کو علم اور مال میں مخیّر کیا گیا کہ ملک و مال لو یا علم اختیار کرو آپ نے علم اختیار کیا ملک و مال بھی حاصل ہوا۔ اے عزیز! علم سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ آدم علیہ السّلام کو علم اسماء نے مسجود ملائکہ اور حضرت خضر کو علم لدنی نے استاذی موسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السّلام کو علم تعبیر نے مصر کی بادشاہی اور سلیمان علیہ السّلام کو علم منطق الطیر نے بلقیس جیسی عورت اور مریم کو علم عیسیٰ علیہما السّلام نے تشنیع قوم سے نجات دی۔ ایک نکتہ علمی نے مور ضعیف کا یہ مرتبہ کیا کہ پروردگار نے اُس کا قصہ قرآن میں بیان فرمایا۔ جو شخص علم کی قدر و منزلت جانتا ہے سلطنت ہفت کشور اس کے نزدیک کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی۔ نقل ہے کہ ایک امیدوار بادشاہ کے دربار میں گیا۔ بادشاہ نے کہا تو جاہل ہے ہماری خدمت کے لائق نہیں۔ اُس نے امام غزالی سے علم حاصل کیا اور اس کی لذت اور دنیا کی آفت اور صحبت ملوک و امراء کی مضرت سے واقف ہوا۔ ایک روز بادشاہ نے اُسے بلایا اور امتحان کے بعد فرمایا: اب تو ہماری ملازمت کے لائق ہو گیا جو عہدہ چاہے حاضر ہے۔ اس نے کہا: جب میں آپ کے کام کا نہ

تھااوراب آپ میرے کام کے نہیں، جب آپ نے مجھے پسند نہ کیااوراب میں آپ کو پسند نہیں کرتا۔ مانع پنجم: تحصیل مال: اور ظاہر ہے کہ ثروت فانی اس دولت باقی کے برابر نہیں ہو سکتی۔ مال رہ جاتا ہےاور علم قبر میں ساتھ جاتا ہےاور ہر وقت مدد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ بہشت میں لے جاتا ہے۔ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہےاور علم پڑھانے سے بڑھتا ہے۔ مالدار مال کا نگہبان ہےاور علم عالم کی نگہبانی کرتا ہے۔ علاوہ بریں جو شخص خدا کے واسطے تحصیل مال پر طلب علم کو ترجیح دیتا ہے خدا اُسے محتاج نہیں رکھتا۔ امام غزالی احیاء العلوم میں روایت کرتے ہیں: من تفقه فی دین اللّٰه عزو جل کفاه اللّٰه تعالٰی ماهمه ورزقه من حیث لا یحتسب جو شخص دین خدا میں دانائی حاصل کرتا ہے خدائے تعالےٰ جل شانہ اُس کو اُس چیز سے کہ غمگین کرے، کفایت کرتا ہےاور اُس کو ایسی جگہ سے کہ نہیں جانتا رزق پہنچاتا ہے۔ مانع ششم: خطر مآل: کہ جب آدمی قلت عمر اور کمی فرصت کو خیال کرتا ہے گھبرا کر کہتا ہے کہ علم بحر بے کنار ہے اس تھوڑے وقت میں عبور اُس سے دشوار ہےاور یہ محض جہالت ہے۔ ہر چند کمال اس دولت کا کسی کو حاصل نہیں ہوتا یہاں تک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے: قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ٥ مگر کوئی طالب علم محروم بھی نہیں رہتا۔ نتیجہ عام علوم دینیہ کا کسی حد پر موقوف نہیں جس قدر حاصل ہوگا فائدہ بخشے گا۔ بالفرض اگر مطلب کو نہ پہنچے گا اور اس طلب میں مر جائے گا، قیامت کے دن علماء کے گروہ میں اُٹھے گا۔ یہ فائدہ کیا کم ہے جو مآل کا اندیشہ اور غم ہے۔ وللّٰہ در من قال درراہ تو بمیرم گرچه تر انه بینم . بارے خلاص یابم از ننگ زندگانی. فقیہ ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں کہ: جو شخص عالم کی مجلس میں جاوے اُس کو سات فائدے حاصل ہوتے ہیں اگر چہ اُس سے استفادہ نہ کرے۔ اوّل: جب تک اس مجلس میں رہتا ہے گناہوں اور فسق و فجور سے بچتا ہے۔ دوم: طلبہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ سوم: طلب علم کا ثواب پاتا ہے۔ چہارم: اس رحمت میں کہ جلسہ (مجلس) علم پر نازل ہوتی ہے، شریک ہوتا ہے۔ پنجم: جب تک علمی باتیں سنتا ہے عبادت میں ہے۔ ششم: جب کوئی دقیق بات اُن کی اس کی سمجھ میں نہیں آتی دل اس کا ٹوٹ جاتا ہےاور شکستہ دلوں میں لکھا جاتا ہے۔ ہفتم: علم و علماء کی عزت اور جہل و فسق کی ذلت

سے واقف ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں جو ثواب کہ عالم کی زیارت اور اُس کی مجلس میں حاضر ہونے پر موعود ہے اس سے علاوہ ہے۔ مانع ہفتم: نہ ملنا استاد شفیق کا۔ مانع ہشتم: فکر معاش اور مراد اُس سے بقدر ضرورت ہے کہ زائد زائد ہے۔ اور یہ دونوں بہ نسبت اور موانع کے قوی ہیں کہ جب استاد شفقت سے نہ پڑھاوے گا شاگرد کو کیا آویگا اور جس کو رزق نہ ملے گا علم پر کس طرح محنت کریگا ع

پراگندہ روزی پراگندہ دل

اور بڑی وجہ اُن کی قوت کی یہ ہے کہ دفع اُن کا طلبہ کے اختیار میں نہیں ہاں رؤساء کرام اور اغنیاء اہل اسلام اگر ایک دو مدرس اور کسی قدر وظیفہ طلبہ کے واسطے مقرر کردیں تو طلبہ اُن دونوں موانع سے نجات پاکر بفراغ خاطر طلب علم میں کوشش کریں۔ اور جس قدر ثواب پڑھانے اور پڑھنے والوں کو کہ حد ونہایت نہیں رکھتا ملے اس قدر بلکہ اس سے زیادہ مدرسہ جاری کرنے والوں خصوصاً اس شخص کو جو اوروں کو اس امر خیر کی ترغیب دے، حاصل ہو۔ صحیح حدیث میں آیا ہے: الدال علی الخیر کفاعلہ بھلائی پر دلالت (راہنمائی) کرنے والا مانند بھلائی کرنے والے کے ہے۔ سوا اس کے صحاح ستہ کی اور کئی حدیثیں بھی اس مضمون پر دلالت (راہنمائی) کرتی ہیں۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ اور یہ بھی سمجھ لو کہ اجرا عمال کا باعتبار اوقات واحوال کے مختلف ہوتا ہے۔ اسی واسطے ثواب صحابہ کرام کا جنہوں نے ابتداء اسلام میں ترویج علم اور تائیدوں میں جاں نثاری اور کوشش کی اور لوگوں کے ثواب سے مراتب زیادہ ہیں۔ پس جو لوگ اس زمانہ میں کہ وقت غربت اسلام ہے ترویج علم اور تائید دین میں کوشش کریں گے اگلے بادشاہوں اور امیروں سے جنہوں نے اس باب میں سعی کی وہ زیادہ ثواب پادیں گے کہ وہ بہ نسبت ان کے زیادہ قدرت اور ثروت رکھتے تھے۔ اور ان کے وقت میں علم کی روز بروز ترقی تھی بخلاف اس زمانہ کے کہ خلق محبت دنیا میں مشغول اور ہمہ تن اس کی طلب میں مصروف ہے۔ اور علم دین کم ہوتا جاتا ہے نہ کوئی پڑھتا ہے نہ پڑھاتا ہے۔ اگر یہی صورت رہی تو چند عرصہ میں علم کا نشان ان ملکوں میں باقی نہ رہے گا اور جب علم نہ رہے گا دین بھی نہ رہے گا۔ عوام فرائض وواجبات اور احکام صوم وصلوٰۃ

کس سے دریافت کریں گے؟ اور شیطان کے وسوسوں اور اُس کے اعتراضوں کے جواب کس سے پوچھیں گے؟ آخر کار گمراہ ہو جاویں گے اور جو لوگ تقلیداً دین پر ثابت رہیں گے نام کے مسلمان زندہ رہ جائیں گے۔ امام محی السنتہ بغوی سعید بن جبیر سے نقل کرتے ہیں کہ ہلاک خلق کی علامت موت علماء کی ہے یعنی جب علماء مرجاویں گے لوگ ہلاک ہو جاویں گے۔ اور عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ تعالیٰ: مَاْفِي الْاَرْضِ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نقصان زمین سے علماء اور فقہاء کی موت مراد ہے کہ جب علماء نہ رہیں گے خلق بیلوں گدھوں کے مانند عقل سے بے بہرہ اور شتر بے مہار کی طرح بے باک اور بے قید ہو جاویں گے۔ اس وقت انتظام عالم درہم و برہم ہو جائے گا اور قتل و غارت اور وباء و طاعون کی کثرت ہو گی۔ پس زمین چار طرف سے ویران اور خلق روز بروز کم ہو گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور ظاہر ہے کہ مقصود پیدائش عالم سے معرفت و عبادت ہے اور جب عالِم نہ رہیں گے عبادت کون کرے گا؟ اور جب عالم ان دونوں سے خالی ہو جاوے گا اور مقصود پر مشتمل نہ رہے گا۔ نکما اور مٹانے کے لائق ٹھہرے گا۔ اور یہاں سے ظاہر ہوا کہ جس طرح دین کا باقی رہنا بے علم دشوار ہے اسی طرح انتظام عالم بھی بے اس کے بیکار۔ پس اس دولت کو کھونا دونوں عالم کی زندگی سے ہاتھ دھونا ہے"۔

(علامہ مفتی محمد نقی علی خان بریلوی: فضل العلم والعلماء مع یاد اعلیٰ حضرت ص 74)

رؤسا اور اغنیاء کے نام پیغام:

حضرت علامہ مفتی نقی علی خاں رحمہ اللہ تعالیٰ رؤسا اور اغنیاء کو اشاعت دین کے حوالے سے پیغام دیتے ہوئے یوں مخاطب ہیں کہ:

اے مسلمانو! خدا کے واسطے خواب غفلت سے بیدار ہو جاؤ اور علم دین کہ آمادہ سفر آخرت ہے، کورو کو۔ دنیا کے جھگڑوں میں شب و روز مشغول رہتے ہو کسی وقت تو ادھر بھی توجہ کرو۔ ہزاروں روپیہ آسائش فانی کے واسطے صرف کرتے ہو کچھ تو راحت جاوِدانی کے لیے خرچ کرو کہ وہاں تمہارے کام آوے اور یہاں تم کو ہر بلا سے بچاوے۔ ایک عرصہ کے بعد ندامت اُٹھاؤ گے ہر چند کوشش کرو گے اس دولت کو نہ پاؤ گے۔ بعض صاحب ایسی باتیں سُن کر تین عذر پیش کر

تے ہیں۔ اوّل: کہتے ہیں کہ ہم نادار اور قرضدار ہیں۔ سو اگر یہ بیان غلط ہے جب تو بڑا ہی غضب ہے بالفرض اگر خلق نے سچ جانا خدا کے نزدیک تو جھوٹے ٹھہریں گے۔ اور جو سچ ہے تو دنیا کے کاموں میں ہزاروں روپیہ بے فائدہ اٹھانا اور خدا کے کام میں مآل سوچنا نری ناشکری ہے۔ اگر قرض سے ڈرتے، سامان امارت اور تلفِ ریاست دور کرتے۔ دوم: کہتے ہیں کہ ہم اپنی توفیق کے موافق دوسرے امر خیر میں صرف کرتے ہیں۔ سو اگر ہو سکے اس میں بھی صرف کریں نہیں تو دونوں کاموں کو میزان عقل سے تولیں جس میں زیادہ ثواب دیکھیں اختیار کریں۔ سوم: کہتے ہیں یہ کام کچھ فرض نہیں جس کو خدا توفیق دے کرے، ہم سے تو فرائض بھی ادا نہیں ہو سکتے۔ سو یہ کیا ضرور ہے جو روزہ نہ رکھے نماز بھی نہ پڑھے۔ فرائض بھی ادا کریں اور علم فرائض کی ترویج میں بھی مشغول رہیں۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے بقدر زکوٰۃ ہی کے دیں کہ زکوٰۃ خدا کا قرض اوران پر فرض ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے قیامت کے دن سخت مصیبت میں پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: والذین یکنزون الذهب والفضة و لا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم. جو لوگ جمع کرتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو بشارت دے ساتھ دکھ دینے والی مار کے۔ گرم کیا جاوے گا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں پھر داغی جاویں گی اس سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں۔ هذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون یعنی پھر ان سے کہا جاوے گا یہ وہ ہے جو تم نے جمع کیا اپنی جانوں کے لیے، پس چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

اور یہ بھی سمجھ لو کہ غنی طالب علم کو زکوٰۃ لینا جائز ہے اُ طلبِ علم میں کسب کی فرصت نہ رکھتا ہو۔ درمختار میں لکھا ہے:

وبهذا التعلیس یقوی مانسب ... للوالعات من ان طالب العلم ... یجوز له اخذ الزکوة ولو غنیا اذا فر... لافادة العلم واستفادته ... الکسب والحاجة داعیة الی ... منه هکذا ذکره المد...

اور جو اہل زکوٰۃ احتیاطاً مہتمم مدرسہ سے کہہ دیں کہ ہمارا روپیہ محتاج طلبہ کو دیا کرو، بہتر ہے۔

هذا والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمأب

الفقه العبدالمفتقر الى الله الغني محمد نقي علي البريلوي عفي عنه

(علامہ مفتی محمد نقی علی خان بریلوی: فضل العلم والعلماء مع یاد اعلیٰ حضرت ص 75)

عربی زبان کی فضیلت:

عربی زبان کو دیگر زبانوں پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ یہ قرآن و حدیث، قبر، اہل محشر اور اہل جنت کی زبان ہے۔ قرآن پاک عربی زبان میں ہونے کا بایں الفاظ اعلان کیا گیا ہے کہ:

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ O (یوسف: 2)
بے شک ہم نے قرآن پاک عربی زبان میں اتارا تا کہ تم سمجھ سکو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

احبو االعرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی و کلام اهل الجنة عربی (علامہ ابن جوزی: الموضوعات جلد دوم ص 41)
تم تین وجوہات کے سبب اہل عرب سے محبت کرو: (۱) میں عربی ہوں، (۲) قرآن عربی ہے اور (۳) اہل جنت کی زبان عربی ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قریش سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ عرب سے محبت رکھنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ جس نے اہل عرب سے محبت رکھی، اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے اہل عرب سے بغض رکھا گویا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

(علامہ ملا علی قاری: مرقات شرح مشکوۃ جلد 11 ص 267)

وقت کی اہمیت وضرورت

شکم مادر میں ... چالیس ایام بعد نطفہ شوہر میں انقلاب، نماز پنجگانہ کے لیے اوقات، ایام حج بیت اللہ کا احترام ... روزوں کے لیے ماہ رمضان کا تقرر، ادائیگی زکوٰۃ کے لیے سال کی مدت

، یوم، ہفتہ، مہینہ، سال اور صدی کے لیے گھنٹوں، دنوں، ہفتوں اور سالوں کا تعین کر کے اسلام نے وقت کی اہمیت اور قدر و قیمت کو واضح فرمادیا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

والوقت انفس ماعنیت بحفظه　　　واراه اسهل ماعلیک یضیع

وقت وہ نفیس ترین چیز ہے جس کی حفاظت کا تمہیں حکم دیا گیا جبکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ معمولی چیز کی طرح ضائع ہو رہا ہے۔

وقت کے ضائع ہونے کے بعد اس کا حصول ناممکنات میں سے ہے البتہ رقم ضائع ہو جائے تو محنت و مشقت سے اس کا حصول یقینی بن سکتا ہے۔ اس لیے صاحب عقل و دانش لوگ وقت کی قدر کیا کرتے ہیں اور اسے ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ اس وقت کو حصول علم، تصنیف و تالیف، درس و تدریس، وعظ و نصیحت میں صرف کر کے تاریخ میں اپنا نام زندہ کرتے ہیں اور قابل تقلید نوعیت کی خدمات انجام دیتے ہیں۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من حسن اسلام المرء ترکه مالا یعنیه	مرد کے اسلام کی خوبیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ فضولیات کو ترک کر دیتا ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یوں دعا کی کہ:

اللّٰهم انا نسئلک صلاح الساعات والبرکة فی الاوقات	اے اللہ! ہم تجھ سے زندگی کی گھڑیوں میں بہتری اور اوقات زندگی میں برکت کی دعا مانگتے ہیں۔

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا قول:

الایام مصاحف اعمارکم فخلدوها صالح اعمالکم	یہ دن تمہاری عمروں کے صحیفے ہیں، پس تم بہتر اعمال کے سبب انہیں ہمیشہ کے لیے محفوظ کرلو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میرے لیے سب سے زیادہ پریشان کن وہ دن ہے جو میری زندگی سے کم ہوا لیکن اس میں

میرے عمل خیر میں اضافہ نہیں ہوا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

شب و روز کی گردش کے باعث تیری عمر کم ہو رہی ہے لیکن تو اپنے عمل خیر میں اضافہ سے کیوں سست بنا ہوا ہے؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یاابن آدم! انما انت ایام فاذا ذھب یوم، ذھب بعضک

اے ابن آدم! تو ایام (زمانہ) کا ہی ایک حصہ ہے، جب ایک دن گذر گیا تو سمجھ لے کہ تیرا ایک حصہ ختم ہو گیا۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الوقت سیف، اقطعہ والاّ قطعک

وقت ایک تلوار کی حیثیت رکھتا ہے تو اسے کاٹ ڈال (کسی عمل صالح کے ذریعے) ورنہ وہ تجھے کاٹ ڈالے گا۔

مولانا رحمت سبحانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

"حکماء کا قول ہے کہ زمانہ سیال ہے، اسے کسی آن سکون نہیں۔ خدا ڈراتا ہے کہ تم کہیں رہو موت تمہیں نہیں چھوڑے گی۔ وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ ہر کام کا ایک وقت ہے لیکن انسان موت کا وقت نہیں جانتا۔ انبیاء کرام بھی نصیحت کرتے ہیں کہ وقت کے بارے میں ہوشیار رہو، وقت کو برباد نہ کرو، وقت کو غیر مفید باتوں (اور کاموں) میں صرف نہ کرو اور گھڑی گھڑی، لمحہ بہ لمحہ کا تمہیں حساب دینا پڑے گا۔ تاریخ بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے۔ صدیوں کا تجربہ بھی ہمیں یہی سبق سکھاتا ہے کہ دنیا میں جتنی کامیاب و کامران ہستیاں گذر چکی ہیں ان کی کامیابی و ناموری کا راز صرف وقت کی قدر اور اس کا صحیح استعمال تھا۔ وقت ایک ایسی زمین ہے کہ اگر اس میں سعی کامل کی جائے تو یہ ضرور پھل دیتی ہے اور بے کار چھوڑ دی جائے تو جھاڑیاں اگاتی ہے"۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دائمی عمل اپنانے کی تلقین فرمائی:

احب الاعمال الی اللّٰه مادام وان قل:	اللہ کے ہاں وہ عمل سب سے زیادہ محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے خواہ قلیل مقدار میں ہو۔

حضور انور ﷺ نے مزید فرمایا:

اغتنم خمسا قبل خمس شبابک قبل هرمک و صحتک قبل سقمک و غناک قبل فقرک و فراغک قبل شغلک و حیاتک قبل موتک (علامہ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ ص 441)	پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو: اپنی جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو بیماری سے پہلے، اپنی مالداری کو محتاجی سے پہلے، اپنی فرصت کو مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو موت سے پہلے۔

حضور انور ﷺ نے ایک مقام پر یوں دعا فرمائی فرمائی:

اللّٰهم انی اسئلک خیر هذاالیوم فتحه ونصره ونوره وبرکته وهداه واعوذ بک من شرما فیه ومن شر مابعده'	اے اللہ! بے شک میں تجھ سے اس دن کی خیر و برکت، فتح ونصرت اورنور ہدایت طلب کرتا ہوں۔ میں اس دن کی شر اوراس دن کے بعد کی شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

(امام سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد ص 693)

ایک متقی شخص کا ملک الموت سے مکالمہ:

ایک دفعہ ایک متقی شخص نے ملک الموت سے مخاطب ہوکر کہا: آپ اچانک تشریف لاتے ہیں اور موت مسلط فرمادیتے ہیں۔ آپ تشریف لانے سے قبل نوٹس کیوں نہیں جاری کرتے؟ فرشتہ نے جواب دیا: میں تو کئی بار نوٹس بھیجتا ہوں لیکن میرے نوٹس کا کوئی نوٹس نہیں لیتا درد سر، بخار، بالوں کی سفیدی اور قویٰ کا اضمحلال سب میرے نوٹس ہیں۔

(علامہ محمد محب اللہ نوری: وقت کی قدر پہچانیے ص 15)

نیت اور عمل کا گہرا تعلق ہے، اگر نیت اچھی ہوگی تو عمل بھی اچھا ہوگا اور اگر نیت اچھی نہ ہوگی کام (عمل) بھی اچھا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات انسان میں تبدیلیاں پیدا کرنے کے لیے

کوئی بہانہ پیدا فرما دیتی ہے۔حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ منصب ولایت پر فائز ہونے اور صوفیاء کی صف میں شامل ہونے سے قبل ایک بہت بڑے تاجر تھے۔صوم وصلوٰۃ کے تارک اور دکان پر بیٹھ کر تجارت کرتے تھے۔ایک دن ایک بزرگ اچانک دکان میں داخل ہوئے اور دائیں بائیں دیکھنے لگے گویا کوئی چیز تلاش کر رہے ہوں۔سری سقطی نے دریافت کیا کہ کیا چیز چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے پیشاب کرنا ہے اس لیے یہاں جگہ تلاش کر رہا ہوں۔سری سقطی نے طیش میں آ کر کہا: کیا تمہیں یہ پیشاب خانہ معلوم ہوتا ہے؟ پھر تم کہاں پیشاب کرتے ہو؟ باہر کھیتوں میں جاتا ہوں،سری سقطی نے جواب دیا۔کتنے افسوس کی بات ہے کہ پیشاب پاخانہ جانے کے لیے تمہارے پاس وقت ہے لیکن نماز کی ادائیگی اور ذکر الٰہی کے لیے وقت نہیں؟ گویا تمہارے نزدیک نماز اور ذکر الٰہی کی اہمیت پیشاب کے برابر بھی نہیں۔اس بات نے دل پر گہرا اثر کیا،سری سقطی کے دل پر ایک چوٹ سی محسوس ہوئی۔آخر پریشانی کے عالم میں بزرگ کے قدموں پر گر گئے،تائب ہوئے اور معافی مانگی۔نگاہ ولایت سے منصب ولایت پر فائز ہوئے اور صوفیاء کبار کی صف میں شمار ہونے لگے۔قسمت تبدیل کرنے والے بزرگ جو دکان میں داخل ہوئے تھے وہ امام الاولیاء حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات تھی۔

علامہ زرنوجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فینبغی لکل مسلم ان یشتغل فی جمیع اوقاته بذکر الله والدعاء والتضرع وقراءة القرآن والصدقات الدافعة للبلاء ویسأل الله تعالیٰ العفو والعافیة فی الدنیا والاخرة لیصونه الله تعالیٰ عن البلاء والأفات من رزق الدعاء لم یحرم الاجابة (علامہ برہان الدین زرنوجی:تعلیم المتعلم ص65)

ترجمہ: ہر مسلمان کو چاہیے کہ تمام اوقات میں ذکر الٰہی،دعا،گریہ زاری،تلاوت قرآن، صدقہ جو دافع البلاء ہو کے ادا کرنے میں،(ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے الصدقۃ ترد البلاء وتزید فی العمر: یعنی صدقہ مصیبت کو دور کرتا ہے اور عمر میں اضافہ کرتا ہے) اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے اور دنیا وآخرت میں بھلائی طلب کرنے میں مصروف رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی مصیبتوں

سے محفوظ رکھے۔اس لیے کہ اللہ تعالیٰ جسے دعا کی توفیق دیتا ہے اسے قبولیت سے محروم نہیں رکھتا۔

خلیل نحوی، آئمہ نحات میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ان کی بات کو سنا جاتا تھا اور دلیل کو یقینی قرار دیا جاتا تھا۔علم عروض کے اوزان کے اعادہ سے ان کے اپنے صاحبزادے نے باہر گلی میں شور مچا دیا کہ اباجی پاگل ہو گئے ہیں۔زندگی کے آخری ایام میں قصد کیا کہ علم ریاضی (حساب) میں کوئی جامع کتاب تصنیف کردیں تاکہ عوام الناس کو اس کا سمجھنا آسان ہو جائے۔اسی کتاب کی تصنیف میں غوروخوض کرتے ہوئے مسجد میں چل رہے تھے کہ علمی انہماک سے ستون سے سر ٹکرا گیا جس سے ان کا وصال ہو گیا۔(علامہ ابن خلدون: وفیات الاعیان جلد دوم ص 249)

حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ تعالیٰ آئمہ فقہ میں امتیازی مقام کے حامل ہیں اور ان کا علمی مقام مسلم ہے۔ان کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ وصال کے وقت بھی فقہی مسئلہ میں تحقیق فرما رہے تھے۔ایک دفعہ آپ مرض کا شکار ہوئے، حضرت ابراہیم بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ عیادت کے لیے حاضر ہوئے۔نیم بیہوشی کے عالم میں تشریف فرما تھے۔اچانک آنکھیں کھولیں تو ابراہیم کو سامنے پا کر فرمایا: اے ابراہیم! فلاں مسئلہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! اس وقت میں بھی علمی مسائل کی تحقیق؟ آپ نے فرمایا: ممکن ہے اس وقت علمی بحث کے باعث نجات حاصل ہو جائے۔فرمایا: رمی الجمار ''ماشیا'' افضل ہے یا ''راکبا''؟ ابراہیم نے غوروفکر کے بعد کہا: ماشیاً۔فرمایا: یہ بات غلط ہے۔عرض کیا: راکبا۔فرمایا: یہ بھی غلط ہے۔عرض کیا گیا: حضور! خود ہی بیان فرمادیں۔فرمایا: جس رمی کے بعد دعا کے لیے وقوف مقصود ہو وہاں ماشیا ورنہ راکبا افضل ہوگا۔حضرت ابراہیم بن الجراح رحمہ اللہ تعالیٰ رخصت لیکر ابھی بمشکل دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔(علامہ مناظر احسن گیلانی: تدوین حدیث ص 154)

عبید بن یعیش رحمہ اللہ تعالیٰ امام مسلم و بخاری کے شیخ اور مشہور محدث گذرے ہیں۔آپ علمی انہماک کے باعث کھانا کھانا بھول جاتے تھے۔تیس سال تک رات کو ہمشیرہ اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی رہیں اور کھانے کے دوران آپ لکھنے میں مصروف رہتے تھے۔

(علامہ شمس الدین محمد الذہبی: سیر اعلام النبلاء جلد اوّل ص 458)

مشہورترین محدث حضرت یحیی بن معین رحمہ اللہ تعالی عاشق علم حدیث تھے۔والد گرامی کے وصال پر بطور ترکہ ایک لاکھ درہم میسر آئے اور ساری رقم حصول علم حدیث میں خرچ کر ڈالی۔ اپنے دست اقدس سے دس لاکھ احادیث مبارکہ لکھیں اور جب تک ایک حدیث کو پچاس بار نہ لکھتے دلی سکون نہ ہوتا تھا۔(ایضاً ص77)

علامہ جاحظ خواہ شکل وصورت کے لحاظ سے خوبصورت نہیں تھے لیکن علمی مقام اور ذوق مطالعہ کتب نے انہیں خوبصورت بنادیا تھا۔جو کتاب میسر آتی اس کا اول سے آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کرتے ۔کتب خانہ کرائے پر لے کررات بھر مطالعہ کتب میں مصروف رہتے ۔زندگی کے آخری ایام میں فالج کا حملہ ہوا جس کے نتیجہ میں جسم کا کچھ حصہ ناکارہ ہوگیا لیکن پھر بھی مطالعہ کتب میں مصروف رہتے۔ایک دن مطالعہ کتب میں مشغول تھے کہ اچانک کتب کا عظیم ذخیرہ ہرطرف سے اوپر آپڑا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے عاشق مطالعہ کتب جام شہادت نوش کر گئے۔(علامہ عبدالفتاح ابوغدہ:قیمۃ الزمن ص44)

لفظ"کل" کا دھوکا:

کئی دھوکوں،فریبوں اور وعدہ خلافیوں کا مرکز لفظ"کل" ہے۔اس سے مراد یا گذشتہ دن ہوگا یا قیامت کا دن،دونوں مراد نہیں ہوسکتے۔گذشتہ روز تو اپنی موت آپ مرگیا،اس کا دوبارہ لوٹنا یا لوٹانا ناممکنات میں سے ہے۔قیامت کا دن مراد لینا بھی درست نہیں کیونکہ وہ زمانی اعتبار سے بہت دور ہے۔آج کے دن میں بھی مستغرق نہیں کر سکتے کیونکہ یہ خلاف واقع ہوجائے گا تو نتیجۃً یوں کہا جاسکتا ہے کہ لفظ"کل" دھوکا دہی اور وعدہ خلافی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔جس میں شر کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔نیکی کے کام کے لیے ویسے بھی تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔

قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

فاستبقوا الخیرات　　　　تم نیکی کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو!

جو بھی کام کرنا ہے لفظ"کل" کے تصور کو کالعدم قرار دیتے ہوئے بلا تاخیر شروع کر دینا چاہیے تاکہ"آج کل" کے چکر میں پڑے بغیر منزل مقصود تک رسائی یقینی ہوسکے۔ایک فارسی

شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ہر شبے گویم کہ فردا ترک ایں سودا کنم　　باز چوں فردا شود، امروز را فردا کنم

کل کرے سو آج کر، آج کرے سو اب

پل میں پرے ہوئے ہوگی، پھر کرے گا کب

دور حاضر میں جو متعدی امراض اور ضیاع وقت کا سبب بنتے ہیں ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

☆وی۔سی۔آر۔☆کیبل ٹی۔وی۔☆ڈش انٹینا۔☆ناول خوانی۔☆کرکٹ۔☆کلب کی سیر۔☆سینما بینی وغیرہ۔

ان امراض کی لپیٹ میں اساتذہ، طلباء، بچے، بوڑھے اور عالم و جاہل سب لوگ آ چکے ہیں۔ لہٰذا سب کے لیے ضروری ہے دنیا اور آخرت کی بہتری کے لیے اپنے دامن کو سمیٹتے ہوئے ایک طرف ہو جائیں تاکہ شیطان کی تحریک مکمل طور پر ناکام ہو جائے۔ ہر مسلمان آزادی سے عبادت الٰہی میں مشغول، ذکر الٰہی سے لطف اندوز ہو اور گلشن اسلام میں پھر دور اوّل جیسی بہار نصیب ہو جائے۔

ہمہ وقت مطالعہ:

ہمہ وقت مطالعہ میں مصروف رہنے میں طالب علم کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ علامہ زرنوجی فرماتے ہیں:

دوام علی الدرس لا تفارقہ　　فالعلم بالدرس قام وارتفعا

اے طالب علم! تو ہمیشہ درس و مطالعہ میں مصروف رہ، اس سے کبھی جدا نہ ہو کیونکہ مطالعہ کے سبب ہی علم میں ترقی ممکن ہو سکتی ہے۔ (علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 59)

وظیفہ مقرر کرنے کے حوالے سے ایک اہم فتویٰ:

آئمہ مساجد، خطباء اور اساتذہ کے وظیفہ کے بارے میں ایک فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: مدارس اسلامیہ اور مساجد میں وظیفہ متعین کرنا چاہیے کہ نہیں؟ بعض لوگ تو یہ کہتے

ہیں کہ وظیفہ مقرر کرنے سے خلوص اور ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔لہٰذا اس مسئلہ کی وضاحت کی جائے کہ وظیفہ کا تعین کرنا شرعاً جائز ہے یا کہ نہیں؟

جواب: مسئلہ کی وضاحت کے لیے ہم ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ قولہ علیہ السلام من استاجر اجیراً فلیعلمه اجرہ یعنی اجیر کی اجرت (مزدوری) اس کو بتادینی چاہیے۔اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ اجرت کا تعین ہونا چاہیے۔عصر حاضر میں مدارس اور مساجد میں مدرسین اور آئمہ کی تقرری کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو احساناً ہوگا یعنی بلا معاوضہ خدمت ہوگی یا اجارۃً ہوگا۔دور حاضر میں عموماً امام اور مدرس احساناً تو خدمت نہیں کرتے لہٰذا حدیث کی روشنی میں وظیفہ پہلے متعین ہونا چاہیے۔بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تعین سے خلوص اور ثواب ضائع ہو جاتا ہے، یہ ان کا زعم فاسد ہے۔ان لوگوں کو قرآن وحدیث سے ادنیٰ لگاؤ اور تعلق بھی نہیں۔

(مفتی غلام محمد شرقپوری: مدارس اسلامیہ کا پیغام ص 11)

''سید'' طالب علم کا مدرسہ سے کھانا کھانے کا مسئلہ:

''سیّد'' طالب علم کا مدرسہ کے لنگر سے کھانا کھانے کے بارے میں فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال: مدارس اسلامیہ میں بعض طلباء سیّد بھی ہوتے ہیں، کیا ان کے لیے مدرسہ کے لنگر سے کھانا جائز ہے یا کہ نہیں؟ بصورت دیگر تشویش کا باعث ہے، اس کا شرعی حال تحریر کریں؟

جواب: ناظمین مدارس کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ کے غلہ اور رقم کو حیلہ شرعیہ سے استعمال کریں تا کہ امیر اور سیّد طلباء بھی لنگر سے فائدہ اٹھا سکیں۔اور مال زکوٰۃ ضروریات مدرسہ پر استعمال کیا جاسکے۔(مفتی غلام محمد شرقپوری: مدارس اسلامیہ کا پیغام ص 13)

بیماری اور چھٹی کے ایام کی تنخواہ لینے کا شرعی حکم:

مدرسین جن ایام میں علالت کا شکار ہو جاتے ہیں یا تعطیل کرتے ہیں یا مدرسہ میں ہفت روزہ تعطیل کے ایام کی تنخواہ لینا درست ہے یا کہ نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اصول مدارس میں تحریری وضاحت ادائیگی کی ہو تو تنخواہ لینا درست ہے اگر منفی کی صورت تحریر ہو تو ادائیگی

درست نہیں۔ اگر تحریری صراحت بالکل نہ ہو تو دوسرے اسلامی مدارس کے قواعد کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ (قصوری)

حافظہ تیز کرنے والے اسباب:

مندرجہ ذیل امور سے حافظہ مضبوط، قوی اور تیز ہو جاتا ہے:

☆ طلب علم میں مسلسل کوشش کرنا۔ ☆ ہمیشگی و مداومت اختیار کرنا۔ ☆ کھانے میں کمی کرنا۔ ☆ نماز تہجد پڑھنا۔ ☆ تلاوت قرآن کرنا۔ ☆ مطالعہ کتب میں مصروف رہنا۔ ☆ ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا مانگنا: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَکَفَرْتُ بِمَا سِوَاهُ۔ ☆ بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں کثرت سے درود شریف کا ہدیہ پیش کرنا۔ ☆ معصیات سے احتراز کرنا۔ ☆ مسواک کرنا۔ ☆ خالص شہد کا استعمال کرنا۔ ☆ شکر کے ساتھ کندرا (گوند نما چیز) استعمال کرنا۔ ☆ ہر روز نہار منہ (کوئی چیز کھائے بغیر) اکیس عدد سرخ کشمش استعمال کرنا۔ ☆ رطوبت و بلغم پیدا کرنے والی اشیاء سے احتراز کرنا۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 117)

اسباب نسیان:

مندرجہ ذیل امور سے اجتناب کیا جائے کیوں کہ ان سے نسیان کا مرض لاحق ہوتا ہے:

☆ سبز دھنیہ استعمال کرنا۔ ☆ ترش سیب کا استعمال۔ ☆ مصلوب یعنی پھانسی شدہ شخص کو دیکھنا۔ ☆ قبور کی تختیوں کی تحریرات کو پڑھنا۔ ☆ اونٹوں کی قطاروں کے درمیان چلنا۔ ☆ زندہ جوں کا زمین پر پھینکنا۔ ☆ گردن پر سینگی لگوانا اور گردن کے بال منڈوانا۔ ☆ دنیوی امور کے سبب پریشان رہنا۔ ☆ معصیات کا ارتکاب کرنا۔ ☆ کثرت اشغال و علائق میں اپنے آپ کو مقید کرنا۔

(علامہ برہان الدین زرنوجی: تعلیم المتعلم ص 121,119)

عمر میں اضافہ کے اسباب:

"علماء کرام" نے عمر میں اضافہ کرنے والے مندرجہ ذیل اسباب بیان کیے:

☆کسی سے نیکی اور بھلائی کرنا۔☆کسی مسلمان کو ایذاء نہ دینا۔☆شیوخ واکابر کا احترام کرنا۔☆مخلوق خدا سے صلہ رحمی کرنا۔☆ہر روز صبح وشام تین مرتبہ یہ وظیفہ پڑھنا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِلْأَ الْمِیْزَانِ وَمُنْتَھَی الْعِلْمِ وَمَبْلَغَ الرِّضَا وَزِنَةَ الْعَرْشِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِلْأَالْمِیْزَانِ (۶)سایہ دار اور سبز درختوں کے کاٹنے سے احتراز کرنا(۷)وضو نہایت کامل طریقے سے کرنا(۸)نماز نہایت خشوع وخضوع سے ادا کرنا(۹)حج اور عمرہ کو ایک احرام سے ادا کرنا(۱۰)حفظان صحت کے اصولوں کا خیال رکھنا یعنی حسب ضرورت اصول طب معلوم کرنا اور ان پر عمل پیرا ہونا(علامہ برہان الدین زرنوجی:تعلیم المتعلم ص132)

مہتمم کے اوصاف:

مدرسہ کو کامیابی سے چلانے کے لیے مہتمم کے اوصاف مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔عالم دین ہونا کہ مدرسہ،مدرسین اور طلباء کے مسائل سے آگاہ ہو اور ان کے مسائل کو آسانی سے حل کر سکے۔

۲۔اگر عالم دین نہ ہو تو کم از کم علماء کا تربیت یافتہ اور ان کی صحبت میں بیٹھنے والا ہوتا کہ اسے مسائل اور ان کے حل کا طریقہ معلوم ہو۔(مفتی محمد زید:تحفۃ العلماء جلد اول ص81)

طلباء کی طرف سے تعلیمی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت:

بعض اوقات طلباء معمولی بات کی بنا پر اسٹرائک(تعلیمی بائیکاٹ)کر دیتے ہیں جو شرعی نقطہ نگاہ سے ہرگز درست نہیں۔اس کے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔منتظمین مدارس بمنزل حاکمین کے ہیں اور طلباء بمنزل محکومین کے ہیں۔تعلیمی بائیکاٹ کے ذریعے طلباء کی طرف سے منتظمین پر دباؤ ڈالنا گویا حاکمین کو محکومین اور محکومین کو حاکمین بنانے کے مترادف ہے جو شریعت کے خلاف ہے۔

☆۔طالب علم جب مدرسہ میں داخل ہوتا ہے تو اس بات کا عہد و پیمان کرتا ہے کہ قواعد وضوابط

مدرسہ کی پابندی کرے گا جبکہ علمی مقاطعہ سے اس وعدہ کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔وعدہ کی خلاف ورزی شرعی طور پر درست نہیں ہے۔لہٰذا تعلیمی بائیکاٹ بھی درست نہیں۔

☆۔قیام مدرسہ کا مقصد تعلیم وتعلم (درس وتدریس) ہے۔جبکہ علمی مقاطعہ اس کے خلاف ہے۔ مدرسہ کی عمارت ان طلباء کے آرام وقیام کے لیے ہے جو اس ادارہ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ طلباء کا تعلیمی بائیکاٹ کر کے ادارہ کی عمارت میں قیام پذیر رہنا یقیناً غاصبانہ قبضہ تصور ہوگا جو شرعی نقطہ نگاہ سے درست نہیں ہے۔لہٰذا ہڑتال درست نہیں۔

☆۔طلباء کی طرف سے ہڑتال کی صورت میں انتظامیہ اور طلباء میں عداوت، بغض اور مخالفت مخاصمت کا سلسلہ اس قدر طول پکڑ سکتا ہے کہ بعض طلباء حصول علم کی نعمت سے محروم ہو سکتے ہیں۔ ان کی محرومی کا سبب ہڑتال (تعلیمی بائیکاٹ) ہوگا۔لہٰذا علمی مقاطعہ درست نہیں ہے۔

تعزیر: ''تعزیر سے مراد وہ سزا ہے جس کا مقصد تادیب ہو اور حد کے درجہ سے کم ہو''۔اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں: (۱) ملامت کرنا۔(۲) ڈانٹ پلانا۔(۳) ہاتھ اور لکڑی وغیرہ سے مارنا۔(۴) کان کھینچنا۔(۵) سخت الفاظ استعمال کرنا۔(۶) محبوس کرنا۔(۷) مالی سزا۔

ضرب فاحش (سخت مار) سے فقہاء نے منع کیا ہے۔جس ضرب سے جلد جسم پر نشان پڑ جائے۔ اس مار سے بھی فقہاء نے منع کیا ہے جس سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے۔

(علامہ شامی: ردالمختار جلد ثالث ص 293)

تعزیر بالمال ہمارے مذہب میں درست نہیں۔جو علماء اس کے جواز کے قائل ہیں ان کا مطلب یہ ہے کہ چند روز تک اس مال کو اپنے پاس رکھے جب وہ شخص (طالب علم) توبہ کرے وہ مال اس کو لوٹا دیا جائے۔نہ خود رکھے نہ بیت المال میں جمع کروائے۔(ایضاً ص 494)

ایک سوال کا جواب:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جاہل پیر، (قرآن وحدیث اور فقہ اسلامی کی نعمت سے محروم) جاہل سید، جاہل والدین اور عالم دین میں سے کس کا مقام زیادہ ہے۔اور ادب واحترام کا کون زیادہ حقدار ہے؟

اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جاہل پیر، جاہل سید اور جاہل والدین کے مقابل عالم دین نعمت علم کے سبب سب سے افضل اور ادب واحترام کا سب سے زیادہ حقدار ہے۔ البتہ جاہل سید کا احترام محض نسبت خاندان مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سبب کیا جائے۔ والدین کا ادب واحترام صرف والدین ہونے کی حیثیت سے لیکن عالم کی نسبت کم۔

• حضرت امام ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ حلیۃ الاولیاء میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں: ''جاہل عبادت گزار (جاہل پیر، جاہل صوفی) کولہو کے گدھے کی مثل ہے''۔

اس روایت کے تحت حضرت مفتی ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ تحریر کرتے ہیں: گدھا جس کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہے چکی کے اردگرد چلتا رہتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سفر کرلیا ہے لیکن جب آنکھوں سے پٹی کھلتی ہے تو اپنے آپ کو وہاں پاتا ہے جہاں پہلے تھا۔ ایسے وہ بے علم پیر وصوفی ہیں جو بڑے ذکر واذکار، بڑی لمبی چوڑی عبادتیں اور ریاضتیں کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے بڑا روحانی سفر طے کرلیا ہے، ولایت کے درجہ پر فائز ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گئے ہیں لیکن جب موت آئیگی اور ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹے گا تو انہیں پتہ چلے گا وہ تو اب بھی وہاں ہی ہیں جہاں پہلے تھے۔ تو اس وقت انہیں افسوس ہوگا اور کہیں گے کہ کاش ہم نے کثرت عبادت وریاضت اور کثرت ذکر واذکار کی بجائے علم دین پڑھا ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے قریب ہو گئے ہوتے۔ (ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری: مقام علم وعلماء ص 85)

قابل اخراج طلباء:

• مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل طلباء کو مدرسہ سے خارج کیا جاسکتا ہے:

☆۔ جو متعلم دوسروں کو تو شرعی مسائل کا درس دیتا ہے لیکن اس کا اپنا لباس اور داڑھی خلاف شرع ہے یعنی خود بے عمل ہو۔

☆۔ ایسا طالب علم جو اخلاقی امراض کا شکار ہو اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اصلاح نہ ہونے کی صورت میں اس کا اخراج عمل میں لایا جائے۔

☆۔ایسا طالب علم جس سے دیگر طلباء کو اخلاقی یا مالی نقصان کا اندیشہ ہو،اس کا ادارہ سے اخراج ضروری ہے۔

☆۔جس متعلم کے ذہن میں کجی ہو یا ذہنی طور پر غبی ہو اسے مختصر نصاب (مسائل) پڑھا کر فارغ کر دیا جائے۔اس لیے کہ پورا نصاب پڑھانے کا اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔وہ خود اور لوگ اسے مکمل عالم دین سمجھیں گے جو معاشرے میں فتنہ کا سبب بنے گا۔

ایک اہم سوال اور اس کا جواب:

بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ سوال گردش کرتا ہے کہ علماء کثیر ہیں اور ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ہم کس عالم دین کی بات مانیں اور کس کو نظر انداز کریں؟اس سوال کا جواب عصر حاضر کے عظیم سکالر حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ بایں الفاظ لکھتے ہیں:

اس کا جواب یہ ہے کہ اختلاف کے باوجود کوئی عالم بھی عوام کی قرآن وسنت کے نظام سے ہٹ کر کسی اور نظام کی طرف راہنمائی نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔بعض باتوں کے سوا باقی سب باتوں میں اتفاق ہے۔جن بعض باتوں میں علماء کا باہمی اختلاف ہے وہ محض علمی وتحقیقی نوعیت کی ہیں ان کا اسلام کے نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔آپ جس عالم کو بھی ووٹ دیں گے وہ اسمبلی میں جا کر انگریزی قوانین کی حمایت نہیں کرے گا جس سے مسلمانوں کو تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہیں ملا۔وہاں ہر عالم کی یہی آواز ہوگی کہ قرآن وسنت کا نظام لاؤ،بس سب کی یہی آواز ہو گی۔سب مدینے والے آقا کی بات کریں گے۔

امریکہ والے آقا کی بات نہیں کریں گے۔وڈیروں کا آقا امریکہ والا مگر علماء کا آقا مدینہ والا آقا ہے۔وہ مدینہ منورہ کا اور جنت کا راستہ دکھائیں گے۔اور پاکستان میں مدینے والے آقا کا نظام لا کر پاکستان کی کشتی کو بھنور سے نکال کر ساحل مراد سے لگائیں گے۔اور پاکستان کو خوش حال اور امن کا گہوارہ بنا کر دکھائیں گے۔

اگر بعض علماء اپنے بعض خیالات کے زیادہ ہی باہمی اختلاف کی وجہ سے ایک دوسرے

کے پیچھے نماز نہ پڑھیں تو اس کو بھی ان کی دیانتداراور اپنے ایمان کے ساتھ کمال اخلاص ولگاؤ ہی سمجھا جائے۔ اسے غلط رنگ نہ دیا جائے اور اسے اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ تصور نہ کیا جائے کیونکہ اس اختلاف کا تعلق نظام سے نہیں ہے۔ ہمیں اسلامی نظام صرف اس بات کی رہنمائی کرتا ہے کہ اس کے قواعد وضوابط اور اس کے اصول وفروع وقوانین پر عمل کیا جائے۔

(علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سروری قادری: مقام علم وعلماء ص80)

حضرت مفتی صاحب چند سطروں کے بعد مزید لکھتے ہیں:

نقصان دہ وجہ یہ ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال سے اوپر ہو گئے، عوام نے مجموعی طور پر علماء کی نہیں مانی۔ جاہل وڈیروں کو ووٹ دیتے رہے اور ان کے پیچھے لگے رہے تو پاکستان کے دو ٹکڑے کر بیٹھے اور رہے سہے پاکستان کو بھی معاشی لحاظ سے تباہ وبرباد کر ڈالا۔ پاکستان لوٹستان بن گیا حتیٰ کہ روز بروز اس پر قرضوں کے زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈال کر اس کی کمر توڑی جارہی ہے۔ عوام پر طرح طرح کے ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کی لعنتیں مسلط کر کے مہنگائی پر مہنگائی لا کر ان کے لیے زندہ رہنا مشکل سے مشکل تر بنایا جارہا ہے۔ یہ نتیجہ ہے علماء کی پیروی نہ کرنے اور ان کا کہنا نہ ماننے کا۔ (علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سروری قادری: مقام علم وعلماء ص80)

ہر مسلمان تاحیات طالب علم ہے:

ہر مسلمان تاحیات طالب علم ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ ہمیشہ حصول علم کی کوشش کرے۔ حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ: طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة۔ اور دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے کہ:

الحکمة ضالة المؤمن فحیث وجدها فهو احق بها

حکمت (علم) مومن کا گمشدہ خزانہ ہے، پس جہاں سے بھی وہ پائے اس کا زیادہ حقدار ہے۔

(مفتی محمد زید: تحفۃ العلماء جلد اوّل ص52)

بچے کو کسب سکھانے سے قبل قرآن کی تعلیم دینی چاہیے:

بچہ جونہی ہوش سنبھالے تو سب سے قبل اسے قرآن کی تعلیم دلوانی چاہیے تاکہ دوسری تعلیم

کا آغاز کرنے سے پہلے قرآن کی تعلیم مکمل ہو جائے۔ علاوہ ازیں بچپن کی تعلیم پختہ اور دیرپا ہوتی ہے۔ اور بچے کی ذہنی تربیت بھی بہترین خطوط پر ہو جاتی ہے۔

(مفتی محمد زید: تحفۃ العلماء جلد اوّل ص 52)

مولوی اور عالم میں فرق:

مولوی اور عالم کے درمیان فرق یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ:

عالم دین، مولوی ہی کو نہیں کہتے بلکہ ان دونوں میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ ہر مولوی، عالم دین ہے مگر ہر عالم مولوی نہیں ہوتا۔ علم دین کبھی صحبت سے حاصل ہوتا ہے اور کبھی پڑھنے سے۔ (مفتی محمد زید: تحفۃ العلماء جلد اوّل ص 52)

مولوی احکام دان کو کہتے ہیں، عربی دان کو نہیں کہتے۔ ابو جہل عربی دان تھا مگر اس کا لقب ابو جہل (کیونکہ اس کا اصل نام عمر بن ہشام) تھا۔ (مفتی محمد زید: تحفۃ العلماء جلد اوّل ص 51)

تدریس، خطابت، قرآن خوانی، امامت اور وعظ و تذکیر کی اجرت وصول کرنے کے مسائل:

تدریس، خطابت، قرآن خوانی، امامت اور وعظ و تذکیر کی اجرت کے حوالے سے چند سوالات کے جوابات امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالی کے قلم سے سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

مولانا عبدالسبحان صاحب، محلہ احمد زئی ضلع پیلی بھیت (انڈیا)

علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل پر روشنی ڈالیں:

(۱) پنج وقتہ نمازوں کی امامت اور جمعہ کی نمازوں اور خطابت کے لیے بعض علمائے کرام تنخواہیں مقرر کرالیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ (۲) ایصال ثواب کیلئے ختم کلام مبارک یا رمضان شریف میں قرآن سنانے پر نقدی ٹھہرانا جائز ہے یا نہیں: (۳) تعلیم قرآن، فقہ اور احادیث کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: تنخواہ مقرر کرکے نمازیں جائز ہیں مگر ایسے لوگوں کو امامت کا ثواب نہ ملے گا

کیونکہ امامت کے ثواب کو وہ بیچ چکے ہیں۔ رمضان میں ختم کلام مبارک پر روپے لینے کے جواز کا حکم نہایت ہی مشکل ہے۔ تعلیم قرآن اور فقہ اور احادیث پر تنخواہ لینا جائز ہے مگر آخرت میں تنخواہ لینے والے کو کچھ ثواب نہیں ہوگا۔

احمد حسن بنگالی طالب علم مدرسہ اہلسنت و جماعت، رنگوں۔ برما

واعظ یا حافظ نے وعظ فرمایا یا قرآن ختم کیا اور بغیر طلب کے اگر کسی نے کچھ دے دیا تو اس کے لیے جائز ہے یا کہ نہیں؟

الجواب: یہ جائز ہے اگر نہ مشروط ہو اور نہ معروف ورنہ وعظ کے لیے پیسے لینا جائز نہیں۔ قرآن خوانی پر روپے پیسے لینا بالاتفاق ممنوع ہیں۔

مولانا احتشام الحق ڈھاکہ بنگال

اگر کوئی شخص کسی مقدمے میں گرفتار ہو کر جیل میں ہے تو وہ کسی دوسرے شخص سے رہائی کے لیے دعا کروائے تو اس کو کچھ روپیہ دے اس کے لیے روپیہ لینا حلال ہے یا نہیں؟

الجواب: ایسا معاوضہ حلال ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ دینے کا ذکر اور رواج کے طور کسی چیز پر جبر نہیں ہے۔ اگر اس نے حسن سلوک سے کچھ دے دیا ہے تو ظاہر ہے کہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی نمازی کو یا عالم دین کو عمدہ طور پر نماز پڑھاتے دیکھے اس کا دل خوش ہو تو وہ کچھ روپیہ بطور نذر ہدیہ یا انعام دے دے تو اس کے دینے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ یہ اجرت نہیں یہ انعام ہے۔ اگر باہمی یہ قرار ہوا ہو کہ ہمارے مقدمے کے لیے دعا اور وظیفہ کرو اور واضح کر دیا کہ میں اس کام کے لیے تمہیں اتنے پیسے دوں گا، تو یہ بھی حلال ہے۔ کیونکہ اس صورت میں ثواب مخصوص نہیں بلکہ تدبیر وعلاج اور مشکل میں امداد کرنا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے مریض پر پڑھ کر پھونکنے کی اجرت لے یا کوئی دوائی دے کر اس کا عوض نہ لے تو یہ جائز ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک گاؤں میں ٹھہرے وہاں کے لوگوں نے عربوں کی عادات کے خلاف ان کی مہمانی نہ کی۔ رات کے وقت اس قبیلے کے رئیس کو سانپ نے کاٹا اور وہ تڑپنے لگا۔ لوگ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ تمہیں سو دینے ہوں گے۔ ایک صحابی نے سورت فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ اچھا ہو گیا۔ صبح صحابہ کو خیال آیا کہ ہم نے قرآن شریف کی سورت پر اجرت تو نہیں لی۔ ان دنبوں کو نہ کھایا

نہ ذبح کیا۔ جب مدینہ طیبہ حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حال عرض کیا۔

حضور ﷺ نے اجازت دی اور فرمایا: ان احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله۔

اگرچہ متقدمین نے ایسے معاملات میں اجرت لینا منع فرمایا ہے مگر انہوں نے بھی دم کرنے پر اجرت لینا جائز قرار دیا ہے۔ خواہ یہ دم قرآن کی کسی سورت کے ساتھ ہو یا کسی اور دعا کے ساتھ ہو۔ یہ ایک علاج ہے، قرآن فروشی نہیں اجرت لے سکتا ہے۔

مولانا محمد حسین صاحب عظیم آبادی، مدرس مدرسہ جعفر خوانی بہار (انڈیا)

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں ایک شخص ہمارے مدرسہ اسلامیہ کا ملازم ہے۔ وہ مدارس عربیہ کے بعد امتحان سے فارغ ہو کر چھٹیوں کے دنوں میں اپنے گھر چلا جاتا ہے۔ اس سے قبل کہ چھٹیاں ختم ہوں وہ مدرسہ کے جلسہ میں آ کر حاضر ہوا ہے۔ اور اہل مدرسہ کو درخواست دی کہ یا تو مجھے اجازت ہو کہ سابقہ دستور کی طرح کام کروں یا مجھے جواب دے دیا جائے تاکہ میں کہیں اور انتظام کرلوں لیکن مدرسہ کے منتظمین اس کی اس درخواست پر کوئی جواب نہیں دیتے۔ اس صورت میں وہ شخص اپنی تنخواہ پانے کا مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: دینی مدرسوں میں عام طور پر ماہ مبارک رمضان، عیدین کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ ان ایام میں اگرچہ اساتذہ تعلیم نہیں دیتے پھر بھی وہ تنخواہ کے مستحق ہیں۔ کتاب اشباہ میں لکھا ہے کہ عید اور عاشورہ کے دنوں اور ماہ رمضان میں دینی مدرسوں کی فقہی تعلیم کی چھٹیاں ہوتی ہیں۔ اگر ان چھٹیوں کی تنخواہ کی بندش پر کوئی معاہدہ ہے تو وہ استاد تنخواہ لینے کا مجاز نہیں اور اگر ممانعت کا کوئی معاہدہ نہیں وہ بلا کام کیے اپنی تنخواہ لے سکتا ہے۔ ہماری ساری فقہی کتابوں میں ان حالات میں تنخواہ حاصل کرنا جائز ہے۔ (علامہ اقبال احمد فاروقی: جہان رضا شمارہ اپریل 2002ء ص 48,47,44 بحوالہ فتاویٰ رضویہ)

طالبِ علم کو سزا دینے کا شرعی تصور

سزا کی تعریف واقسام:

لفظ "سزا" فارسی ہے اس کا مطلب ہے کہ کسی شرارت یا برائی کے ارتکاب کے سبب تادیبی کاروائی کرنا۔

سزا کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے چند مشہور ترین مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔اظہار ناراضگی: استاد زبانی سرزنش کرتے ہوئے مؤثر لیکن مہذب انداز میں سرزنش کرے کہ طالب علم بذات خود تائب ہو جائے اور آئندہ کسی شرارت کا اعادہ نہ کرنے کا وعدہ کرے۔☆اخلاقی سزا: اس کا مطلب ہے کہ طالب علم کو اخلاقی طور پر شرمندہ کر کے اس کی غلطی کا احساس دلایا جائے اور غلطی کے اعتراف کے بعد معافی مانگنے کی ترغیب دلائی جائے۔☆اعزاز سے محروم کرنا: سزا کی اقسام میں سے ایک یہ ہے کہ طالب علم کو اعزاز سے محروم کر دیا جائے۔ مثلاً مانیٹر ہو یا حسن کارکردگی کی بنا پر کوئی انعام دیا گیا ہو تو اس سے محروم کر دیا جائے۔ اگر وظیفہ خوار ہو تو اسے وظیفہ سے محروم کر دیا جائے۔☆الگ تھلگ کھڑا کرنے کی سزا: شرارتی لڑکے کو بطور سزا لڑکوں سے الگ تھلگ کر کے کمرے کے ایک کونے میں مجرم کی طرح کھڑا کر دیا جائے تاکہ کلاس کے سامنے اپنی تذلیل پر پریشان ہو کر آئندہ غلطی کرنے سے احتراز کرے۔☆رخصت کے بعد مدرسہ میں روک لینا: شرارتی لڑکے کو رخصت کے بعد مدرسہ میں روک لیا جائے تاکہ اس میں اپنی غلطی کا اعتراف، احساس اور آئندہ اس کے اعادہ نہ کرنے کا تصور از خود پیدا ہو۔☆جسمانی سزا: شرارت یا مدرسہ کے اصولوں کی خلاف ورزی پر سرزنش کے لیے جسمانی سزا دی جائے۔

سزا کی احتیاطی تدابیر:

سزا دینا اگر ناگزیر ہو جائے تو سزا دیتے وقت مندرجہ ذیل احتیاطی اصولوں کو مدنظر رکھا جائے:

☆سزا جرم کی نوعیت کے مطابق ہو۔☆اتفاقیہ اور عمداً غلطی میں امتیاز کیا جائے۔☆سزا کے وقت غیر یقینی صورت نہ ہو۔☆سزا میں سنجیدگی کا عنصر غالب ہو۔☆طالب علم کو سزا کی وجہ معلوم ہونی چاہیے۔☆سزا کا مقصد اصلاح وتربیت ہو۔☆سزا انفرادی نوعیت کی ہو یعنی ایک طالب علم کی غلطی کے باعث تمام طلباء کو سزا نہ دی جائے۔☆سزا مطلوبہ معیار کی حامل ہونی چاہیے۔☆سزا موقع کے مطابق ہونی چاہیے۔☆سزا دیتے وقت امیر و غریب کا امتیاز ہرگز نہ ہو۔☆سزا صرف ناگزیر صورتحال میں دی جائے۔☆سزا کے دوران چہرے کو محفوظ رکھا جائے۔☆سزا دیتے وقت مجرم پر واضح کر دیا جائے کہ کسی عداوت یا انتقامی کاروائی کا نتیجہ نہیں۔

☆غریب طلباء کو مالی (جرمانہ) کی سزا ہر گز نہ دی جائے۔☆جسمانی یا بدنی سزا سے احتراز کیا جائے۔

(پیر محمد امین الحسنات: ضیائے حرم شمارہ نومبر 2000ء ص 10)

حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ طالب علم کو سزا دینے کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: باپ اپنے بچے کو قرآن وعلم پڑھنے پر مجبور کر سکتا ہے۔ یتیم بچہ کو اس چیز سے مار سکتا ہے جس سے اپنے بچہ کو مارتا ہے۔ (ردالمحتار) کیونکہ اگر یتیم بچہ کو مطلق العنان چھوڑ دیا جائے تو علم وادب سے بالکل کورارہ جائے گا۔ عموماً بچے بغیر تنبیہ قابو میں نہیں آتے۔ اور جب تک انہیں خوف نہ ہو کہنا نہیں مانتے مگر ماننے کا مقصد صحیح ہونا ضرور ہے۔ ایسے موقع پر فرمایا گیا: وَاللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ اللہ کو معلوم ہے کہ کون مفسد ہے اور کون مصلح۔ اسی طرح اساتذہ بھی بچوں کو نہ پڑھنے یا شرارت کرنے پر سزائیں دے سکتے ہیں مگر وہ کلیہ ان کے پیش نظر بھی ہونا چاہیے کہ اپنا بچہ ہوتا تو اسے بھی اتنی سزا دیتے۔ بلکہ ظاہر تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے بچہ کی تربیت وتعلیم کا جتنا خیال ہوتا ہے دوسرے کا اتنا خیال نہیں ہوتا۔ تو اگر اس کام پر اپنے بچہ کو نہ مارا یا کم مارا اور دوسرے بچہ کو زیادہ مارا تو معلوم ہوا کہ یہ مارنا محض غصہ اتارنے کے لیے ہے سدھارنا مقصود نہیں ورنہ اپنے بچہ کے سدھارنے کا زیادہ خیال ہوتا"۔

(صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی: بہار شریعت حصہ 16 ص 166)

مسلم مفکرین کی نظر میں سزا کا تصور:

سزا کے حوالے سے مسلم مفکرین کے نظریات مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور بڑوں کا احترام نہ کیا، وہ ہم میں سے نہیں۔

☆۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص قانون سے نہیں ڈرتا اس کو تشدد سے راہ راست پر نہیں لایا جا سکتا۔

☆۔علامہ ابن خلدون نے کہا: تشدد سے کام لینا متعلمین کے حق میں مضر ہے۔ تعلیم میں

سختی اور تشدد برتا جائے تو دل سے امنگ، خوشی اور بشاشت فرار ہو جاتی ہے۔ جھوٹی اور خلاف ضابطہ بات کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ اور متعلم مکر وفریب سے کام لینے لگتا ہے"۔

☆۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر کسی طالب علم سے کوئی اخلاقی غلطی سرزد ہو جائے تو استاد تعریف و کنایہ سے سمجھائے اور رحمت و شفقت کا وطیرہ اختیار کرے۔ کھل کر اس کی غلطی اس کے سامنے بیان نہ کرے اور نہ ہی ڈانٹ ڈپٹ سے کام لے"۔

☆۔ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ ناگزیر حالات میں بطور سزا صرف تین تھپڑ رسید کرنے کی اجازت دیتے ہیں، وہ بھی چہرے پر نہ ہوں کیونکہ چہرہ مظہر انوار الٰہی ہوتا ہے"۔

☆۔ قاضی شریح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صاحبزادے کے استاد کے نام لکھا: اس نے نماز ترک کر دی ہے اور دن بھر یہ کتوں کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔ جب یہ آپ کے پاس آئے تو اس کو نصیحت فرمائیں، ملامت کریں اور اگر آپ اس کو سزا دینا چاہیں تو بید استعمال کرتے ہوئے تین کوڑے لگائیں"۔

☆۔ محمد بن ابی زید نے کہا: "اگر لڑکوں کو زدوکوب کرنا ناگزیر ہو جائے تو تین کوڑوں سے زائد نہ مارو"۔

☆۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے استاد محترم شمس الملک رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں: اگر کوئی طالب علم غیر حاضر ہوتا تو وہ طالب علم سے مخاطب ہو کر فرماتے: چہ کردہ ایم کہ نمی آئی ہم نے کیا ہے کہ تو نہیں آیا؟

اس گفتگو سے تمام طلباء کو تنبیہ ہو جاتی اور ہر ایک طالب علم خائف ہو جاتا کہ اس کی کوئی شکایت استاد محترم تک جائے گی۔

☆۔ امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (استاد) پڑھانے سکھانے میں رفق و نرمی ملحوظ رکھے۔ موقع پر چشم نمائی، تنبیہ، تہدید کرے مگر کوسنا نہ دے کہ اس کا کوسنا ان کے لیے سبب اصلاح نہ ہوگا بلکہ زیادہ فساد کا اندیشہ ہے، مارے تو منہ پر نہ مارے۔ اکثر اوقات تہدید و تخویف پر قانع رہے۔ کوڑا قمچی اس کے پیش نظر رکھے کہ دل میں رعب رہے"۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ)

سزا کے نقصانات:

خواہ سزا کا مقصد اصلاح و تربیت ہوتا ہے لیکن اس سے منفی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہو سکتے ہیں:

☆۔ بچہ بطریقہ احسن نشوونما سے محروم رہتا ہے جس کے نتیجہ میں تعلیمی میدان میں بھی مفلوج ہو جاتا ہے۔

☆۔ سزا کی صورت میں طالب علم احساس کمتری کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کی خواہش ہوتی ہے کہ محبت، حسن کارکردگی کے باعث اپنی کلاس میں معزز اور اچھا لڑکا کہلائے۔ سزا کے باعث وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

☆۔ سزا یافتہ ہونے کی صورت میں طالب علم عادی مجرم بن جاتا ہے کیونکہ بار بار سزا کے نتیجہ میں وہ سزا سے خائف نہیں ہوتا۔

☆۔ سزا کی صورت میں طالب علم اس قدر دلبرداشتہ ہو جاتا ہے کہ وہ حصول علم کے ذوق سے عاری اور تعلیم سے باغی ہو جاتا ہے۔

☆۔ سزا کے باعث طالب علم اس قدر ہراساں ہو جاتا ہے کہ تعلیمی ماحول سے اُس کا دل اُچاٹ ہو جاتا ہے۔

☆۔ طالب علم جب تعلیم کا آغاز کرتا ہے تو اس کے سامنے ترقی کے مختلف راستے ہوتے ہیں جبکہ سزا کی صورت میں وہ تمام راستے اس کے لیے مسدود ہو جاتے ہیں۔

☆۔ سزا کی صورت میں اکثر لڑکے اپنے استاد کی کاروائی کو انتقامی کاروائی قرار دے کر بدتمیزی پر اتر آتے ہیں اور دلی طور پر ان کے آداب بجا نہیں لاتے۔

☆۔ سزا یافتہ طلباء معاشی بدحالی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ اس قدر احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں کہ تاحیات کسی شعبہ میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

طلباء کی سزا کے بارے میں مختلف نظریات:

طلباء کو سزا دینے کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔ جن میں چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

☆۔انتقامی نظریہ: استاد طالب علم کو محض اس لیے سزا دیتا ہے کہ وہ اس کی بات نہیں مانتا یا اس کا ذاتی کام کرنے سے احتراز کرتا ہے۔ یہ سزا انتقامی سزا کہلاتی ہے جو معلم و متعلم دونوں کے لیے زہر قاتل ہے کیونکہ استاد کو اپنی ذاتیات سے بلند و بالا ہو کر تعلیم دینی چاہیے۔

☆۔حفاظتی نظریہ: استاد اس غرض سے طالب علم کو سزا دیتا ہے کہ اس کی عادت بد اور شرارت وغیرہ چھوٹ جائے، دوسرے طلباء کو تحفظ و انصاف میسر آ جائے اور سب کی تعلیم کا مسئلہ بغیر کسی رکاوٹ کے ترقی کی طرف چلتا رہے۔ اس سزا کو "حفاظتی سزا" سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ اس نظریہ میں سب کو تحفظ فراہم ہوتا ہے۔

☆۔اصلاحی نظریہ: سزا دینے کا بنیادی مقصد مجرم کی اصلاح اور دیگر ارکان جماعت کے لیے مثال قائم کرنا ہوتا ہے۔ اس تادیبی کاروائی کے باعث دوسرے طلباء اپنے آپ کو شرارتوں اور قانون شکنی سے محفوظ و مامون رکھیں۔ سزا میں یہی نظریہ پیش نظر رہنا چاہیے کیونکہ اس میں کوئی خامی نہیں ہے۔

طالب علم کو سزا دینے کے حوالے سے امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

طالب علم کو سزا دینے کے حوالے سے حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ استاد کا بچوں کو علی الاطلاق مارنا جائز یا اجرت وعدم اجرت کی شرط ہے؟

الجواب: استاد کا بچوں کو ضرورت کے وقت بقدر ضرورت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کی غرض سے اجرت وعدم اجرت کے امتیاز کے بغیر مارنا جائز ہے لیکن اپنے ہاتھ سے مارے لکڑی سے نہ مارے۔ تین ضربوں سے زیادہ نہ مارے۔ ردالمحتار میں ہے کہ باپ کے حکم کے باوجود آزاد بچے کو مارنا درست نہیں ہے لیکن استاد اس کی تعلیم کی مصلحت کے پیش نظر مار سکتا ہے۔ طرسوسی نے اس بات کو مفید کہا کہ مار آلہ جارحہ کے بغیر ہو اور تین ضربوں سے زیادہ نہ مارے۔ ناظم نے اسے مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں البتہ نقل (دلیل) کی ضرورت

ہے۔شارح شرنبلالی نے اس کا اقرار کیا ہے نقل (دلیل) (کتاب نورالایضاح کی) کتاب الصلوۃ میں ہے کہ چھوٹے بچے کو ہاتھ سے مارا جائے گا لیکن تین ضربوں سے زائد نہ ہوں۔اسی طرح جامع التفسیر کی تلخیص میں موجود ہے۔میرے والد گرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الملتقط (نام کتاب) کے حوالہ سے فرمایا: جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز کے لیے ہاتھ سے مارا جائے گا نہ کہ لکڑی سے اور نہ تین ضربوں سے زائد ضربیں ہوں۔اسی طرح استاد تین ضربوں سے زائد ضربیں نہ لگائے۔رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اے معلم! تو تین ضربیں لگانے سے اپنے آپ کو بچا اس لیے جب تو تین سے زیادہ ضربیں لگائے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بدلہ لے گا۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص 140)

انگریزی زبان سیکھنے اور سکھانے کا شرعی تصور

انگریزی تعلیم کے بارے میں امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نقطہ نظر:

جہلاء، دولت پرست طبقہ اور برطانوی عادات واطوار کے حامل لوگ ہمہ وقت علماء کی مخالفت پر کمر بستہ دکھائی دیتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ علماء نے انگریزی پڑھنے کے خلاف فتویٰ لکھ کر اور اس زبان کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے لیے ترقی کی راہیں مسدود کر دی ہیں۔یہ الزام سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔علمائے حق نے کبھی بھی انگریزی پڑھنے کی مخالفت نہیں کی اور نہ اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے البتہ انگریز بننے کی ضرور مخالفت کی ہے اور اس کے خلاف فتویٰ دیا ہے۔

اس مسئلہ کے حوالہ سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ زیادہ مناسب رہے گا۔آپ کا فتویٰ مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ: انگریزی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: ذی علم مسلمان اگر بہ نیت رد نصاریٰ انگریزی پڑھے ماجر پائے گا۔اور دنیا کے لیے صرف زبان سیکھنے یا حساب، اقلیدس، جغرافیہ جائز علم پڑھنے میں حرج نہیں بشرطیکہ ہمہ تن اس میں مصروف ہو کر اپنے دین وعلم سے غافل نہ ہو جائے۔ورنہ جو چیز اپنا دین وعلم بقدر فرض سیکھنے میں مانع آئے، حرام ہے۔اسی طرح وہ کتابیں جن میں نصاریٰ کے عقائد باطلہ مثل انکار وجود آسمان وغیرہ درج ہیں ان کا پڑھنا بھی روا نہیں۔واللہ اعلم (امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص 99)

عالم دین کا اپنی اولاد کو صرف انگریزی تعلیم دلانے کا شرعی حکم:

علماء کا اپنی اولاد کو صرف انگریزی تعلیم دلوانے کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتوی ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ کوئی شخص عالم اور حافظ ہو کر اپنے لڑکے کو علم انگریزی کی تعلیم دلوائے اور دینی علم سے محروم رکھے اور اپنی لڑکیوں کے عقد غیر شرع سے کرے۔ آیا حشر کے دن اس سے باز پرس ہوگی یا نہیں؟

الجواب: ضرور باز پرس کا محل ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (یعنی اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ)۔ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم فرماتے ہیں: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ (اے اہل خانہ! تم میں سے ہر ایک سربراہ ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)۔ نیز فرماتے ہیں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم الدین النصح لکل مسلم یعنی ہر مسلمان کے لیے دین نصیحت ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (امام احمد رضا خاں بریلوی: فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اوّل ص 140)

انگریزی تعلیم کے حصول اور مخلوط طرز تعلیم پر مسلم شعراء کا نقطہ نظر:

محض مغربی تعلیم کو اصل تعلیم قرار دینے والوں، مخلوط تعلیم کو قابل ترقی تصور کرنے والوں، السنہ شرقیہ کی مخالفت کرنے والوں برطانوی تعلیم کی حمایت کرنے والوں اور اسلامی بننے کی بجائے انگریز بننے پر فخر کرنے والوں کے بارے میں شعراء اسلام کے اصلاحی و تربیتی تصورات سطور ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

گرچہ مکتب کا جوان زندہ نظر آتا ہے
مردہ ہے! مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس

شکایت ہے مجھے یارب خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دیتے ہیں خاک بازی

یہ علم ،یہ حکمت،یہ سیاست،یہ تجارت
جو کچھ ہے وہ ہے فکر ملوکانہ کی ایجاد

دین ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلمانوں کا خسارا

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا"الحاد"بھی ساتھ

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لاالٰہ الااللہ

وضع میں ہو تم نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

ناپاک جسے کہتی ہے مشرق کی شریعت
مغرب فقیہوں کا یہ فتویٰ ہے کہ ہے پاک

یہ علم ،یہ حکمت،یہ تدبر ،یہ حکومت
پیتے ہیں لہو،دیتے ہیں تعلیم مساوات

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی

ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغربی ہے پیش نظر
وضع مشرقی کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

جناب سید اکبر الہ آبادی نے کہا:

قرآن کو سمجھ لیں گے ایف اے پاس تو ہو لیں
"والناس" بھی پڑھ لیں گے ذرا ختنہ تو ہو لیں
نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جناب ڈاروان کو حضرت آدم سے کیا مطلب
مغربی رنگ وروش پر کیوں نہ آئیں اب قلوب
قوم ان کے ہاتھ میں، تعلیم ان کے ہاتھ میں
مذہب کبھی سائنس کو سجدہ نہیں کرے گا
انسان اڑیں بھی تو خدا ہو نہیں سکتا
علوم دنیوی کے بحر میں غوطے لگانے سے
زبان کو صاف ہو جاتی ہے، دل طاہر نہیں ہوتا
نہ کتابوں سے، نہ کالج کے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا
جنگلوں سے نماز اور وظیفہ رخصت
کالج نے امام ابو حنیفہ رخصت

ہند مسکن میرا اور مغربی قانون ہے
رشتہ ہے زنار سے اور پابندیٔ پتلون ہے
علوم ان کے، زبان ان کی، پریس ان کے، لغات ان کی
ہماری زندگی کے سارے اجزاء پر ہیں ہاتھ ان کے
مغربی تعلیم سے دل ایشیا کا ہے ملول
کردیا خلقت کو اس نے بے تمیز و بے اصول
خدا کے فضل سے میاں، بیوی دونوں مہذب ہیں
اُسے پردہ نہیں آتا، اسے غیرت نہیں آتی

سلطان الواعظین ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الامان تہذیب حاضر الامان
لڑکیاں لڑکے ہیں بڑے لڑکیاں
ہم مسلمان ہیں خود دار بننا چاہیے
اس نئی تہذیب سے ہر اک کو بچنا چاہیے
ہم یہ کہتے ہیں کہ ہو پابندیٔ صوم وصلوٰۃ
وہ یہ کہتے ہیں کہ "پی" کر "رقص" کرنا چاہیے
دین کہتا ہے کہ عجز و تواضع کر اختیار
اور فیشن کا تقاضا ہے، اکڑنا چاہیے
ذکرِ ڈارون پر تو اظہار مسرت کیجئے
مولوی کا نام سن کر بگڑنا چاہیے
یہ برسر اجلاس اب تو کہہ رہی ہیں عورتیں

ایک شوہر کم ہے "کوشہ" اب یہ بڑھنا چاہیے
جس جگہ" تہذیب نو "کا کچھ اثر نظر آئے
حاجی حق حق کے وہاں "اشعار" پڑھنا چاہیے
آگیا کیسا زمانہ واہیات!!!
ہر طرف ہیں، ٹیڈیوں وٹیڈیات!!!
بچ کے چلیے ٹیڈیت کا ہے یہ حال
اس میں پھنس کر پھر نکلنا ہے محال
عورتوں کے رخ سے پردہ ہٹ گیا
شرم و غیرت سے تعلق کٹ گیا
رخ اگر بیوی کا بے پردہ ہوا
میاں غیرت سے بے پروا ہوا
چھوڑیے ان فیشنوں کو چھوڑیے
دین ومذہب کی طرف رخ موڑیے

عوام اہل سنت سے اظہار افسوس:

کسی مسلمان بھائی کے فوت ہونے کے بعد تیجہ، ساتواں، دسواں اور چہلم کی تقریبات کے مواقع پر محض ریاکاری کی غرض سے وسیع پیمانے پر طعام اور پھلوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ کاش ان تقریبات کے مواقع پر رسومات کو ترک کر کے تصانیف علماء اہل سنت کی تقسیم کی طرف توجہ دی جائے۔ دولت کو صحیح مصارف پر خرچ کر کے صدقہ جاریہ کے طریقے اپنائے جائے۔ اصل مصارف کو نظر انداز کرتے ہوئے دولت کو بے جا خرچ کرنے پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں کہ:

اور یہ ہمارے سنی بھائی جو اپنے دینی مدارس کو کبھی نہیں پوچھتے اور نہ ان کی مدد کرتے ہیں

بلکہ اپنی کمائی نعت خوانیوں، قوالیوں، عرسوں، غلافوں اور غیر ضروری دیگر مصارف پر خرچ کرتے ہیں۔ خانقاہوں اور درباروں کے گلوں اور صندوقوں میں ڈالتے ہیں، وہ اپنے مسلک کو کمزور کر رہے ہیں۔ ان کے یہ مصارف واخراجات قبول نہ ہوں گے کیونکہ علم قرآن وسنت کو فروغ دینا فرض ہے اور یہ دوسرے کام زیادہ سے زیادہ نوافل و مستحبات کے درجہ میں آتے ہیں۔ اور مسلم مسئلہ ہے کہ فرائض کو چھوڑ کر مستحبات ونوافل ادا کرنے والے کے مستحبات ونوافل واپس اس کے منہ پر مارے جاتے ہیں قبول نہیں کیے جاتے۔ جبکہ ہمارے ملک کے وہ مدرسے جہاں قرآن وسنت، فقہ واصول وعقائد دینی بنیادی وتختی درجے تک کی تعلیم دی جاتی ہے، ان میں اکثر اس قدر ضروریات ہیں کہ وہ طلبہ اساتذوں کے وظیفے، گیس اور بجلی کے بل ادا کرنے سے قاصر و پریشان رہتے ہیں۔ مگر ہمارے مخیّر اور مالدار حضرات اپنے ملک ودین کے ان اہم اداروں کی ضروریات سے لاپروا ہو کر اپنی دولت نعت خوانوں، عرسوں، قوالیوں پیروں وفقیروں، خانقاہوں، درباروں، غلافوں اور گیارھویں وغیرہ پر اڑاتے جا رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے دین کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ دولت کا بے جا اور غیر ضروری اسراف ہے۔

ممکن ہے کہ تو جس کو سمجھتا ہے بہاراں   اوروں کی نگاہوں میں وہ موسم ہو خزاں کا

(علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری: مقام علم وعلماء ص 283)

عوام اہل سنت کی طرف سے اشاعت علوم ومعارف کی بجائے غیر مفید اور فضول امور پر دولت خرچ کرنے پر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالی یوں نوحہ خوانی کرتے ہیں:

اہل سنت بہر قوالی و عرس   دیو بندی بہر تصنیفات و درس

خرچ سنّی بر قبور و خانقاہ   خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ

(علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی: سفر نامہ حج وزیارات حصہ دوم ص 28)

☆☆☆☆☆☆

باب سوم

اکابر کے علمی مشاغل وخدمات

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علمی ذوق

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ظاہری زمانہ میں جہاد، اعلاء کلمۃ الحق، نماز اور دیگر اعمال واوراد ووظائف کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں علمی مذاق اور درس وتدریس کے مشغلہ کے علاوہ فتاویٰ نویسی پر کام کرنے والی بھی ایک جماعت موجود تھی، جس کے چند ایک ارکان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عمار بن یاسر، حضرت حذیفہ، حضرت سلمان فارسی، حضرت زید بن ثابت، حضرت موسیٰ اشعری اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

طلوع اسلام سے قبل عام لکھنے پڑھنے کا رواج نہیں تھا لیکن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ کو اس دور میں بھی لکھنا پڑھنا آتا تھا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد کاتبین

وحی میں شامل ہوئے۔آپ ﷺ کی ظاہری زندگی میں قرآن پاک حفظ کرلیا تھا۔بے مثل قاری تھے،ایک دفعہ حضور انور ﷺ نے ان سے مخاطب ہوکر فرمایا:اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں قرآن پاک سناؤں۔عرض کیا:یارسول اللہ!کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لے کر فرمایا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:ہاں۔یہ بات سن کر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

حضور انور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد بھی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پورے انہماک کے ساتھ درس وتدریس،تبلیغ دین اسلام اور درس قرآن میں مشغول ومصروف رہے۔حتّٰی کہ مسجد نبوی ﷺ کے مدرسہ ''صفہ'' میں مدرس اوّل کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی ﷺ میں گیا تو لوگوں کا جم غفیر دیکھا جو مختلف حلقوں کی شکل میں مختلف اساتذہ سے درس لے رہے تھے۔اساتذہ میں سے ایک شخصیت نمایاں تھی جو درس حدیث میں مصروف تھی۔اس کا نام وتعارت دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ قاری القراء حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔

(علامہ عبدالبر:جامع بیان العلم وفضلہ ص48)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ واحد وہ صحابی ہیں کہ جتنی احادیث مبارکہ ان کو یاد تھیں اور کسی کو یاد نہیں تھیں۔ان کی مرویات کی تعداد ۵۳۷۴ تک پہنچتی ہے۔سات ہجری میں مسلمان ہوئے اور گیارہ ہجری کو رسول اعظم ﷺ کا وصال ہوا۔اس قلیل مدت میں جو روایات آپ نے محفوظ کیں ان کی کثرت پر صحابہ کرام کو تعجب ہوا کرتا تھا۔اس تعجب ووہم کے ازالہ کے لیے آپ خود فرماتے ہیں کہ مہاجر بھائی تجارت پیشہ تھے لہٰذا بازار میں ان کی آمدورفت کا سلسلہ جاری رہتا اور انصاری بھائی زراعت پیشہ تھے اس لیے وہ کھیتی باڑی میں وقت لگاتے تھے جبکہ وہ خود صابروشاکر ہوکر مدرسہ ''صفہ'' میں زیر تعلیم رہتے جس کے سبب ان کو وہ روایات بھی یاد ہوجاتیں جن سے دوسرے محروم رہتے تھے۔ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے حافظہ کے بار...

میں بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں شکایت کی۔آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے چادر بچھانے کا حکم دیا، تعمیل حکم میں چادر پھیلا دی۔آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر چادر کی طرف اشارہ کیا۔پھر ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمایا کہ چادر کو لپیٹ کر سینے سے لگا لو انہوں نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد کبھی کوئی حدیث ذہن سے محو نہیں ہوئی۔(ایضاً ص104)

حضرت صفوان بن عالی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ:

زر بن حبیش رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مسجد میں ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔قبیلہ مراد کا حضرت صفوان بن عالی رضی اللہ تعالیٰ نامی ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں تلاش علم کے لیے حاضر ہوا ہوں۔آپ نے فرمایا: مرحبا! اے طالب علم! فرشتے طالب علم کو گھیر لیتے ہیں، اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اوپر نیچے جمع ہوتے رہتے ہیں حتیٰ کہ علم کی محبت میں آسمان دنیا پر جمع ہو جاتے ہیں۔
(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص48)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما:

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا بیان ہے کہ رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے وقت میں کم سن تھا۔ اپنے ہم عمر ایک انصاری دوست سے میں نے کہا کہ چلو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے علم حاصل کریں کیونکہ وہ ابھی کثیر تعداد میں موجود ہیں۔انصاری لڑکے نے جواب دیا کہ تم عجیب انسان ہو کہ اتنے صحابہ کی موجودگی میں لوگوں کو تمہاری کیا ضرورت ہوگی؟ اس پر میں نے انصاری دوست کو چھوڑ دیا اور خود حصول علم میں مصروف ہو گیا۔کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کسی صحابی کے بارے میں حدیث کا علم ہوتا تو میں فوراً ان کے گھر پہنچ جاتا۔اگر وہ قیلولہ میں مصروف ہوتے تو میں دروازہ پر اپنی چادر بچھا کر بیٹھ جاتا اور گرم ہوا میرے چہرے کو جھلسا دیتی۔جب وہ صحابی گھر سے باہر نکلتے تو میری حالت دیکھ کر کہتے: اے رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے ابن عم! آپ کیسے تشریف لائے؟ میں کہتا: معلوم ہوا ہے کہ آپ رسول خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی فلاں حدیث

روایت کرتے ہیں، اس حدیث کی طلب کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ وہ کہتے: کاش آپ نے کسی کے ذریعے پیغام بھیجا ہوتا تو میں خود آپ کے حضور حاضر ہو جاتا۔ میں جواب میں کہتا: نہیں اس مقصد کے لیے مجھے ہی آنا چاہیے تھا۔ اس کے بعد وہ زمانہ بھی آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وصال ہو گیا۔ وہ انصاری دیکھتا کہ لوگ میرے پاس آنے لگے ہیں اور ضرورت کے مطابق مسائل دریافت کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر انصاری کی زبان سے بے ساختہ الفاظ نکلتے کہ: ابن عباس! تم مجھ سے زیادہ "عقلمند" تھے۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 83)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

اسلاف میں طلب علم کا ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے حصول علم کے لیے پاپیادہ دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور علم کی روشنی حاصل کر کے اسے دوسرے لوگوں تک رسائی کے لیے تاریخی جدو جہد فرمائی۔

جمیل بن قیس کا بیان ہے کہ ایک شخص محض ایک حدیث کے حصول کے لیے مدینہ طیبہ سے دمشق حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا تو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا تم تجارت یا کسی اور مقصد کے بغیر محض حصول حدیث کے لیے آئے ہو؟ اس نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا: اگر یہی بات ہے تو خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے: جو شخص طلب علم کے لیے نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور جنت کی راہ آسان کر دی جاتی ہے۔ عالم کے لیے زمین و آسمان کی تمام مخلوق حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔ عالم کو عابد پر وہی فضیلت حاصل ہے جو بدر منیر کو تمام ستاروں پر حاصل ہوتی ہے۔ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء درہم و دینار چھوڑ کر دنیا سے رخصت نہیں ہوتے صرف علم چھوڑ کر جاتے ہیں۔ جس نے علم حاصل کیا اس نے بہت بڑی دولت حاصل کر لی"۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 76)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہیں معلوم ہوا کہ کسی صحابی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث سنی ہے اور اسے محفوظ کیا ہے۔اسی وقت انہوں نے بیش قیمت اونٹ خریدا، اس پر زین کسی اور سوار ہو کر اس صحابی کی تلاش میں نکلے۔ایک ماہ کی طویل مسافت کے بعد پتا چلا کہ وہ صحابی ملک شام میں ہیں اور عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ ان کا نام ہے۔ ملک شام میں ان کے پاس پہنچے۔اپنا اونٹ ان کے دروازے کے سامنے بٹھا دیا اور گھر میں پیغام بھیجا کہ دروازے پر جابر حاضر ہے۔عبداللہ بن انیس انصاری نے خادم کے ذریعے معلوم کروایا کہ جابر بن عبداللہ تشریف لائے ہیں۔خادم دوبارہ دروازے پر آئے معلوم کیا کہ واقعی جابر بن عبداللہ ہی ہیں۔واپس جا کر گھر میں اپنے آقا سے عرض کر دیا۔معلوم ہوتے ہی عبداللہ بن انیس انصاری باہر تشریف لائے اور ان سے معانقہ کیا۔پھر میں نے ان سے ایسی حدیث کے بارے میں سوال کیا جو میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں سنی تھی۔عبداللہ بن انیس انصاری رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث بیان کر دی اور سماعت حدیث کے بعد واپس (مدینہ طیبہ) آ گیا۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 77)

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو سعید اعمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ محض ایک حدیث کی سماعت کے لیے مدینہ منورہ سے مصر میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے آپ کا استقبال کیا تو آپ نے فرمایا: میں صرف ایک حدیث کی سماعت کی غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں جس کے بیان کرنے والے سب لوگ کوچ کر گئے ہیں۔اس پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی ایک برائی چھپائی۔قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپائے گا"۔حدیث کی سماعت کے بعد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فوراً اپنے اونٹ کے پاس گئے اور سوار ہو کر

مدینہ طیبہ واپس تشریف لے آئے۔(علامہ جلال الدین احمد امجدی: انوار الحدیث ص 72)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "میں نے حدیث کی سماعت کے لیے کئی دنوں اور راتوں کا سفر کیا"۔(علامہ عبد البر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 78)

حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو حصول علم کے لیے سفر کرنے والا نہیں سنا"۔

ابن ابی غسان کا بیان ہے کہ "آدمی اس وقت تک عالم ہے جب تک طالب علم ہے۔ اور اس وقت سے جاہل ہے جب طالب علمی کو خیر باد کہہ دے"۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی راہ میں فقر وفاقہ کی تکلیف برداشت نہ کی جائے۔ حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ تحصیل علم کے سبب اس قدر نادار ہوگئے تھے کہ گھر کی چھت تک فروخت کردی تھی۔ ان کی غذا یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کے کوڑے کرکٹ سے گلی سڑی کشمش پکڑ پکڑ کر کھایا کرتے تھے۔(علامہ عبد البر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 81)

محدثین وآئمہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا علمی شوق

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ:

سراج الامت، امام الائمہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ (۸۰ھ۔۱۵۰ھ) کو قدرت کی طرف سے ابتدائی عمر میں ہی علمی ذوق عطا فرمایا گیا تھا۔ یہی ذوق آپ کو صحابہ کرام اور جلیل القدر تابعین کی خدمت میں لے گیا۔ ان سے ظاہری وباطنی علوم وفنون حاصل کر کے امام الائمہ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔ اساتذہ کی تعداد چار ہزار تک پہنچتی ہے۔ جلیل القدر چند اساتذہ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

عطاء بن جریج، عاصم بن ابی النجود، علقمہ بن مرثد، ابو جعفر محمد بن علی، علی ابن احمر، سعید بن مسروق ثوری اور عدی بن ثابت الانصاری وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(حافظ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی علامہ: تہذیب التہذیب جلد دہم ص 449)

علمی مقام کے باعث آپ حدیث، فقہ اور تفسیر میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے اہل علم قیامت تک روشنی حاصل کرتے رہیں گے۔ ستر ہزار سے زائد احادیث مبارکہ آپ سے مروی ہیں۔ چالیس ہزار احادیث مبارکہ کے انتخاب سے "کتاب الآثار" تالیف فرمائی۔

(علامہ ملا علی قاری: مناقب القاری بذیل الجواہر، جلد دوم ص 474)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ:

قدرت نے اپنے فضل و کرم سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ (۹۳ھ-۱۷۹ھ) کو کمال درجہ کا علمی ذوق عطاء فرمایا تھا جس کی تکمیل کے لیے وصال تک کوشاں رہے۔ آپ کے مشہور شاگرد یحییٰ بن یحییٰ مصمودی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ جب حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ مرض وصال کا شکار ہوئے تو مختلف شہروں سے آپ کے تلامذہ، عقیدتمند اور اہل علم آخری دیدار اور وصایا شریف سننے کے لیے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہونے والے علماء کی تعداد ایک سو تیس تک پہنچ گئی۔ امام نے آنکھیں کھولیں اور حاضرین سے متوجہ ہو کر فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے کبھی خوشی عطاء فرمائی اور کبھی پریشانی۔ موت کا وقت آ پہنچا اور اللہ کی بارگاہ میں جانے کا وقت آ پہنچا۔ میں اس وقت علماء کے جھرمٹ میں ہونے کے سبب مسرت محسوس کرتا ہوں کیونکہ اہل علم کو میں اولیاء تصور کرتا ہوں۔ انبیاء کرام کے بعد اللہ کی بارگاہ میں علماء سے بڑھ کر کسی کا مقام نہیں۔ میں اس سبب بھی مسرت محسوس کرتا ہوں کہ تمام عمر حصول علم اور تدریس و تبلیغ میں صرف ہوئی۔ اپنی تمام خدمات کو مستجاب و مشکور تصور کرتا ہوں۔ تمام فرائض وسنن کے اجر و ثواب کا علم زبان رسالت مآب ﷺ سے ہوا مثلاً حج بیت اللہ کا ثواب، زکوٰۃ کا ثواب اور ان تمام مسائل کو طالب حدیث کے علاوہ دوسرا شخص ہرگز نہیں جانتا۔ علم درحقیقت نبوت کی میراث ہے۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل روایت بیان فرمائی:

کسی شخص کو نماز کے مسائل کا درس دینا زمین بھر کی دولت صدقہ کرنے سے افضل ہے، کسی شخص کی علمی الجھن دور کرنا سو حج کرنے سے بہتر ہے اور کسی شخص کی دینی راہنمائی کرنا سو غزوات میں شمولیت سے افضل ہے۔ اس مختصر گفتگو کے بعد رب کائنات کے حضور لبیک کہہ گئے۔

(شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: بستان المحدثین ص 129)

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۳۲ھ-۱۹۰ھ) میں بھی علمی ذوق کمال درجہ کا تھا۔ آپ نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا: ایک حصہ میں عبادت وریاضت کرتے، دوسرے حصہ میں مطالعہ کتب کرتے اور تیسرے حصہ میں آرام فرماتے۔ اکثر اوقات تمام رات کتب بینی، اخذ مسائل اور اجتہاد میں صرف ہو جاتی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے حضرت امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس قیام کیا۔ وہ تمام رات نوافل میں مصروف رہے جبکہ امام محمد چارپائی پر آرام فرما رہے۔ صبح ہونے پر امام محمد نے بغیر وضو نماز شروع کر دی۔ اس پر میں نے ان سے دریافت کیا کہ حضور! آپ نے نماز کے لیے وضو نہیں کیا؟ آپ نے جواب میں فرمایا تم نے تمام رات نوافل پڑھ کر اپنی ذات کے لیے کام کیا لیکن میں نے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لیے کام کیا۔ وہ یوں کہ کتاب اللہ (قرآن کریم) سے مسائل استنباط کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے آج کی رات میں نے ہزار سے زائد مسائل کا استخراج کیا ہے۔ آپ کا یہ جواب سن کر امام شافعی نے امام محمد کی شب بیداری کو اپنی شب بیداری سے افضل قرار دیا۔

(علامہ شیخ ابن بزاز کردری: مناقب کردری جلد دوم ص 162)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۴ھ-۲۵۶ھ) کو طلب علم کا اس قدر ذوق تھا کہ زمانہ دراز تک مختلف اسلامی ممالک اور شہروں کا سفر کر کے طلب علم میں مصروف رہے۔ آپ نے مصر وشام کا دوبار، بصرہ کا چار بار، حجاز مقدس، کوفہ اور بغداد وغیرہ کا بھی سفر کیا۔ آپ جس کتاب کو ایک بار پڑھ لیتے یا روایت کی سماعت فرما لیتے وہ پتھر پر لکیر کی طرح آپ کے دل ودماغ میں محفوظ ہو جاتی تھی۔ دور حاضر کے مشہور نقاد علامہ غلام رسول سعیدی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

تحصیل علم کے ابتدائی دور میں انہیں ستر ہزار احادیث حفظ تھیں اور بعد میں یہ عدد تین لاکھ تک پہنچ گیا۔ جن سے ایک لاکھ احادیث صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح تھیں۔ ایک مرتبہ بلخ پہنچ گئے تو وہاں

کے لوگوں نے فرمائش کی آپ اپنے شیوخ سے ایک ایک روایت بیان کریں تو آپ نے ایک ہزار شیوخ سے ایک ہزار احادیث بیان کر دیں"۔ (علامہ غلام رسول سعیدی: تذکرۃ المحدثین ص175)

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ (۲۰۲ھ-۲۶۱ھ) تا حیات فن حدیث کی خدمت میں معروف رہے۔ پہلے اس فن کو محنت شاقہ سے حاصل کیا اور پھر اس کی تدریس میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ وصال کے وقت آپ اس عظیم الشان علم میں مستغرق تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک علمی مذاکرہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک حدیث کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ بروقت بیان نہ فرما سکے۔ گھر واپسی پر کتب سے وہ حدیث تلاش کرنے لگے۔ پاس کھجوروں کا ٹوکرا پڑا ہوا تھا ایک ایک کھجور اٹھا کر تناول فرماتے رہے۔ روایت کی تلاش میں اس قدر انہماک و استغراق تھا کہ غیر ارادی طور پر کھجوروں کی مقدار کی طرف بالکل ذہن نہ گیا حتیٰ کہ حدیث مبارکہ کے ملنے تک تمام کھجوریں ختم ہو گئیں۔ کھجوروں کا زیادہ کھانا آپ کے وصال مبارک کا سبب بنا۔

(علامہ غلام رسول سعیدی: تذکرۃ المحدثین ص226)

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ (۲۰۹ھ-۲۷۹ھ) آئمہ صحاح ستہ میں ایک امتیازی مقام رکھتے ہیں۔ بہت سے واقعات ہیں جو آپ کے علمی ذوق کو واضح کرتے ہیں۔ تاہم اس حوالے سے ایک واقعہ مندرجہ ذیل ہے:

حضرت امام ترمذی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک شیخ سے احادیث مبارکہ کے دو جز قلم بند کیے تھے۔ ایک دفعہ سفر مکہ اسی شیخ کی معیت میں کرنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت ان اجزاء پر نظر ثانی کرنے اور تصحیح کا موقع میسر نہیں آیا تھا۔ شیخ محترم سے استدعا کی کہ ان احادیث

کی قرأت فرمائیں تاکہ تحریر شدہ اجزاء سے مقابلہ کر کے تصحیح کی جا سکے۔شیخ نے درخواست منظور کرلی۔امام صاحب نے اپنے سامان سے اجزاء تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ دستیاب نہ ہو سکے۔آخر امام ترمذی نے سادہ کاغذ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیے اور شیخ نے قرأت احادیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔شیخ احادیث کی قرأت کرتے رہے اور امام ترمذی اپنے ذہن میں محفوظ کرتے رہے۔اسی دوران شیخ کی نظر سادہ کاغذوں پر پڑ گئی جو امام کے ہاتھ میں تھے تو وہ غضبناک ہو گئے۔اور انہوں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا آپ مجھ سے مذاق کرتے ہیں؟ امام صاحب نے اصل واقعہ عرض کر دیا۔اور ساتھ ہی کہا: حضور! آپ کی بیان کردہ تمام احادیث میرے ذہن میں محفوظ ہو گئی ہیں۔شیخ نے وہ روایات بطور امتحان سنانے کے لیے کہا تو امام نے تمام احادیث مبارکہ جو صرف انہی سے روایت کی جا سکتی تھیں، سنا دیں۔ان کے اعادہ کا حکم دیا تو امام صاحب نے پہلے کی طرح وہ چالیس روایات من وعن سنا ڈالیں۔اس پر شیخ نے اظہار مسرت کرتے ہوئے فرمایا: ما رایت مثلک (یعنی میں نے آپ کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا)۔

(علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 162)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی ابتدائی تعلیم کے حالات بیان کرتے ہیں کہ میں ایک یتیم بچہ تھا، والدہ ماجدہ نے مدرسہ میں داخل کروا دیا لیکن گھر میں اتنا بھی نہ تھا کہ استاد کی خدمت کی جاتی۔خوش قسمتی سے استاد اس بات پر راضی ہو گئے کہ جب باہر تشریف لیجائیں گے تو میں لڑکوں کی نگرانی کیا کروں گا۔اس طرح جب میں قرآن کی تعلیم مکمل کر لی تو علماء کے حلقوں میں حاضری دینے لگا۔جو بھی حدیث یا مسئلہ سن لیتا فوراً یاد ہو جاتا۔والدہ محترمہ اس قدر غریب تھیں کہ کاغذ کی قیمت بھی مہیا نہ کر سکتی تھیں۔مجبوراً چکنی ہڈیاں تلاش کرتا، اگر کوئی ہڈی دستیاب ہو جاتی تو اس پر سبق لکھنا شروع کر دیتا۔جب وہ تحریر سے بھر جاتی تو اسے گھر کے ایک گھڑے میں محفوظ کر لیتا۔اس طرح میری تعلیم چل رہی تھی کہ اتفاق سے یمن کا ایک گورنر مکہ مکرمہ آیا۔بعض قریشیوں نے اس کے ہاں میری سفارش کی کہ مجھے کوئی کام سونپ دے۔وہ کام دینے پر راضی ہو گیا لیکن

والدہ صاحبہ کے پاس اتنی گنجائش کہاں تھی کہ اپنی حیثیت درست کر کے گورنر کے ساتھ یمن کا سفر کر سکتا۔ والدہ محترمہ نے سولہ دینار میں اپنی چادر رہن رکھ کر رقم میرے حوالے کر دی اور میں گورنر کے ساتھ یمن روانہ ہو گیا"۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 81)

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی ذوق مثالی اور قابل تقلید تھا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ:

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا، میں اس وقت حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ درس میں بیٹھا تھا۔ میں دانستہ طور پر خاموش رہا، والد کی موت کی خبر سنی ان سنی کر دی اور درس سننے میں مصروف رہا۔ شام کے وقت گھر گیا تو لوگ میرے والد کی تدفین سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں والد کے جنازے سے تو محروم ہو گیا مگر علم کی مجلس سے محروم نہ رہا۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس انہماک سے ابو یوسف نے میرے درس میں علم حاصل کیا دوسرے کسی شاگرد نے نہیں کیا۔ میرے حلقہ درس میں داؤد طائی بھی ایک قابل شاگرد تھے مگر وہ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح محنتی نہیں تھے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ ابتدائی دور میں نہایت ہی غربت میں تھے، میرے خاوند طلب معاش کی بجائے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجالس میں رہتے اور کئی کئی دن گھر نہ آتے۔ میں ایک دن خود حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کی اور اپنی تنگ دستی کا قصہ بیان کیا۔ آپ نے مجھے حوصلہ دیا کہ یہ تنگی کے چند دن ہیں گزر جائیں گے، صبر کرو۔ ایک وقت آنے والا ہے کہ تمہاری غربت امارت میں بدل جائے گی، تمہاری تنگ دستی دور ہو جائے گی اور یہ فقر و فاقہ ختم ہو جائے گا۔

ایک وقت ایسا آیا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک دوست نے پوچھا کہ ابو یوسف! آپ کی کتنی تنخواہ (فتوحات) ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ معلوم نہیں ہاں اس وقت میرے اصطبل میں سات سو خچر اور سو اعلیٰ نسل کے گھوڑے میری خدمت اور آمد و رفت کے لیے بندھے ہوئے

ہیں۔ میں ایک مزدور تھا، بھاگا ہوا چور، کام چور مزدور مگر امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجالس نے مجھے مالا مال کر دیا۔ ایک بار میں پورا مہینہ گھر نہ گیا، میری والدہ نے مجھے ڈانٹا کہ تمہارا استاد تمہیں مزدوری دیتا ہے اور نہ کوئی کام کرنے دیتا ہے۔ یہ بات کہہ کر مجھے ایک کاریگر کے پاس لے گئی اور مجھے اس کا شاگرد بنا دیا۔ مجھے ڈانٹتی کہ تم ایک ایک مہینہ نوکری سے غیر حاضر رہتے ہو، پھر مجھے خوب مار کر کہا: خبردار! آئندہ تم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے میری یہ داستان سنی تو پچاس دینار وظیفہ لگا دیا اور کہا جاؤ اپنی ماں کو دے آؤ اور کہو کہ یہ میری چند دنوں کی مزدوری ہے۔ میری ماں پچاس دینار لے کر خوش ہوگئی اور کہنے لگی کہ ان کے پاس ہی رہا کرو، وہ مزدوری زیادہ دیتے ہیں۔

ایک دن حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک خچر پر سوار کہیں جا رہے تھے اور اس کی رکابیں سونے کی تھیں۔ ایک عالم دین نے آپ کو روک لیا اور کہا: وہ کام کر رہے ہو جس سے اسلام نے منع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو علمی شان دکھاؤں۔ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کے بعد اتنی شان و شوکت بھی ملتی ہے کہ ایک درزی کا بیٹا علم دین پڑھ کر اس مقام پر پہنچا ہے۔ اس طرح لوگ علم کے حصول کے لیے تیار ہوں۔

(علامہ اقبال احمد فاروقی "جہان رضا" شمارہ ستمبر 2001ص66)

علماء ربانی رحمہم اللہ تعالیٰ کا علمی شغف

حضرت میاں کلاں رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت حافظ محمد اسماعیل المعروف حضرت میاں کلاں کا شمار لاہور کے اولیاء کبار میں ہوتا ہے۔ آپ کا سب سے بڑا وظیفہ تدریس قرآن تھا۔ جو بھی شخص آپ کی خدمت میں قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتا، فیض یاب ہو کر واپس جاتا۔ طالب علم کی کامیابی یقینی ہوتی تھی۔ کبھی تو آپ محنت کے باعث فیض رسانی فرماتے اور کبھی کرامت کا اظہار کر کے نشان منزل دکھا دیتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ:

ایک دفعہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی حافظ قرآن ہے جبکہ میں امی محض۔ بیوی مباشرت سے منع کرتی ہے کہ کلام اللہ کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا: چھ ماہ تک یہاں رہو انشاء اللہ حافظ بن جاؤ گے۔ اس نے عرض کیا: اتنا عرصہ حاضری سے معذور ہوں۔ فرمایا: کل صبح ہمارے ساتھ نماز پڑھو اور صف پر دائیں طرف کھڑے ہونا۔ نماز صبح کے اختتام پر میاں صاحب نے سلام پھیرا تو جتنے لوگ دائیں طرف تھے وہ حافظ قرآن بن گئے اور جو بائیں طرف تھے وہ ناظرہ خوان بن گئے۔ یہ شخص قرآن کی دولت لے کر واپس لوٹا۔

حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری قبر کی خاک سے حفظ قرآن کا فیض جاری رہے گا۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کی یہ بشارت صادق ہوئی۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے برادر شیخ محمد صالح پچپن سال، حافظ محمود صاحب بیالیس سال، حافظ معز الدین پینتیس سال اور حافظ شرف الدین ساٹھ سال علی الترتیب اسی جگہ حفظ قرآن اور علوم قرآنی کی تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ (شیخ سید محمد میاں: علماء ہند کی شاندار ماضی جلد اول ص 391)

حضرت علامہ اصغر علی روحی رحمہ اللہ تعالیٰ:

علامہ اصغر علی روحی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۶۷ء-۱۹۵۴ء) نابغہ عصر، ممتاز محقق اور عظیم مصنف و مدرس تھے۔ آپ کے علمی ذوق کے حوالہ سے تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

عربی اور فارسی ادب میں یکتائے روزگار تھے۔ ایسی قابلیت کے لوگ صدیوں بعد پیدا ہوا کرتے ہیں۔ فضلائے عہد آپ کی فضیلت علمی کے مداح و معترف تھے۔ علامہ ڈاکٹر محمد اقبال بھی بسا اوقات آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ جب مرزا قادیانی نے غلط سلط عربی میں نام نہاد "قصیدہ اعجازیہ" لکھ کر ڈینگیں مارنا شروع کیں تو علامہ روحی نے فی الفور اس کا جواب لکھ کر "پیسہ اخبار" لاہور میں شائع کروا دیا تھا۔ (علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 61)

محدث اعظم حضرت علامہ سردار احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا درس تصنیف و تالیف:

شیخ الحدیث حضرت علامہ سردار احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۰۴ء-۱۹۶۲ء) طلباء سے

ہمیشہ شفقت ومحبت کرتے اور انہیں تصنیف وتالیف کا شعبہ اپنانے کا خصوصی درس دیتے تھے۔

حضرت محدث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ طلباء سے مخاطب ہو کر فرمایا کرتے تھے:

مولانا! درسی کتب پر شرح وحواشی لکھنے کی طرف توجہ ضرور دیجیے، کچھ نہیں تو ہر روز ایک دوسطریں ہی لکھ لیا کریں۔ انشاء اللہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ مکمل کتاب بن جائے گی۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص78)

حضرت مفتی محمد امین الدین بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت مفتی محمد امین الدین بدایونی قدس سرہ العزیز (۱۹۱۴ء-۱۹۶۱ء) قابل فخر مدرس، ممتاز مبلغ اور مفتی وقت تھے۔ آپ کو جنون کی حد تک ذوق مطالعہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی ذاتی لائبریری میں نایاب ونادر کتب کا وسیع ذخیرہ موجود تھا۔ آپ گھر سے سودا سلف خریدنے کے لیے نکلتے تو کتب خانوں پر تشریف لے جاتے۔ دوسری اشیاء کے ساتھ کتب بھی خرید کر گھر تشریف لے آتے۔ حضرت مفتی صاحب کے ذوق مطالعہ اور ذوق خرید کتب اسلامی کے حوالے سے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ مفتی صاحب کا ذاتی کتب خانہ اعلیٰ قسم کا تھا اور آپ کتابوں کو نہایت حسن وخوبی سے رکھتے تھے۔ کاموں کی منڈی سے لاہور گھر کے لیے سودا سلف خریدنے آتے تو سیدھے مولوی شمس الدین مرحوم تاجر کتب نادرہ کی دکان پر پہنچ جاتے۔ یہاں نادر کتب دیکھتے ہی طبیعت مچل جاتی تو کتابوں کا بنڈل بندھوا کر گھر کی راہ لیتے۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص105)

حضرت خواجہ ثناء اللہ خراباتی رحمہ اللہ تعالیٰ:

علم ایک لازوال دولت ہے جس کا حصول استاد کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے سے ممکن ہو سکتا ہے یا ولی کامل کی نگاہ فیض سے۔ کثیر لوگوں کو اولیاء اللہ کی نظر فیض سے علوم وفنون کی دولت میسر آئی۔ اس علم کو علم لدنی کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں کو یہ دولت میسر آئی ان میں سے ایک حضرت خواجہ ثناء اللہ خراباتی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۰۹ء-۱۸۸۰ء) ہیں۔ آپ کو علم لدنی حاصل ہونے کے حوالہ سے تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ:

حضرت خواجہ ثناء اللہ کی تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کسی مدرسہ میں نہیں پڑھے، وہ اپنی اصطلاح میں ناخواندہ تھے لیکن ان کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ وہ علم وفضل کے بحر ذخار تھے۔انہیں جو کچھ حاصل ہوا وہ بزرگان علم وادب اور خاص طور پر آپ کے نانا سید عبدالغفور شاہ کی مجلس کا فیض تھا۔قدرت نے غیب سے ان کو علم وعرفان کے اسباب فراہم کردیے تھے۔خواجہ صاحب کشمیری، فارسی، عربی، اردو، ترکی اور پنجابی زبانوں سے اچھی طرح باخبر تھے۔نجوم، ہندسہ، ہیئت، قیافہ شناسی، تعبیر، عروض، اخلاق، طلسمات، کیمیا، طب، فقہ، تجوید، انساب، رجال، صرف ونحو، معانی، بیان وغیرہ علوم میں دسترس رکھتے تھے۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص164)

حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ:

ترجمان حقیقت حضرت خواجہ محمد عبدالرحمٰن چھوہروی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۴۶ - ۱۹۲۴ء) نے چند ابتدائی کتب اساتذہ سے پڑھیں بعدازاں تمام علوم ومعارف اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ہبہ کردیے گئے جس کے نتیجہ میں آپ ممتاز مدرس، محقق عصر اور قابل فخر مصنف بنے۔تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ نے صرف ابتدائی تعلیم اساتذہ سے حاصل کی لیکن فیضان الٰہی سے آپ کو علوم ومعارف کے خزائن حاصل ہوگئے۔آپ کے فیض تربیت سے ان گنت افراد مستفیض ہوئے۔بنگلہ دیش (سابقہ مشرقی پاکستان) میں آپ کا فیض خوب جاری ہوا۔آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطاء فرمایا تھا۔آپ نے متعدد کتابیں لکھیں جن میں ''مجموعہ صلوات الرسول'' شریف نہایت اہم۔اس کے تیس پارے ہیں اور ہر پارہ قرآن مجید کے پارے سے تقریباً دوگنا بڑا ہے۔ہر پارے میں نبی اکرم ﷺ کے ایک ایک وصف کا کتاب وسنت کے مطابق بیان ہے۔آپ نے یہ عظیم الشان کتاب بارہ سال آٹھ ماہ بیس دن میں مکمل کی۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 215)

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ:

علامۃ الدہر حضرت مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء - ۱۲۳۹ھ / ۱۸۲۴ء) نے

ابتدائی کتب کا آساتذہ سے درس لیا پھر حضرت خضر علیہ السلام کے فیض سے تمام علوم ومعارف حاصل ہوگئے۔آپ قابل فخر مدرس اور ممتاز محقق ومصنف تھے۔آپ کے علم وفضل،ذوق مطالعہ اور تصنیف وتالیف کے حوالے سے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ:

''آپ دوران ابتدائی تعلیم دروازہ بند کر کے مصروف مطالعہ تھے کہ کسی نے دروازہ پر دستک دی۔آپ نے فرمایا: میں مطالعہ میں مصروف ہوں مجھے فرصت نہیں ہے۔آنے والے نے کہا: میں خضر ہوں۔آپ نے فرمایا: اگر آپ خضر (علیہ السلام) ہیں تو آپ دروازہ کھولے بغیر بھی تشریف لانے پر قدرت رکھتے ہیں۔حضرت خضر علیہ السلام اندر تشریف لے آئے اور آپ کے کندھوں کے درمیان دست اقدس رکھا۔اللہ تعالیٰ کے بے پایاں فضل سے آپ کا سینہ علم وفضل اور روحانیت کا سمندر بن گیا''۔(علامہ غلام مہر علی: الیواقیت المہریہ ص 151)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''حضرت علامہ ظاہری اور باطنی علوم میں یگانہ روزگار تھے علم وفضل کی بدولت اغنیاء اور اہل دنیا کو خاطر میں نہ لاتے جبکہ فقراء ومساکین کا علاج مفت کرتے۔ایک دفعہ مظفر خاں والی ملتان نے آپ کو علاج کے لیے طلب کیا تو آپ نے سختی سے انکار کر دیا''۔(ایضاً ص 152)

مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ:

مبلغ اعظم حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۹۲ء-۱۹۵۴ء) (خلیفہ اعظم امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ عالمی مبلغ اسلام،ماہر علوم قدیم جدید اور دنیا کی ہر زبان پر دسترس رکھتے تھے۔آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تبلیغی سلسلہ شروع فرمایا اور ۱۹۵۱ء میں دنیا بھر کا تبلیغی دورہ مکمل کیا۔ہر ملک کے باشندوں سے ان کی زبان میں خطاب فرمایا۔آپ کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں پچاس ہزار سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا۔سوانح نگار آپ کے انداز تبلیغ اور اثرات ونتائج کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

حضرت مولانا محمد عبدالعلیم صدیقی شعلہ بیان خطیب،بلند پایہ ادیب اور عظیم مفکر اسلام تھے۔جب آپ اپنی نغمہ ریز آواز میں دلائل وبراہین سے اسلام کی حقانیت بیان کرتے تھے تو

حاضرین پر سکوت چھا جاتا اور بڑے بڑے سائنسدان، فلاسفر اور دہریہ قسم کے لوگ آپ کے دست اقدس پر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے۔ آپ دنیا کی ہر زبان میں روانی سے تقریر کرتے تھے کہ خود اہل لسان ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے۔ آپ نے پوری قوت اور بے باکی سے دین فطرت اسلام کا پیغام دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا جس کے نتیجہ میں پچاس ہزار سے زائد غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ وہ ناقابل فراموش کارنامہ ہے جو آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے پوری دنیا کا تبلیغی دورہ کیا جس میں قابل ذکر ممالک انگلستان، فرانس، برٹش، گیانا، مڈغاسکر، سعودی عرب، ٹرینیڈاڈ، امریکہ، کینیڈا، فلپائن، سنگاپور، ملائشیا، تھائی لینڈ، انڈونیشیا، اور سیلون تھے۔ اس کے علاوہ برما، سیلون، ملائشیا، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، انڈوچائنا، چین، جاپان، ماریشس، جنوبی و مشرقی افریقہ کی نوآبادیات، سعودی عرب، عراق، اردن، فلسطین، شام اور مصر کے متعدد تبلیغی دورے کیے۔ تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوت اسلام دی اور ہر زبان میں اسلام کا لٹریچر شائع کیا۔ آپ کی تبلیغی کوششوں سے بورنیو کی شہزادی، ماریشس جنوبی افریقہ کے فرانسیسی گورنر مروات۔ اور ٹرینی ڈاڈ کی خاتون وزیر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص238)

حضرت علامہ عبد الغنی صابری رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت علامہ عبد الغنی صابری رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۹۳ء-۱۹۵۸ء) اپنے دور کے ممتاز عالم دین اور مبلغ اسلام تھے۔ آپ نے ہندوستان کے ہر شہر اور پنجاب کے قریہ قریہ میں جا کر تبلیغ اسلام فرمائی۔ انہوں نے اپنے آپ کو تبلیغ اسلام اور حقانیت اسلام کے علم کو بلند کرنے کے لیے وقف کر دیا تھا۔ تذکرہ نگار آپ کے جذبہ تبلیغ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

تبلیغ دین کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے کئی کئی ماہ بسلسلہ تبلیغ گھر سے باہر رہتے کبھی کسی سے معاوضہ طلب نہ کرتے۔ فرمایا کرتے تھے پنجاب کا کوئی گاؤں اور پاک وہند کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں میں نے تبلیغ نہ کی ہو۔ اعلاء کلمۃ الحق آپ کا شیوہ تھا، اہل ثروت کے سامنے جھکنا کبھی گوارا نہ کیا۔ (علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص252)

حضرت علامہ فرید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ:

اہل سنت کے ممتاز عالم دین، قابل فخر مدرس اور روحانی راہنما حضرت علامہ فرید الدین رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۹۰۶ء۔۱۹۷۲ء) کو جنون کی حد تک مطالعہ کا ذوق تھا۔ آپ ایک دن میں بیس بیس کتب کا طلباء کو درس دیا کرتے تھے اور سب کتب کا بالاستیعاب مطالعہ فرماتے۔ آپ کے ذوق مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ نماز اور اوراد و وظائف کے علاوہ ہمہ اوقات مطالعہ میں مصروف دکھائی دیتے۔ حتیٰ کہ آپ کا وصال بھی بحالت مطالعہ ہوا۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے:

آپ منتہی کتب کے بیس بیس سبق یومیہ پڑھاتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود باقاعدگی کے ساتھ ہر کتاب کا مطالعہ فرماتے اور طلباء کو بھی یہی تلقین کرتے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مطالعہ کے بغیر مدرس خود بے یقینی سے دوچار رہتا ہے، طلباء کو یقین کی نعمت سے کس طرح بہرہ ور کر سکتا ہے؟ آپ کا معمول تھا کہ سحری کے وقت مختصر اوراد و وظائف پڑھنے کے بعد مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتے۔ نماز فجر سے ظہر تک اسباق پڑھاتے اور نماز کے بعد پھر مطالعہ میں محو ہو جاتے۔ عمر کے آخری حصہ میں ناسازی طبع کی بنا پر اسباق کم کر دیے اور اسی تناسب سے اوراد و وظائف میں اضافہ ہو گیا۔ (علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 376)

حضرت علامہ محمد قدیر بخش رحمہ اللہ تعالیٰ:

علامہ محمد قدیر بخش رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۸۹ء-۱۹۵۶ء) مدرس، محقق اور عظیم مبلغ اسلام تھے تاحیات علوم اسلامیہ کی تدریس اور تبلیغ و اشاعت میں سرگرم رہے۔ آپ پروفیسر محمد ایوب قادری کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"میری زندگی کا نصب العین علوم دین کی اشاعت ہے، بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنے اساتذہ کے مسلک کے مطابق اس باب میں جدوجہد عمل میں لا رہا ہوں۔ میں نے درس نظامی کے مروجہ نصاب کی ہی تعلیم جاری رکھی جو بڑی بابرکت ہے اور جامعیت علوم وفنون کے اعتبار سے درس نظامی اکمل ترین نصاب ہے۔ اس نصاب کی تکمیل سے علوم وفنون کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ درس نظامی، ملا نظام الدین سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندہ کرامت ہے جس کا

فیض ہمیشہ جاری رہے گا۔ اس درس کے ساتھ ساتھ زمانے کے رجحانات کے پیش نظر پنجاب اور الٰہ آباد کی یونیورسٹیوں کے نصاب کی تعلیم بھی جاری رکھی جو درس نظامی میں قدرے ترمیم کے بعد ترتیب دیے گئے ہیں"۔ (علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص398)

حضرت علامہ حکیم قطب الدین جھنگوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

علامہ حکیم قطب الدین جھنگوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی 1959ء) ممتاز عالم دین، حکیم حاذق اور عظیم مناظر اسلام تھے۔ انہیں ذوق مناظرہ زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ مناظرہ کے دوران دلائل عقلی ونقلی کی بوچھاڑ کر دیتے جس کے نتیجہ میں مدمقابل مناظر کو لاجواب ہونا پڑتا۔ تذکرہ نگاروں نے ایک آریہ کے ساتھ آپ کے مناظرہ کی روئیداد یوں لکھی ہے:

ایک دفعہ آگرہ میں ایک آریہ کے ساتھ آپ کا مناظرہ ہوا۔ شرائط مناظرہ میں ایک بات یہ طے ہوئی کہ کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ کیا جائے جو فریقین میں مشترک ہو۔ آریہ نے اسلام پر اعتراض کیا کہ اس مذہب میں انصاف نہیں ہے، مثلاً جب کسی مسلمان کی ہوا خارج ہو جائے تو کہا جاتا ہے کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ جہاں سے ہوا خارج ہوئی اس جگہ کو دھونے کی بجائے دوسرے اعضاء کو دھونا شروع کر دیا جاتا ہے؟ مولانا نے فرمایا: تم شرائط مناظرہ کی خلاف ورزی کر رہے ہو کیونکہ یہ مسئلہ فریقین میں مشترک ہے۔ دیکھو! جب تمہارا کوئی آدمی مر جاتا ہے تو اس کے چند خاص رشتہ دار چاہے اس سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوں خبر ملتے ہی غسل کرتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں، برتنوں اور چوکے کی صفائی کرتے ہیں۔ مرنے والا ہزاروں میل دور ہے اور اس کی پلیدی یہاں اثر کر رہی ہے۔ وضو کے اعضاء تو پھر قریب ہیں۔

آریہ مناظر نے دوسرا اعتراض کیا: تم چند کلمات پڑھ کر جانور کو چھری، چاقو سے ذبح کرتے ہو۔ میں پوچھتا ہوں وہ جانور پہلے حلال تھا تو کلمات پڑھنے کی کیا ضرورت؟ اور اگر ان کلمات کے پڑھنے سے حلال ہوا تو چاہیے کہ بلی، کتے پر بھی یہی کلمات پڑھ کر ذبح کر کے کھا جاؤ؟ مولانا صاحب نے فرمایا: پنڈت صاحب! ذرا ہوش سے بات کرو، تم شرائط کی پھر خلاف ورزی کر رہے ہو۔ کیونکہ یہ مسئلہ بھی فریقین میں مشترک ہے۔ دیکھیے جب آپ نکاح پڑھاتے

ہیں تو آپ کا برہمن "بھوج" پڑھتا ہے اور دولہا کو دولہن کے گرد چند چکر دلاتا ہے۔اب بتائیے کہ "بھوج" پڑھنے اور چکر دلانے سے دولہن، دولہا پر حلال ہوئی یا پہلے ہی حلال تھی؟ اگر پہلے ہی حلال تھی تو "بھوج" پڑھنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر ان سے حلال ہوئی تو چاہیے کہ "بھوج" پڑھ کر اور چکر کاٹ کر ماں بہن کو بھی حلال کر کے نکاح میں لے آؤ! غرض مولانا صاحب کی سخت گرفت پر آریہ مناظر کو راہ فرار کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 401)

حضرت علامہ محمد دین بدھوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت علامہ محمد دین بدھوی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۱۹۶۴ء) جملہ علوم وفنون کے جامع اور قابل فخر مدرس تھے۔آپ کو معقولات (منطق وفلسفہ) میں منصب امامت حاصل تھا۔ذوق مطالعہ وتدریس کا ذوق جنون کی حد تک تھا۔یہی وجہ ہے کہ ہمہ وقت مطالعہ وتدریس میں مصروف رہتے تھے۔آپ کے ذوق مطالعہ اور تدریسی خدمات کے حوالے سے تذکرہ نگار لکھتے ہیں:

پہلے چند سال بدھو (نام موضع) میں درس دیا جس میں بخارا، کابل اور علاقہ غیر کے طلباء شریک ہوئے۔بعد ازاں امرتسر، مکھڈ شریف، ملتان شریف، سیال شریف، وزیر آباد، بھیرہ شریف، وڑچھ، شرقپور شریف، بندیال شریف، ہری پور، چکوال وغیرہ مقامات پر تشنگان علوم کو سیراب فرماتے رہے۔۔پ کا امتیازی وصف یہ تھا کہ پنجابی طلباء کو پنجابی میں، ہندوستانی طلباء کو اردو میں، پٹھانوں کو پشتو میں، اہل فارس کو فارسی میں اور اہل عرب کو عربی میں درس دیتے تھے۔ منطق وفلسفہ کی کتب پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ جس مسئلہ کی ضرورت ہوتی کتاب کو اس طرح کھولتے کہ وہ مسئلہ سامنے ہوتا تھا۔حافظہ اس قدر غضب کا تھا کہ مطالعہ کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے "حمداللہ شرح سلم" پڑھاتے تو سلم کی عبارت زبانی پڑھ کر مطلب بیان کردیتے اور اس کے بعد شرح کی تقریر کردیتے۔(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص 466)

حضرت پیر محمد شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ:

حضرت پیر محمد شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۸۹۰ء-۱۹۵۷ء) صاحب علم وفضل اور مبلغ

طریقت وشریعت تھے۔آپ کو علم دین اور حصول علم سے اعلیٰ درجہ کی محبت تھی۔اپنے صاحبزادہ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ کو علوم اسلامیہ کے حصول کے لیے جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں بھیجا، پھر پنجاب یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کروایا۔بلڈ پریشر کے عارضہ کے باوجود اپنے لخت جگر کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے جامعہ ازہر روانہ کیا۔جامعہ ازہر روانہ کرتے وقت اپنے صاحبزادے سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اس وقت جب کہ مجھے تمہاری اشد ضرورت ہے،دور دراز سفر پر اس لیے روانہ کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دولت علم سے نواز دے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔

(علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری: تذکرہ اکابر اہل سنت ص480)

لخت جگر کی روانگی کے بعد حضرت پیر محمد شاہ غازی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرض نے شدت اختیار کر لی،آپ نے اپنے متوسلین،مریدین اور عقیدتمندوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''میں تمہیں تاکید کرتا ہوں کہ انہیں (پیر محمد کرم شاہ صاحب کو میری علالت کی شدت کی ہرگز اطلاع نہ دی جائے بلکہ اگر خدانخواستہ کوئی سانحہ پیش آ جائے تو بھی مطلع نہ کرنا تا کہ ان کی تعلیم میں خلل واقع نہ ہو''۔(ایضاً)

اسلاف کا علمی ذوق وخدمات اور شوق مطالعہ

حضرت ابن ابوالبجاجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک جماعت کی شکل میں مشہور محدث حضرت محمد بن مصعب عرقسانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی ڈیوڑھی میں جمع تھے۔ہماری آرزو تھی کہ شیخ گھر سے برآمد ہوں اور ہمیں احادیث مبارکہ سنائیں۔ہم میں ایک عراقی نوجوان شعر وسخن اور ادب میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔اسی دوران شیخ گھر سے برآمد ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے پاس آتے ہی اعلان کیا: میرے ذہن میں ایک شعر ہے تم میں سے کوئی اگر بتادے کہ یہ کس کا ہے تو میں اسے تین حدیثیں سناؤں گا۔عراقی نوجوان شاعر نے کہا کہ شیخ محترم!آپ شعر پڑھیں،تو شیخ نے یہ شعر پڑھا:

العلم فیہ حیات للقلوب　　　کما تحیا البلاد اذا ما مسھا المطر

علم کے سبب دل اس طرح زندہ رہتے ہیں جس طرح بارش کے سبب زمین زندہ ہو جاتی ہے۔

یہ شعر سنتے ہی عراقی نوجوان نے کہا کہ یہ شعر سابق بربری کا ہے۔ شیخ نے بخوشی نوجوان کی تصدیق کردی اور ساتھ ہی مطالبہ کردیا کہ اس کے بعد والا شعر بتائیں؟ نوجوان نے فوراً یہ شعر پڑھا:

والعلم یجلو العمی عن قلب صاحبه　　کما یجلی سواد الظلمة القمر

(علامہ عبدالبر جامع بیان العلم وفضلہ ص 51)

علم، صاحب علم کے دل کا اندھاپن اس طرح دور کردیتا ہے جس طرح چاند تاریکی کو دور کردیتا ہے۔

یہ شعر سن کر شیخ صاحب بہت خوش ہوئے اور چھ احادیث مبارکہ بیان کردیں۔ عراقی نوجوان کے سبب ہم نے بھی وہ احادیث مبارکہ سن کر محفوظ کرلیں۔

حضور غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ امام ربانی، ولی کامل اور صاحب علم لدنی ہونے کے باجود ظاہری علوم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے اور خوب محنت کی۔ حصول علم میں محنت کے حوالہ سے آپ نے فرمایا:

درست العلم حتی صرت قطبا

ونلت السعد من مولی الموالی

میں علم حاصل کرتا رہا حتی کہ قطبیت کے منصب پر فائز ہوگیا اور پروردگار عالم کی طرف سے میں نے خوش بختی حاصل کرلی۔ (شیخ سید عبدالقادر جیلانی: قصیدہ غوثیہ ص 7)

محقق علی الاطلاق، شیخ العرب والعجم، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اشاعت حدیث اور ترویج فقہ حنفی کے حوالہ سے آپ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کا علمی مقام آپ کی تصانیف سے واضح ہے۔ آپ کے علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی فضول نہیں گذرا۔ اپنے علمی ذوق وانہماک کے حوالے سے آپ لکھتے ہیں کہ:

"میں تین چار سال کا بچہ تھا کہ والد ماجد نے اہل حقیقت کی باتیں اس فقیر کے کام جان میں ڈالیں اور تربیت باطنی کو ضمیر شفقت ظاہری فرمایا۔ ان سے کچھ باتیں جو اس وقت میرے

گوش ہوش میں ڈالی گئی تھیں اب تک خزانۂ خیال میں یاد ہیں جو ندرت وغرابت سے خالی نہیں ہیں۔اور عجیب تر بات یہ ہے کہ جس وقت میرا دودھ چھڑایا گیا تھا میری عمر اس وقت دو ڈھائی سال کی تھی۔اس وقت کی باتیں ایسی یاد ہیں کہ گویا کل کی بات ہے۔والد ماجد قرآن مجید سبق سبق لکھتے تھے اور میں پڑھا کرتا تھا، یہاں تک کہ دو تین مہینے میں تمام قرآن کریم میں نے پڑھ لیا۔ایک ماہ میں کتابت کی قدرت اور انشاء کا سلیقہ حاصل ہو گیا۔نظم واشعار کی کتابوں سے بھی میں نے چیدہ چیدہ ہدایت وارشاد کا مطالعہ کیا۔بارہ سال کا تھا کہ شرح شمسیہ اور شرح عقائد پڑھتا تھا۔پندرھویں سال میں مختصر اور مطول ختم کی۔بعد ازاں حفظ قرآن کیا اور اسی قیاس پر باقی کتابوں پر عبور حاصل کیا۔سات آٹھ سال تک فقہاء ماوراء النہر کے درس میں رہا۔وہ فرمایا کرتے تھے: ''ہم نے تجھ سے فائدہ اٹھایا ہے۔ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں''۔بچپنے سے ہی میں نہیں جانتا تھا کہ کھیل کیا ہوتی ہے؟اور خواب وآرام کیا چیز ہے؟تحصیل علم کے شوق میں کبھی وقت پر نہ کھانا کھایا نہ وقت پر سویا۔موسم گرما ہو یا موسم سرما دو میل کی مسافت طے کر کے دہلی میں روزانہ مدرسہ جایا کرتا تھا اور چراغ کی روشنی میں روزانہ ایک جز ولکھا کرتا تھا۔باوجود تقسیم اوقات کے مطالعہ کتب وابحاث میں مصروف رہتا اور علم حاضر کے مطابق ان پر حواشی وشروح کو قید کتابت میں لاتا۔جس طرح مقولہ ہے کہ: ''العلم صید والکتابت قید'' مطالعہ کتب وغیرہ کے انہماک میں کئی مرتبہ میری دستار اور بالوں میں چراغ سے آگ لگی اور مجھے اس وقت پتہ چلتا جب کہ حرارت دماغ کو محسوس ہوتی۔اس کے باوجود بچپنے سے ہی درود وسلام، اوراد ووظائف اور شب خیزی اور مناجات میں اس قدر عملی سعی رہتی تھی کہ لوگ حیران تھے''۔

(شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوت جلد اول ص 3)

حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً دو ہزار کتب تصنیف فرمائیں۔ فتاوی رضویہ قدیمی بارہ ضخیم جلدوں جبکہ تخریج وترجمہ کے ساتھ جدید 33 جلدوں پر مشتمل ہے۔ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ کیا۔قرآن پاک کا ترجمہ ''کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن'' اسم بامسمّٰی ہے جو عشق رسول میں ڈوب کر لکھا۔

صدر الافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ واقعی صدر الافاضل

تھے۔ایک طرف تدریسی خدمات انجام دیتے دوسری طرف مقتضی الحال کے مطابق مسلمانوں کی سیاسی راہنمائی کرتے اور فتاویٰ نویسی کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہتا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن پر ''خزائن العرفان علی کنزالایمان'' کے نام سے نہایت علمی حواشی تحریر فرمائے۔آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔''الکلمۃ العلیاء'' آپ کی مشہورزمانہ کتاب ہے۔جس کا مطالعہ کرکے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی تعریفی کلمات ارشادفرمائے تھے۔

حضرت پیر مہرعلی شاہ گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ علم کا سمندر تھے اور علمی ذوق اکابر سے ورثہ میں ملا تھا۔آپ کے علمی انہماک کے حوالہ سے تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ:

حضرت کو تعلیم میں اس قدر انہماک تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ چھوٹے درجہ کے طلباء کو تعلیم بھی دیا کرتے تھے۔بسا اوقات ایسا ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعہ میں گذرتیں حتیٰ کہ اسی حالت میں صبح کی اذان ہوجاتی۔رفتہ رفتہ آپ کے پاس پڑھنے والے طلباء کی تعداد اتنی کثیر ہوگئی کہ آپ نے انگہ (نام مقام) کا قیام ترک کرکے شکرکوٹ میں رہائش اختیار فرمالی۔دن کے وقت تعلیم حاصل کرتے اور شام کو شکرکوٹ میں جاکر طلباء کو درس دیتے۔(مولانا فیض احمد:مہرمنیر ص،70)

مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات سید احمد شاہ قادری رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات علم حدیث کی تدریس میں مصروف رہے۔فتویٰ نویسی کی خدمات انجام دیتے رہے۔سائلین کو فقہی جواب دینے کے لیے زینت محفل بنے رہے،دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کو عروج آپ کی شبانہ وروز محنت کے نتیجہ میں حاصل ہوا۔(خواہ اب نہ دارد)۔آپ نے ایسے علماء اور مدرسین پیدا کیے کہ اب بھی دنیا بھر میں علم کی روشنی پھیلارہے ہیں۔تاقیامت آپ کا فیض جاری رہے گا۔

فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیرربانی وثانی لاثانی شرقپور شریف،نے کثیر تعداد میں کتب تالیف فرمائیں۔کتب شائع فرماکر مسلمانوں تک پہنچائیں۔بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات

کے حوالہ سے تاریخی نوعیت کی خدمات انجام دیں۔آپ کے علمی ذوق کا یہ عالم ہے کہ جو کتاب ہاتھ لگی اوّل تا آخر بالاستیعاب مطالعہ کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔نئی نئی باتوں پر نشانات لگاتے ہیں تا کہ حوالہ پیش کرنے کے لیے آسانی ہو۔احباب کا کہنا ہے کہ آپ کے کتب خانہ(لائبریری) میں بیش قیمت اور نایاب کتب کا ذخیرہ موجود ہے جو سب کی سب آپ کے مطالعہ سے گذری ہیں۔ (حال ہی میں آپ نے تمام ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی کو عطیہ کر دیا ہے۔جزاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین)

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علمی ذوق بھی قابل قدر اور قابل تقلید ہے۔صبح کے وقت دورہ حدیث اور دیگر علوم کا درس دیتے۔ظہر کے بعد مختلف علوم وفنون پڑھاتے۔عصر کے بعد فتویٰ نویسی کا کام کرتے۔مغرب کے بعد تالیف وتصنیف اور مطالعہ کتب میں مصروف ہو جاتے۔یہ سلسلہ رات گئے تک جاری رہتا۔یہ آپ کے ہمیشہ اور ہر موسم کے معمولات تھے۔نیز تلامذہ کو تاکید فرماتے بلکہ حکم فرماتے حضر وسفر میں ہاتھ میں کتاب ضرور ہونی چاہیے تا کہ کتاب سے ذہنی تعلق قائم رہے۔

شرف اہل سنت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ کے معمولات کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نے اپنی زندگی کا مقصد وحید تدریس اور تصنیف وتالیف قرار دے رکھا تھا۔آپ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں شیخ الحدیث کی خدمات کے علاوہ صدر مدرس کی حیثیت سے علوم متداولہ کی کتب کا بھی درس دیتے۔بیک وقت دو کتب خانے چلاتے رہے اور بہت سے کتب خانوں کی سرپرستی فرمارہے۔رات گئے تک مطالعہ کتب،تصنیف وتالیف اور تراجم کتب میں مصروف رہتے ہیں۔آپ اردو،فارسی،عربی اور پنجابی کے صاحب طرز ادیب تھے۔ آپ کی علمی،ادبی اور تحقیقی تصانیف نے اپنوں اور غیروں سب سے داد تحسین وصول کیا۔آپ کی کوششوں سے طلباء مدرسین اور محققین بنے۔ایک سو سے زائد آپ کی تصانیف یادگار ہیں۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد عبدالغفور شرقپوری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علمی ذوق، تدریسی خدمات اور طلباء پر شفقت کا نتیجہ ہے کہ سرزمین لاہور کی تیسری علمی درسگاہ اور اصلاح وتربیت کے اعتبار سے پہلی درسگاہ جامعہ فاروقیہ رضویہ،گوجر پورہ،باغبانپورہ،کے بانی وناظم وشیخ

الحدیث والتفسیر اور صدر مدرس کے منصب پر فائز رہے۔آپ عجز وانکسار کا مجسمہ تھے لیکن گفتگو سنجیدہ اور علمی نوعیت کی فرماتے۔پہلی ملاقات کرنے والا آپ کے علمی مقام کا قائل ہو جاتا۔تدریسی خدمات کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی بھی فرماتے۔تصنیف وتالیف کا بھی ذوق تھا۔ آپ کی پہلی تصنیف "نمازی کے پاس باآواز ذکر جائز ہے یا نہیں"؟ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔جس میں اصل مسئلہ کو قرآن وحدیث اور فقہاء ملت کی کتب کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔کتاب کی افادیت اور مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ چند مہینوں میں دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہو چکا ہے۔آپ کی دوسری تصنیف "درود ابراہیمی کی افضلیت" بھی شائع ہو چکی ہے۔

مفسر قرآن، ماہر شان نزول آیات قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی علمی خدمت کے سبب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے انہیں حبر الامہ اور بحر العلوم کا لقب دیا گیا تھا۔طائف میں جب ان کا وصال ہوا تو خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نماز جنازہ پڑھائی۔ان کے علمی مقام پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا: اس امت کا امام ربانی آج رخصت ہوا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"جس سے علم حاصل کرو اس سے عاجزی وانکساری سے پیش آؤ"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد یعنی گود سے گور تک علم حاصل کرو۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صحیح بخاری میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ:

"جو شخص حصول علم میں تکبر وغرور سے کام لیتا ہے وہ عالم نہیں بن سکتا"۔

حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

"صرف تن پروری سے علم حاصل نہیں ہو سکتا بلکہ اس میں استاد کے فیض اور تربیت کو دخل ہے"۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''جو شخص حصول علم میں تکبر واستغناء سے کام لیتا ہے وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا اور جو عاجزی وانکساری اختیار کرتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے''۔

حضرت مغیرہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمانہ طالب علمی میں ہم لوگ اپنے استاد محترم حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح خوف کرتے تھے جس طرح سلطان وقت سے خوف کیا جاتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ معروف محدث یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ محدثین کرام کا جتنا ادب واحترام وہ کرتے تھے اتنا اور کوئی نہیں کرتا تھا۔

حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو طالب علم اپنے استاد کا احترام نہیں کرتا وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ جونہی معلوم ہوا کہ کسی شخص کے پاس کوئی حدیث محفوظ ہے تو فوراً محنت ومشقت برداشت کرتے ہوئے اس کے پاس تشریف لے جاتے اور اس کی روایت سماعت فرماتے۔ عربی ضرب المثل مشہور ہے کہ:

من طلب العُلیٰ سَہِرَ اللیالی — یعنی جو شخص ترقی کے مدارج حاصل کرنا چاہتا ہے وہ رات بھر محنت کرے۔

حضرت حارث بن یزید، حضرت قعقاع اور حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز عشاء کے بعد علمی مسائل پر گفتگو کا سلسلہ شروع فرماتے جو صبح کی اذان تک جاری رہتا تھا۔

حضرت دراوردی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حضرت امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں بزرگ مسجد نبوی میں نماز عشاء ادا کرنے کے بعد علمی مذاکرہ شروع فرماتے جس میں طعن وتشنیع اور تغلیظ ہرگز نہیں ہوتی تھی مذاکرہ کا سلسلہ صبح کی اذان تک جاری رہتا اور اسی مسجد میں نماز صبح ادا کرتے۔

معروف محدث حضرت فرات بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہوا تو ان کے گھر سے اٹھارہ صندوق کتب سے بھرے ہوئے دستیاب ہوئے۔ ان کتب میں اکثر ان کی خود نوشتہ تھیں۔

معروف محدث حضرت ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یتیمی کے عالم میں پرورش پائی۔ علمی مشاغل کا یہ عالم تھا کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے علاوہ گھر سے دور نہ جاتے تھے تاکہ وقت کا ضیاع نہ

ہو۔ایک دفعہ بر سر منبر فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے دو ہزار جلدیں تحریر کی ہیں۔اڑھائی صد سے زائدان کی اپنی تصانیف ہیں۔چار اجزاء روزانہ تحریر کرنا معمولات میں شامل تھا۔آپ کے حلقہ درس میں ایک لاکھ سے زائد تلامذہ شمار کیے گئے۔حلقہ درس میں سلاطین، امراء اور وزراء شامل ہوتے۔بیس ہزار سے زائد لوگ ان کے دست اقدس پر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔کتابت احادیث کے دوران قلم کا تراشہ جمع کرتے رہے حتیٰ کہ وصال کے وقت وصیت کی کہ اس تراشے سے پانی کو جوش دیکر اس سے انہیں غسل دیا جائے۔وصیت پر عمل کیا گیا لیکن تراشہ اس قدر زیادہ تھا کہ استعمال کے باوجود کافی مقدار میں بچ بھی گیا۔

معروف محدث حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے دس لاکھ احادیث مبارکہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

معروف مؤرخ حضرت ابن جریر طبری رحمہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام اور تابعین کے احوال وآثار پر چالیس سال تک لکھتے رہے۔روزانہ چالیس صفحات لکھنے کا معمول تھا۔وصال کے بعد تلامذہ نے حساب لگایا تو بلوغ کے بعد روزانہ کے چودہ صفحات بنے۔اپنی تصنیف تاریخ طبری جو تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے، کے سبب آج بھی زندہ اور مشہور ہیں۔

حضرت دارقطنی رحمہ اللہ تعالیٰ معروف محدث گزرے ہیں۔انہوں نے علم حدیث کے حصول کے لیے بغداد، بصرہ، کوفہ، مصر اور شام وغیرہ ممالک کا سفر کیا۔ایک دفعہ استاد کے حلقہ درس میں موجود تھے، استاد تدریس میں مصروف تھے کہ وہ ایک کتاب سے نقل کررہے تھے۔اس دوران ایک طالب علم ساتھی نے بطور اعتراض کہا کہ استاد صاحب تدریس میں مصروف ہیں جبکہ آپ دوسری طرف متوجہ ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا میری اور تمہاری توجہ میں زمین وآسمان کا فرق ہے، تم یہ بتاؤ کہ استاد صاحب نے اب تک کل کتنی احادیث مبارکہ بیان فرمائی ہیں؟ ساتھی سوچ میں پڑ گیے۔فرمایا: لو سنو! شیخ نے اب تک اٹھارہ احادیث مبارکہ کا درس دیا ہے اور اس کے بعد اٹھارہ احادیث یکے بعد دیگرے مع اسناد سناڈالیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ مشہور محدث گزرے ہیں جو علم حدیث کے حصول میں بڑے محنتی واقع ہوئے تھے۔ان کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ چار ہزار اساتذہ سے علم حدیث حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت علی بن الحسن رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا: ایک دفعہ شدید سردی کی رات میں وہ اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالی عشاء کی نماز کے بعد مسجد کے دروازے پر پہنچے تو کسی علمی مسئلہ پر گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا جو نماز صبح تک جاری رہا۔

حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالی مشہور محدث اور صاحب کثیر التصانیف تھے۔ان سے کثرت تصانیف کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ: تیس سال تک بوریا نشینی میں گزارنے کا نتیجہ ہے۔حضرت امام ابو العباس شیرازی رحمہ اللہ تعالی نے ان سے تین لاکھ احادیث مبارکہ سماعت فرمائیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی ناسخ و منسوخ کے حوالہ سے احادیث مبارکہ کی بڑی تحقیق فرمایا کرتے تھے۔کوفہ کے تمام محدثین کی روایات کو جمع فرمایا۔جب کوئی باہر سے محدث آتا تو تلامذہ کے ذریعے ان سے بھی احادیث حاصل کر لیتے۔آپ نے ایک مجلس مذاکرہ کی مستقل بنیاد رکھی جس کے ارکان فقیہ، محدث، اہل لغت اور مفسر ہوا کرتے تھے۔

حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالی کو دس لاکھ احادیث مبارکہ حفظ تھیں۔

حضرت ابو سعید اصبہانی رحمہ اللہ تعالی حصول علم حدیث کے ذوق میں سولہ سال کی عمر میں مشہور محدث ابو نصر رحمہ اللہ تعالی کی خدمت میں بغداد جانے کے لیے عازم سفر ہوئے تاکہ ان سے احادیث کی سماعت کریں۔راستے میں ان کے وصال کی اطلاع مل گئی جس سے آنکھوں میں آنسو آگئے اور زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے: "اب ان کی سند کہاں سے ملے گی؟"۔

حضرت ابو عمر ضریر رحمہ اللہ تعالی پیدائشی نابینا ہونے کے باوجود علمی ذوق نے انہیں حفاظ، محدثین اور ماہرین علم الفرائض والحساب کی صف میں لا کھڑا کیا تھا۔

حضرت شیخ تقی الدین بعلبکی رحمہ اللہ تعالی کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ چار مہینوں میں "صحیح مسلم" حفظ کر لی تھی۔

حضرت امام نسائی رحمہ اللہ تعالی کے مشہور شاگرد رشید حضرت ابن السنی رحمہ اللہ تعالی ہیں۔ان کے صاحبزادے کا بیان ہے کہ والد گرامی احادیث مبارکہ لکھا کرتے تھے۔ایک دفعہ انہوں نے دوات میں قلم رکھا اور دونوں ہاتھ دعا کے لیے اٹھا دیے۔اسی کیفیت میں ان کا وصال ہو گیا۔

معروف محدث حضرت ابو مسلم بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علمی ذوق کے باعث بغداد تشریف لے گئے۔ وہاں ایک میدان میں تدریس الاحادیث کا سلسلہ شروع کر دیا۔ احادیث املاء کروانے والے سات آدمی تھے جو حلقہ درس میں بلند آواز سے املاء کروا رہے تھے جس طرح عیدین کی تکبیریں بلند آواز سے کہی جاتی ہیں۔ درس کے اختتام پر جب لکھنے والوں کی دواتیں شمار کی گئیں تو وہ چالیس ہزار سے زائد تھیں جبکہ سامعین کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

مشہور محدث فریابی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حلقہ درس میں املاء کروانے والوں کی تعداد تین سو سولہ ہوا کرتی تھی۔ املاء کرنیوالوں کی تعداد کا اندازہ خود لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کو چھ لاکھ احادیث حفظ تھیں، جن سے انتخاب کر کے اپنی مشہور زمانہ کتاب ''صحیح بخاری'' تالیف فرمائی۔ صحیح بخاری شریف سات ہزار دو سو پچھتر احادیث پر مشتمل ہے۔

مشہور محدث حضرت امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ میں بچپن سے علمی ذوق موجود تھا۔ چودہ سال کی عمر میں علم حدیث کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے اور تا حیات مصروف رہے۔ تین لاکھ احادیث مبارکہ حفظ تھیں۔ جن سے انتخاب کر کے کتاب ''صحیح مسلم'' تالیف فرمائی جو بارہ ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ (جب کہ غیر مکررہ احادیث کی تعداد چار ہزار ہے)

حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی معروف محدث ہوئے ہیں۔ انھیں پانچ لاکھ احادیث مبارکہ حفظ تھیں۔ جن سے انتخاب کر کے کتاب ''سنن ابوداؤد'' تالیف فرمائی۔ جو چار ہزار آٹھ صد احادیث پر مشتمل ہے۔

مشہور محدث حضرت یوسف مزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علم حدیث کے ذوق کے باعث مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، حلب، حمات اور بعلبک وغیرہ شہروں کا سفر کیا۔ کثیر تعداد میں کتب تصنیف فرمائیں۔ صرف کتاب ''تہذیب الکمال'' دو سو جلدوں اور ''کتاب الاطراف'' اسی (80) جلدوں پر مشتمل ہے۔ (علامہ عبدالبر: جامع بیان العلم وفضلہ ص 63 تا 73)

اکابر کے ذوق کتب بینی کے مقابل ہم عشر عشیر بھی نہیں۔ اکابر کے چند واقعات سطور ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں تا کہ دور حاضر میں بھی ان کی تقلید میں ذوق مطالعہ کی تحریک پیدا ہو سکے۔

احمد بن عمران کا بیان ہے کہ وہ احمد بن محمد بن شجاع کے پاس موجود تھے۔ احمد بن محمد نے

اپنے خادم کے ذریعے ابن الاعرابی کو بلانے کی کوشش کی۔خادم نے واپس آ کر بتایا کہ ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ اب میرے پاس بہت سے عرب آئے ہوئے ہیں،ان سے فراغت پر حاضر ہوتا ہوں جب کہ ان کے پاس ایک بھی عرب موجود نہیں تھا۔البتہ کتب کا ذخیرہ ان کے سامنے پڑا ہوا تھا۔یکے بعد دیگرے کتاب کو اٹھاتے،اسے دیکھتے پھر رکھ دیتے۔کچھ دیر بعد ابن الاعرابی تشریف لائے۔ابن شجاع نے کہا:سبحان اللہ! آپ نے ہمیں اپنی صحبت سے محروم رکھا۔آپ نے خادم کے ذریعے کہلا بھیجا کہ ہمارے ہاں عرب آئے ہوئے ہیں ان سے فراغت کے بعد آتا ہوں جبکہ آپ کے پاس کوئی بھی عرب نہیں تھا۔اس پر ابن الاعرابی نے چند اشعار پڑھے جن میں سے دو شعر مندرجہ ذیل ہیں:

(۱)اَفتنة نخشی وَلاسوء عشرة ولانتقی منهم لساناً ولایداً

ان میں سے کسی فتنہ اور بدمزگی کا ہمیں خوف نہیں اوران کے ہاتھ یا زبان سے کوئی خطرہ نہیں

فان قلت اموات فما انت کاذب وان قلت احیاء فلست مفندا

اگر تو کہے کہ وہ مردے ہیں تو تُو جھوٹا نہیں ہوگا اور اگر تو کہے کہ وہ زندہ ہیں تو تُو غلط کہنے والا نہ ہوگا

حضرت عبداللہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مکمل طور پر ملاقات کا سلسلہ ختم کر کے قبرستان میں رہنا شرع کر دیا تھا۔ان کو اس کیفیت میں دیکھا جاتا کہ ہمیشہ ان کے ہاتھ میں کتاب ہوتی۔ایک مرتبہ ان سے اس تبدیلی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے قبرستان سے زیادہ واعظ،کتاب سے زیادہ بااعتماد دوست اور تنہائی سے زیادہ بےضرر دوست کوئی نہیں دیکھا''۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''میں نے چالیس سال اس طرح گذارے کہ سوتے وقت اور بیدار ہوتے وقت میرے ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی''۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''کمزور حافظہ کی دوا کتب بینی (مطالعہ) ہے''۔

(علامہ عبدالبر:جامع بیان العلم وفضلہ ص 261)

☆☆☆☆☆

باب چہارم

احوال وآثار

استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ

(بانیِ نصابِ درسِ نظامی)

خاندانی پس منظر:

پاک وہند (برصغیر) میں دینی مدارس کے مروجہ نصاب کو "درس نظامی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جو استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب معروف صحابی رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ انصاری خاندان کے ایک بزرگ حضرت خواجہ ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد (متوفی ۴۸۱ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ تھے۔ ان کی اولاد سے ملا جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ نامی ایک بزرگ سب سے قبل برصغیر میں تشریف لائے، اور دہلی شہر میں قیام پذیر ہو کر ایک دینی مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ بزرگ ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے جد امجد تھے۔ ملا جلال الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال کے بعد ان کی اولاد دہلی کو چھوڑ کر قصبہ سہالی ضلع بارہ بنکی میں آ کر آباد ہو گئی۔

حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے والد گرامی کا نام ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ شہید تھا جو علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ وہ ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں

نے ملا دانیال چوراسی اور قاضی گھاسی الہ آبادی سے علوم وفنون کی تکمیل فرمائی۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد تاحیات درس وتدریس میں مصروف رہے۔ تصنیف وتالیف سے بھی شغف رکھتے تھے۔ آپ کی چند ایک تصانیف کے نام یہ ہیں: (۱) حاشیہ شرح عقائد، (۲) حاشیہ مطول، (۳) حاشیہ تلویح، (۴) رسالہ فی تحقیق دار الحرب اور (۵) حاشیہ شرح حکمۃ العین وغیرہ۔

حضرت ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا۔ ایک دفعہ عثمانی خاندان کے لوگوں سے زمین کے مسئلہ پر تنازعہ ہو گیا جو شدت اختیار کر گیا۔ مخالفین نے عین تدریس العلوم کے دوران مکان میں داخل ہو کر آپ پر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں آپ نے جام شہادت نوش کیا۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب نے آپ کی شہادت کا حادثہ یوں بیاں کیا ہے:

"روزانہ کے معمول کے مطابق ملا قطب الدین رحمہ اللہ تعالیٰ فجر کی نماز اور وظائف سے فارغ ہو کر اپنے مدرسہ میں آئے اور حاضر خدمت فاضلین کو درس دینے میں مصروف ہو گئے۔ جب دو گھڑی دن گزر چکا تھا اچانک اسد اللہ وغیرہ جو آس پاس کے زمیندار ہیں، آئے اور ملا صاحب کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے دیواروں میں نقب لگا کر گھر کے اندر گھس آئے۔ ملا صاحب کو تیر کا ایک زخم، گولی کا ایک زخم اور چہرے پر تلوار کے سات زخم لگائے اور ان کو شہید کر دیا۔"

مخالفین نے آپ کی شہادت تک اکتفانہ کیا بلکہ مکان نذر آتش کر دیا اور مختلف علوم وفنون پر مشتمل کتب کا ذخیرہ جلا کر خاکستر بنا دیا۔ یہ سانحہ فاجعہ ۱۹، رجب ۱۱۰۳ھ مطابق 27، مارچ 1692ء میں پیش آیا۔

ولادت باسعادت:

حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی ۱۰۸۸ھ مطابق 27، مارچ 1677ء میں ملا قطب الدین شہید کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد گرامی ہمہ وقت درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہتے تھے۔ اس سلسلے میں ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

تمام چھوٹے بڑے بخوبی جانتے ہیں کہ ملا قطب الدین شہید جو کمالات انسانیہ اور علمی اور عملی فضائل سے متصف اور حافظ قرآن مجید تھے۔ علوم دینیہ کے طلباء کے درس وتدریس اور عبادت خداوندی کے علاوہ ان کا کوئی اور کام ہی نہیں تھا۔ عبادت سے فرصت کے اوقات میں تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کے ایسے علوم میں تصنیف وتالیف

میں معروف رہتے تھے۔" (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 23)

آپ چار بھائی تھے جو سب کے سب صاحب علم وفضل تھے۔ دوسرے تین بھائیوں کے اسماء گرامی یہ ہیں: (۱) علامہ ملا محمد اسعد، (۲) علامہ ملا محمد سعید اور (۳) علامہ ملا محمد رضا رحمہم اللہ تعالیٰ۔

حصول علوم وفنون واساتذہ کرام:

آپ نے علمی، ادبی اور مذہبی گھرانے میں آنکھ کھولی تھی۔ خاندانی (علمی) ورثہ سمیٹنے کے لیے بچپن کے زمانہ میں حصول علم کی طرف متوجہ ہوئے۔ تعلیم کا آغاز والد گرامی حضرت علامہ قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ سے کیا۔ ان کی شہادت کے وقت شرح ملا جامی (فوائد ضیائیہ) تک علوم وفنون کی کتب پڑھ چکے تھے۔ بعد ازاں آپ نے مختلف مقامات سے مختلف اساتذہ سے علوم اسلامیہ کا درس لیا۔ آپ کے مشہور اساتذہ کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ حضرت علامہ قطب الدین شہید (والد گرامی) 2۔ حضرت علامہ ملا باقر، 3۔ حضرت علامہ ملا علی قلی جالسی، 4۔ حضرت علامہ ملا امان اللہ بنارسی اور 5۔ حضرت علامہ ملا غلام نقشبند رحمہم اللہ تعالیٰ (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 61)

شرف بیعت واعزازِ خلافت:

آپ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد باطنی علوم (معرفت وتصوف) کی طرف متوجہ ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے جلیل القدر پیشوا اور ولی کامل حضرت سید عبدالرزاق شاہ بانسوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا۔ منازل سلوک طے کیں اور اعزاز خلافت بھی حاصل کیا۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جن کے بارے میں اللہ قرآن پاک نے یوں فرمایا: "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ" (بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اعمال کیے۔ حضرت علامہ عبدالباری فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے (متوفی 1926ء) آپ کا واقعہ بیعت یوں بیان فرمایا:

ملا نظام الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے بھتیجے ملا احمد عبدالحق نے ایک ہی رات میں خواب دیکھا کہ حضرت غوث پاک کے دربار میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی

اجمیری (رحمہما اللہ تعالیٰ) بھی ہیں۔ اور حضرت غوث پاک فرمارہے ہیں کہ ان دونوں (ملا نظام الدین محمد اور ملا احمد عبدالحق) کو ہمیں دے دو۔ خواجہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کا ہاتھ پکڑ کر حاضر کر دیا۔ حضرت غوث پاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو ایک صاحب کے حوالے کر دیا۔ یہ صاحب جو کہ پس پشت کھڑے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں (ہاتھ) پکڑا دیے۔ ان کی صورت دونوں نے دیکھی اور خوب یاد کر لی۔ صبح کو دونوں نے ایک دوسرے سے اپنا خواب بیان کیا۔ ملا نظام الدین محمد نے فرمایا کہ غالباً ہماری تمہاری قسمت میں ان ہی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے۔" (ایضاً ص229)

اس خواب کے بعد دونوں بزرگوں کی حضرت سید عبدالرزاق شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوگئی تو شرف بیعت حاصل کیا۔ حضرت ملا نظام الدین محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی بارگاہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ کو مرشد کامل سے انتہائی درجہ کی عقیدت ومحبت تھی جس کا اظہار "مناقب رزاقیہ" سے ہوتا ہے۔ اس تالیف میں مرشد کامل کے احوال وآثار، الہامات اور ارشادات وتعلیمات دلنشین انداز میں تحریر فرمائے۔ جناب محمد رضا انصاری اس کتاب کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ملا نظام الدین" کا تالیف کردہ تذکرہ "مناقب رزاقیہ" جامع وکامل نہ ہونے، نظرثانی سے محروم ہونے کے باوجود ایک ماہر مصنف اور ایک مستند عالم دین کی تصنیف ہے اور ایسی تصنیف ہے جو عقیدت وارادت کے بے محابا اظہار پر مشتمل ہوتے ہوئے بھی افراط وتفریط سے یکسر مصئون ومحفوظ ہے۔ عقیدت مند مصنف کا قلم نشہء ارادت میں سرشار ہونے کے وصف جادۂ اعتدال سے سرمو انحراف نہیں کرتا۔ کرامات والہامات کے فراواں کے دوران بھی احادیث واقوال فقہاء سے سندیں اور تائیدیں پیش کرتا جاتا ہے۔" (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص234)

تدریسی خدمات وتلامذہ:

استاذ الہند، حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ علوم وفنون کی تکمیل کے بعد تا حیات درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور اصلاح وتبلیغ میں مصروف رہے۔ آپ فرنگی محل میں

نصف صدی (پچاس سال) تک درس وتدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ہزاروں مدرسین، علماء، محققین، مصنفین، مبلغین اور مصلحین پیدا کیے۔ دور حاضر میں پاک وہند کے ممتاز مدرسین، محققین اور علماء بالواسطہ آپ کے تلامذہ ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب آپ کی تدریسی اور تصنیفی خدمات کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

(ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے) لکھنو ہی میں قیام اختیار کرلیا اور تمام عمر درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں گزاردی اور عظیم شہرت کے مالک ہوئے۔ آج کل ہندوستان کے اکثر اطراف کے علماء ملا نظام الدین سے شاگردی کی نسبت رکھتے ہیں اور تاج فخر ومباہات زیب سر کرتے ہیں۔ جو شخص ملا نظام الدین سے شاگردی کا تعلق رکھتا ہے وہ فضلائے عہد کے درمیان امتیاز وخصوصیت کا پرچم بلند کرتا ہے۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ دوسری جگہوں میں تحصیل علم کی لیکن اپنا اعتبار بڑھانے کے لیے فاتحہ فراغ آکر ملا نظام الدین ہی سے پڑھا۔" (ایضاً ص73)

آپ کے زمانہ تدریس سے لیکر تا حال دنیا بھر کے علماء بالعموم اور برصغیر (پاک وہند) کے علماء بالخصوص بالواسطہ آپ کے خوشہ چین اور تلامذہ ہیں۔ اس طرح تلامذہ کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے تاہم آپ کے پچاس سالہ تدریسی دور میں ہزاروں طلباء نے بلاواسطہ علمی فیض حاصل کیا جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حضرت میراں کمال الدین ☆ ملا عبد العلی بحر العلوم (صاحبزادہ حضرت ملا نظام الدین محمد) ☆ حضرت غلام محمد مصطفےٰ ☆ ملا احمد حسین فرنگی محلی ☆ حضرت احمد عبد الحق ☆ غفران مآب ☆ حضرت عبد العزیز بن ملا محمد سعید ☆ ملا حسن فرنگی محلی ☆ ملا کمال الدین سہالوی ☆ ملا محمد ولی فرنگی محلی ☆ ملا مبین فرنگی محلی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (محمد رضا انصاری، بانی درس نظامی ص 90 تا 136)

خدمت لوح وقلم:

حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے اصول فقہ، کلام (عقائد)، فلسفہ، سیر اور حدیث مبارکہ کے

موضوعات پر کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ کی مشہور تصانیف مبارکہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

☆رسالہ فی وضوء الرسول (صلی اللہ علیہ وسلم) (فن حدیث) ☆مناقب رزاقیہ (پیرومرشد کے احوال وآثار، الہامات اور ملفوظات وتعلیمات) ☆شرح التحریر فی اصول الدین ☆شرح مسلم الثبوت ☆الصبح الصادق شرح منار الانوار ☆حاشیہ علی حاشیہ قدیمہ علی شرح تجرید دوانی ☆حاشیہ شرح عقائد دوانی ☆شرح رسالہ مبارزیہ ☆حاشیہ شمس بازغہ اور ☆حاشیہ شرح ہدایت الحکمت۔

(اختر راہی، پروفیسر: مصنفین درس نظامی ص 17)

علمی مقام:

عرصہ دراز تک تدریسی خدمات کے نتیجہ میں ہزاروں مدرسین کا پیدا ہونا اور تصانیف مبارکہ سے آپ کا علمی مقام واضح ہو جاتا ہے۔ ہر دور کے ممتاز علماء نے آپ کے علمی مقام کے اعتراف میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اس سلسلہ میں دو اقتباس پیش کیے جاتے ہیں:

1۔ حضرت علامہ سید عبدالحی حسنی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

الامام العالم الکبیر، العلامۃ الشہیر، صاحب العلوم والفنون، شیخ الافادۃ المتون العالم بالربع المسکون، استاذ الاساتذہ، امام الجہابذہ الذی تفرد بعلومہ واخذ ثوا اعاء بیدہ، لم یکن لہ نظیر فی زمانہ فی الاصول والمنطق والکلام۔" (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 62)

حضرت علامہ غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ تعالی نے آپ سے ملاقات کے بعد یوں خراج تحسین پیش کیا: میں ۱۹، ذی الحجہ ۱۱۴۸ھ مطابق 1736ء میں لکھنؤ گیا، ملا نظام الدین سے ملاقات کی میں نے ان کو سلف صالحین کے طریقے پر پایا۔ ان کی پیشانی پر بزرگی کا نور تاباں تھا۔"

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 73)

وصال مبارک:

یہ آفتاب علوم ومعارف ۹، جمادی الاولی ۱۱۶۱ھ مطابق 1748ء میں حجاب رحمت باری تعالی میں چھپ گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

جناب میاں عبدالباسط راہنٹھوی نے آپ کی وفات کے حوالہ سے یہ قطعہ کہا:

نظام الدین محمد واصل حق — چواز روئے زمین سوئے فلک شد
وصال سال تاریخش فلک گفت — ملک بود و بہ یک حرکت ملک شد

فرنگی محل سے جانب مشرق ایک میل کے فاصلے پر "باغ ملا صاحب" میں ایک چبوترے پر پانچ مزارات ہیں ان میں سے درمیان والا آپ کا مزار پرانوار ہے۔ مزار پر نہ چھت ہے نہ گنبد اور چبوترہ بھی آپ کی تدفین کے بعد بنایا گیا۔ چبوترے پر دوسرے چار مزارات حضرت مولانا محمد نعیم، حضرت مولانا عبدالغفار، حضرت مولانا عبدالحکیم اور حضرت مولانا عبدالحلیم رحمھم اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

برکاتِ مزارِ استاذ الہند:

آپ کا سالانہ عرس مبارک ۹، جمادی الاولیٰ میں مزار اقدس کے چبوترے سے متصل منعقد ہوتا ہے اس تقریب سعید میں پانچ آیات قرآنی، چاروں قل اور سورہ فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ تبرک تقسیم کیا جات ہے اور باقی رسومات عرس نہیں ہوتیں۔ تقریب عرس مبارک کے موقع پر دم کیے ہوئے تیل سے چراغ جلا کر مطالعہ کرنے سے کتب علوم وفنون کے مشکل مقامات بآسانی حل ہو جاتے ہیں۔ جناب محمد رضا انصاری صاحب لکھتے ہیں:

> ملا صاحب (نظام الدین محمد) کے سالانہ فاتحہ (عرس مبارک) کے موقع پر ایک عجیب منظر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ فاتحہ سے قبل بڑی تعداد میں شیشیاں اور بوتلیں جن میں جلانے والا تیل بھرا ہوتا ہے مزار کے سرہانے رکھی جاتی ہیں اور فاتحہ (عرس) کے بعد لوگ اپنی شیشیاں اور بوتلیں اٹھائے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ طالبان علم مزار کے سرہانے اس لیے جلانے والا تیل رکھتے ہیں کہ اس تیل سے چراغ جلا کر مطالعہ کتب کرنے سے مشکل مطالب بآسانی سمجھ میں آجاتے ہیں اور مسائل ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔"

(محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی ص 206)

حضرت علامہ عنایت اللہ فرنگی محلی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

قبر مبارک اس وقت بھی مفید خاص وعام اور خاص کر مریضان علم کے لیے نسخہ شفاء ہے۔ مشہور ہے کہ جس کو مطلب کتاب کا سمجھ میں نہ آتا ہو، کتاب کھول کر مزار اقدس پر حاضر رہے اور روحانیت حضرت سے توجہ کرے فوراً مطلب سمجھ میں آجائے گا۔" (علامہ عنایت اللہ فرنگی محلی: تذکرہ علماء فرنگی محلی ص 181)

عظیم کارنامہ:

طلباء کے ذہن کے پیش نظر نصاب متعین کیے بغیر کسی بھی فن میں ملکا اور قابلیت حاصل کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خداداد صلاحیت اور اساتذہ کرام (بالخصوص والد گرامی حضرت ملا قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ) کے فیض سے طلباء کی ذہنی استعداد کے مطابق علوم وفنون کا نصاب ترتیب دیا۔ آپ کا نصاب اور انداز تدریس مؤثر ثابت ہوا، جسے دنیا بھر میں بالخصوص برصغیر میں نظر تحسین سے دیکھا گیا اور اپنایا گیا۔ اس سلسلے میں اپ کے پوتے اور بحر العلوم کے صاحبزادے ملا عبدالاعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

جان لیا جائے کہ ہر ایک استاد کے پڑھانے کا انداز زمانہ اور حصول استعداد کے لحاظ سے جداگانہ رہا ہے۔ اس لیے کہ ملا قطب الدین شہید رحمہ اللہ تعالیٰ ہر فن کی ایک ایک کتاب جو اپنے موضوع پر بہترین ہوتی پڑھاتے تھے اور ان کے تلامذہ صاحب تحقیق ہو جاتے تھے۔ ملا نظام الدین رحمہ اللہ تعالیٰ ہر علم کی دو دو کتابیں اور بعض ذہین طلباء کو ایک ایک کتاب پڑھاتے تھے۔ بحر العلوم بعض طلباء کو ایک ایک، بعض کو دو دو اور بعض کو تین تین کتابیں ہر علم وفن کی پڑھاتے تھے یعنی طلباء کی استعداد کے مطابق کتابوں کی تعداد کا تعین کرتے تھے۔ راقم الحروف (ملا عبدالاعلیٰ) نے اپنے زمانہ کے طلباء کی استعداد کے پیش نظر تدریس کا ایک بہت ہی خوب انداز مقرر کیا ہے جس سے طلباء میں کتاب کا مطلب سمجھنے اور علم وفن کے دوسرے پہلوؤں کے حصول کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے اور تحصیل سے جلد فراغت بھی حاصل ہو جاتی ہے۔" (محمد رضا انصاری: بانی درس نظامی 261)

آپ کا نصاب علوم وفنون اور مخصوص انداز تدریس تلامذہ نے اپنایا اور بعد میں ان کے تلامذہ نے اختیار کیا۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور شہرت پذیر ہوتا رہا حتیٰ کہ دور حاضر میں داخل ہوا۔ جو تاریخی اور عظیم کارنامہ ہے۔ آپ کا مرتبہ نصاب علوم وفنون "نصاب درس نظامی" کے نام سے مشہور ہوا۔

نصاب درس نظامی

استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا کارنامہ "نصاب درس نظامی" کی ترتیب ہے۔ان کا ترتیب دیا ہوا نصاب مندرجہ ذیل ہیں:

فنون	کتب
ا۔صرف	میزان، منشعب، صرف میر، پنج گنج، زبدہ، فصول اکبری، شافیہ
۲۔نحو	نحو میر، مائۃ عامل، ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی
۳۔منطق	صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی مع میر قطبی، سلم العلوم
۴۔حکمت	میبذی، صدرا، شمس بازغہ
۵۔ریاضی	خلاصۃ الحساب، تحریر اقلیدس مقالہ اول، تشریح الافلاک، رسالہ قوشجیہ، شرح چغمینی باب اول
۶۔بلاغت	مختصر معانی، مطول تا انا قلت
۷۔فقہ	شرح وقایہ، ہدایہ اولین، ہدایہ آخرین
۸۔اصول فقہ	نور الانوار، توضیح تلویح، مسلم الثبوت
۹۔کلام	شرح عقائد نسفی، شرح عقائد جلالی، میر زاہد، شرح مواقف
۱۰۔تفسیر	جلالین، بیضاوی
۱۱۔حدیث	مشکوٰۃ المصابیح

گزشتہ چند سالوں سے استاذ الہند حضرت ملا نظام الدین محمد سہالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرتبہ نصاب میں بعض کتابیں زیادہ کر دی گئی ہیں اور بعض کم کر دی گئی ہیں۔عصر حاضر میں بعض مدارس میں جدید عصری کتابیں بھی شامل نصاب ہیں لیکن ایسے مدارس کی تعداد قلیل ہے۔اس ترمیم واضافہ شدہ مرتبہ نصاب کو عام دینی مدارس میں مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔فی الحال مدارس عربیہ میں اٹھارہ (18) فنون میں مندرجہ ذیل کتابیں پڑھائی جاتی ہیں:

فنون	کتب	مصنف
	میزان الصرف مع منشعب پنج گنج	حمید الدین کاکوروی (م ۱۲۱۵ھ مطابق 1801ء)
	صرف میر	سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ مطابق 1413ء)
	علم الصیغہ	مفتی عنایت احمد کاکوروی (م ۷ شوال ۱۲۷۹ھ مطابق 28 مارچ 1863ء)
۱۔صرف	فصول اکبری	سید علی اکبر الہ آبادی (م ۱۰۹۰ھ مطابق 1678ء)
	دستور المبتدی	صفی الدین ردولوی (م ۱۳ ذی قعدہ ۸۱۹ھ مطابق ۱۳ فروری 1416ء)
	زرادی	فخر الدین زرادی (م ۷۲۸ھ مطابق 1328ء)
	زنجانی	عبد الوہاب زنجانی (م ۶۵۵ھ مطابق 1257ء)
	صرف بہائی	بہاء الدین عاملی (م ۱۰۳۱ھ مطابق 1622ء)
	مراح الارواح	احمد بن علی بن مسعود
	نحو میر	سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ مطابق 1413ء)
	نظم مأۃ عامل	عبد القاہر جرجانی (م ۴۷۴ھ مطابق 1081ء)
	شرح مأۃ عامل	
	ہدایۃ النحو	ابو حیان اندلسی (م ۷۴۵ھ مطابق 1344ء)
۲۔نحو	کافیہ	ابن حاجب (م ۶۴۶ھ مطابق 1249ء)
	شرح جامی	عبد الرحمان جامی (م ۸۹۸ھ مطابق 1492ء)
	تسہیل الکافیہ	عبد الحق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ مطابق 1900ء)
	حاشیہ شرح جامی	عبد الغفور لاری (م ۹۱۲ھ مطابق 1506ء)
	صغریٰ کبریٰ	سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ مطابق 1413ء)
	ایساغوجی	اثیر الدین ابہری (م ۷۴۵ھ مطابق 1344ء)
۳۔منطق	مرقات	فضل امام خیر آبادی (م ۱۲۴۴ھ مطابق 1829ء)
	تہذیب المنطق	سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ مطابق 1389ء)
	شرح تہذیب	عبد اللہ یزدی (م ۹۸۱ھ مطابق 1573ء)
	سلم العلوم	محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ مطابق 1707ء)
	شرح سلم العلوم حمد اللہ	حمد اللہ سندیلوی (م ۱۱۶۰ھ مطابق 1747ء)

فنون	کتب	مصنف
	شرح سلم العلوم	قاضی مبارک سوم (م ۱۱۶۲ھ مطابق 1749ء)
	رسالہ میر زاہد	میر محمد زاہد ہروی (م ۱۱۰۱ھ مطابق 1689ء)
	قطبی	قطب الدین رازی (م ۷۶۶ھ مطابق 1364ء)
	میر قطبی	سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ مطابق 1413ء)
	میبذی	(شرح ہدایت الحکمت) میر حسین میبذی (م ۱۰۹۶ھ مطابق 1684ء)
۴۔ فلسفہ و	صدرا	صدر الدین شیرازی (م ۱۰۵۰ھ مطابق 1640ء)
حکمت	شمس البازغہ	محمود جونپوری (م ۱۰۶۲ھ مطابق 1652ء)
	ہدیہ سعیدیہ	فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ مطابق 1861ء)
	تصریح	امام الدین ریاضی (م ۱۱۳۵ھ مطابق 1732ء)
	شرح چغمینی	موسیٰ پاشا رومی (م در میان ۸۲۳ تا ۸۴۱ھ مطابق 1419 تا 1437ء)
۶۔ ہیئت و	تحریر اقلیدس	نصیر الدین طوسی (م ۶۷۲ھ مطابق 1274ء)
ہندسہ	تشریح الافلاک	بہاء الدین عاملی (م ۱۰۳۱ھ مطابق 1622ء)
	خلاصۃ الحساب	بہاء الدین عاملی (م ۱۰۳۱ھ مطابق 1622ء)
	تلخیص المفتاح	محمد بن عبد الرحمان قزوینی (م ۷۳۹ھ مطابق 1338ء)
۷۔ معانی و	مختصر المعانی	سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ مطابق 1389ء)
بیان	مطول	سعد الدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ مطابق 1389ء)
	خلاصہ کیدانی	لطف اللہ نسفی
	منیۃ المصلی	سدید الدین کاشغری (م ساتویں صدی ہجری)
	نور الایضاح	حسن بن عمار شرنبلالی (م ۱۰۶۹ھ مطابق 1659ء)
۸۔ فقہ	قدوری	احمد بن محمد قدوری (م ۴۲۸ھ مطابق 1037ء)
	کنز الدقائق	عبد اللہ بن احمد نسفی (م ۷۱۰ھ مطابق 1310ء)
	شرح وقایہ	عبید اللہ بن مسعود (م ۷۴۷ھ مطابق 1346ء)
	ہدایہ	علی بن ابی بکر مرغینانی (م ۵۹۳ھ مطابق 1197ء)
۹۔ علم الفرائض	سراجی	سراج الدین سجاوندی (م ساتویں صدی ہجری)
	اصول الشاشی	اسحاق بن ابراہیم شاشی (م ۳۲۵ھ مطابق 937ء)

فنون	کتب	مصنف
۱۰۔ اصول فقہ	نور الانوار	احمد جیون (م ۶۴۴ھ مطابق 1246ء)
	حسامی	حسام الدین محمد (م ۶۴۴ھ مطابق 1246ء)
	توضیح	عبیداللہ بن مسعود (م ۷۴۷ھ مطابق 1346ء)
	تلویح	سعدالدین تفتازانی (م ۷۹۲ھ مطابق 1389ء)
	مسلم الثبوت	محب اللہ بہاری (م ۱۱۱۹ھ مطابق 1707ء)
۱۱۔ کلام وعقائد	شرح مواقف	سید شریف جرجانی (م ۸۱۶ھ مطابق 1413ء)
	شرح عقائد جلالی	جلال الدین دوانی (م ۹۰۸ھ مطابق 1502ء)
	شرح عقائد نسفی	نجم الدین عمر نسفی (م ۵۳۷ھ مطابق 1142ء)
	خیالی	احمد بن موسیٰ خیالی (م ۸۷۰ھ مطابق 1465ء)
۱۲۔ تفسیر	انوار التنزیل واسرار التاویل	عبداللہ بیضاوی (م ۶۸۴ھ مطابق 1285ء)
	جلالین	جلال الدین محلی (م ۸۶۴ھ مطابق 1459ء)
	جلالین	جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ مطابق 1505ء)
	کشاف	جار اللہ زمخشری (م ۵۳۸ھ مطابق 1377ء)
۱۳۔ اصول تفسیر	فوز الکبیر فی اصول التفسیر	شاہ ولی اللہ دہلوی (م ۱۱۷۶ھ مطابق 1762ء)
۱۴۔ حدیث	مشکوٰۃ المصابیح	ولی الدین محمد عراقی
	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری (م ۲۵۶ھ مطابق 870ء)
	صحیح المسلم	مسلم بن حجاج (م ۲۶۱ھ مطابق 874ء)
	جامع ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ مطابق 892ء)
	سنن ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان (م ۲۷۵ھ مطابق 888ء)
	سنن نسائی	عبدالرحمان احمد نسائی (م ۳۰۲ھ مطابق 914ء)
	سنن ابن ماجہ	محمد بن ماجہ (م ۲۷۳ھ مطابق 886ء)
	شمائل ترمذی	محمد بن عیسیٰ ترمذی (م ۲۷۹ھ مطابق 892ء)
۱۵۔ اصول حدیث	نخبۃ الفکر	ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ مطابق 1449ء)
۱۶۔ مناظرہ	رشیدیہ	عبدالرشید دیوان (م ۱۰۸۳ھ مطابق 1671ء)
	نفحۃ الیمن	احمد یمنی شروانی (م ۱۲۵۶ھ مطابق 1840ء)
۱۷۔ ادب عربی	دیوان متنبی	احمد بن حسین الکندی (م ۳۵۴ھ مطابق 965ء)
	دیوان حماسہ	ابوتمام حبیب الطائی (م ۲۳۲ھ مطابق 846ء)
	مقامات حریری	قاسم بن علی حریری (م ۵۱۶ھ مطابق 1123ء)
	سبعہ معلقات	شعرائے عہد جاہلیت
۱۸۔ عروض	عروض المفتاح	یوسف بن ابی بکر سکاکی (م ۶۲۶ھ مطابق 1328ء)
		(اختر راہی، پروفیسر: تذکرہ مصنفین درس نظامی ص 18-23)

اَلْخِطَابُ مَعَ عُلَمَاءِ الْعَصْرِ

علامة الدهر مولانا عبدالعزيز پرهاروی ملتانی رحمه الله تعالیٰ

(۱) يَا عُلَمَاءَ الْهِنْدِ طَالَ بَقَاتُكُمْ … وَزَالَ بِفَضْلٍ عَنْكُمْ بَلَاتُكُمْ

(۲) رَجَوْتُمْ بِعِلْمِ الْعَقْلِ فَوْزَ سَعَادَةٍ … وَاَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ يَّخِيبَ رَجَاتُكُمْ

(۳) فَلَا فِيْ تَصَانِيفِ الْاَثِيرِ هِدَايَةٌ … وَلَا فِيْ اِشَارَاتِ ابْنِ سِينَا شِفَاتُكُمْ

(۴) وَلَا طَلَعَتْ شَمْسُ الْهُدٰى مِنْ مَطَالِعِهٖ … فَاَوْرَاقُهَا تَيْجُورُكُمْ لَا ضِيَاتُكُمْ

(۵) وَلَا كَانَ شَرْحُ الصَّدْرِ بِشَرْحِ صَدْرِكُمْ … بَلِ ازْدَادَ مِنْهُ فِيْ صُدُوْرٍ صَدَاتُكُمْ

(۶) وَبَازِغَةٌ لَا ضَوْءَ فِيْهَا اِذَا بَدَتْ … وَاَظْلَمَ مِنْهُ كَاللَّيَالِيْ ذُكَاتُكُمْ

(۷) وَسُلَّمُكُمْ رُبَّمَا يُفِيدُ تَسَفُّلًا … وَلَيْسَ بِهٖ نَحْوَ الْعُلُوْمِ ارْتِقَاتُكُمْ

(۸) فَمَا عِلْمُكُمْ يَوْمَ الْمَعَادِ نَافِعٌ … فَيَا وَيْلَتٰى مَاذَا يَكُوْنُ جَزَاتُكُمْ

(۹) اَخَلَطْتُمْ عُلُوْمَ الْكُفْرِ شَرْعًا كَاَنَّمَا … فَلَاسِفَةُ الْيُوْنَانِ اَنْبِيَاتُكُمْ

(۱۰) مَرِضْتُمْ فَزِدْتُمْ عِلَّةً فَوْقَ عِلَّةٍ … تَدَاوَوْا بِعِلْمِ الشَّرْعِ فَهُوَ دَوَاتُكُمْ

(۱۱) صِحَاحُ حَدِيْثِ الْمُصْطَفٰى وَحِسَانُهٗ … شِفَاءٌ عَجِيْبٌ لَمْ يَزَلْ مِنْهُ دَوَاتُكُمْ

(عبدالعزیز پرہاروی علامہ: النبراس شرح شرح العقائد ص ۹)

ترجمہ اشعار عربیہ

علامۃ الدھر مولانا عبد العزیز پرہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کا علماء عصر حاضر سے خطاب!

(1) اے ہند کے علماء! تم سلامت رہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہاری مصیبتیں دور ہوں۔

(2) تم علوم عقلیہ کے ذریعے سعادت کے حصول کے خواہاں ہو، مجھے خدشہ ہے کہ تمہاری آرزو خاک میں نہ مل جائے۔

(3) کیونکہ اثیر الدین ابہری کی کتابوں (ہدایۃ الحکمۃ وغیرہ) میں کچھ بھی ہدایت نہیں اور نہ ہی بوعلی ابن سینا کی (کتاب) ''اشارات'' میں تمہارے لیے شفا ہے۔

(4) کتاب ''مطالع الانوار'' سے ہدایت کا آفتاب طلوع نہیں ہوسکا، اس کے اوراق تمہارے لیے روشنی نہیں بلکہ تاریکی ہیں۔

(5) صدر الدین شیرازی کی کتاب ''صدرا'' (شرح ہدایۃ الحکمۃ) سے شرح صدر نہیں ہوتا بلکہ سینے کی کدورت بڑھ جاتی ہے۔

(6) مولانا محمود جونپوری کی کتاب ''شمس بازغہ'' (درخشندہ آفتاب) جب رونما ہوئی تو اس میں کچھ بھی تابانی نہیں بلکہ اس سے تو تمہاری ذکاوت رات کی طرح تاریک ہوگئی ہے۔

(7) مولانا محب اللہ بہاری کی کتاب ''سلم'' علوم کی طرف عروج کا ذریعہ نہیں بلکہ بعض اوقات تو پستی کا سبب بن جاتی ہے۔

(8) تمہارا علم قیامت کے دن نفع مند نہیں، افسوس! نہ معلوم اس دن تمہاری کیا جزا ہوگی!

(9) تم نے کافروں (فلاسفہ یونان) کے علوم کو شریعت کا درجہ دے رکھا ہے گویا یونان کے فلسفی تمہارے انبیاء ہیں!

(10) تم تو بیمار ہو تمہاری بیماری دن بدن بڑھ رہی ہے، تم شریعت کے علم سے اپنا علاج کرو بس تمہارا صرف یہی علاج ہے۔

(11) نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح اور حسن حدیثیں شفاء کا عجیب سرچشمہ ہیں اور یہی ہمیشہ کے لیے تمہارا علاج ہیں۔

سنّی مسلمانوں کے لیے رضوی وظیفۂ اعظم کے فوائد وثمرات

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صَلٰوةً وَّسَلَامًا عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ

بعد نماز جمعہ مجمع کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو کر سو بار پڑھیں۔ جہاں جمعہ نہ ہوتا ہو جمعہ کے دن نماز صبح خواہ ظہر یا عصر کے بعد پڑھیں۔ جو کہیں اکیلا ہو تنہا ہی پڑھے۔ یوں ہی عورتیں اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں۔

اس کے فوائد جو صحیح ومعتبر حدیثوں سے ثابت ہیں:

جو شخص رسول ﷺ سے محبت رکھے گا اور جو اُن کی عظمت تمام جہان سے زیادہ دل میں رکھے گا۔ جو اُن کی شان گھٹانے والوں، اُن کے ذکر پاک مٹانے والوں سے دور رہے گا دل سے بیزار ہوگا۔ ایسا جو کوئی مسلمان اسے پڑھے گا اُس کے لیے بیشمار فائدے ہیں جن میں سے بعض لکھے جاتے ہیں:

۱۔ اس کے پڑھنے والے پر اللہ عزوجل اپنی تین ہزار رحمتیں اتارے گا۔

۲۔ اس پر دو ہزار بار اپنا سلام بھیجے گا۔

۳۔ پانچ ہزار نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھے گا۔

۴۔ اُس کے پانچ ہزار گناہ معاف فرمائے گا۔

۵۔ اُس کے پانچ ہزار درجے بلند فرمائے گا۔

۶۔ اُس کے ماتھے پر لکھ دے گا کہ یہ منافق نہیں۔

۷۔ اُس کے ماتھے پر تحریر فرما دے گا کہ یہ دوزخ سے آزاد ہے۔

۸۔ اسے قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ رکھے گا۔

۹۔ پانچ ہزار بار فرشتے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ یا رسول اللہ! فلاں بن فلاں حضور پر درود وسلام عرض کرتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ ہر مرتبہ کے درود وسلام پر فرمائیں گے فلاں بن فلاں پر میری طرف سے سلام اور اللہ کی رحمت اور اُس کی برکتیں۔

۱۰۔ جتنی دیر اس میں مشغول رہے گا اللہ کے معصوم فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے۔
۱۱۔ اللہ تعالٰی اُس کی تین سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ دو سو دس حاجتیں آخرت کی اور نوّے حاجتیں دنیا کی۔
۱۲۔ اُس کے مال میں ترقی دے گا۔
۱۳۔ اُس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں برکت رکھے گا۔
۱۴۔ دشمنوں پر غلبہ دے گا۔
۱۵۔ دلوں میں اُس کی محبت رکھے گا۔
۱۶۔ کسی دن خواب میں زیارت اقدس سے مشرف ہوگا۔
۱۷۔ ایمان پر خاتمہ ہوگا۔
۱۸۔ اُس کا دل منور ہوگا۔
۱۹۔ قبر و حشر کے ہولوں سے پناہ میں رہے گا۔
۲۰۔ قیامت کے دن عرشِ الٰہی کے سایہ میں ہوگا جس دن اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔
۲۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی شفاعت اُس کے لیے واجب ہوگی۔
۲۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قیامت کے دن اُس کے گواہ ہوں گے۔
۲۳۔ میزان میں اُس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا۔
۲۴۔ قیامت کے دن پیاس سے محفوظ رہے گا۔
۲۵۔ حوضِ کوثر پر حاضری نصیب ہوگی۔
۲۶۔ صراط پر آسانی سے گزرے گا۔
۲۷۔ قبر و حشر میں اُس کے لیے نور ہوگا۔
۲۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نزدیک ہوگا۔
۲۹۔ قیامت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس سے مصافحہ فرمائیں گے۔
۳۰۔ اللہ عزوجل اس سے ایسا راضی ہوگا کہ کبھی ناراض نہ ہوگا۔

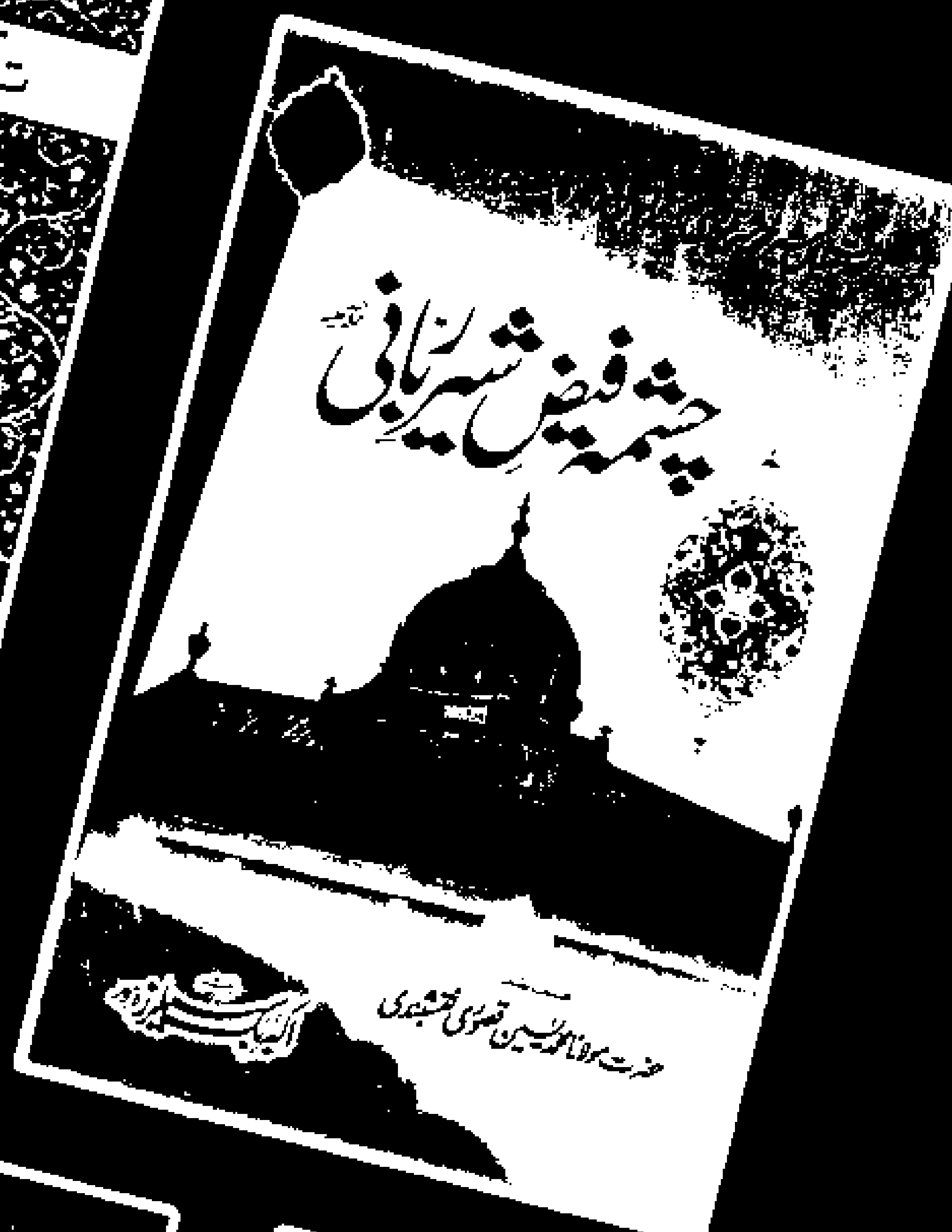
اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَاهُ بِجَاهِ حَبِيْبِكَ وَاٰلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ اَبَدًا. اٰمِيْنَ

(فضل العلم والعلماء مع یادِ اعلیٰ حضرت ص 76)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ ۔ خادم العلماء والطلباء محمد یٰسین قصوری نقشبندی

★★★









ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022



ناشر
اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 37352022